

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

باب الحیجۃ



که شامل ستیم صحیحی که گفته شد و لا احوال و فوراً وقت و دخول جنان و
خالی ست از عوامل مذکور که رسالت متعارف زمان بغرض تسهیل انتفاع عتائق است
افادات با هر اسرار شریعت یافت نمود و طریقت حضرت حکیم الامت مولانا الحاج
افاق محمد شرف علی صاحب نظام العالم دیار فروری ۱۱۸۵ هجری قمری در حساب
نور عبدالغفور صاحب مالک کتابخانه استه فیہ کا پتور کو محلی شیخ ولایت علی

﴿ انتهى ما خرج من عهد الواحد ﴾

در مطبعہ انتظامیہ کراچی

اعلان حضرت مولانا صاحب ایک کتاب کراوات صحابہ کفرا شروع کی تھی گو عبدیم الغرضی کو بھیجے

۲۰۰۰	واظریه
۱۰	نن نمبر
۲۹	کتاب نمبر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله المتعبدون له ان ايام محبت التمام میں حضرت اقدس حافظ قاری مولانا شاہ اشرف صاحب مدظلہ العالی کی تصانیف کثیرہ سے جوہر ایک خاص عام میں آفتاب کی طرح سے معروف مشہور ہیں۔ یہ کتاب ہدایت عجیب و غریب جس کا نام نامی

الذی لا یزول
وہو الذی لا یتبدل

ہے۔ اور اس میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت پیچھے حالات بتائے گئے ہیں۔ وفات تک معتبر روایتوں سے دیج ہیں جناب محمد عبدالغفور صاحب مالک کتب خانہ اشرفیہ کوٹھی شیخ ولایت علی کانپور کی فرمائش سے باہتمام خواجہ محمد عبدالواحد

مطبع انتظامیہ علی گڑھ

— طبع کا بہت مجموعہ الفقہ برائے مالک کتب خانہ اشرفیہ کوٹھی شیخ ولایت علی کانپور —

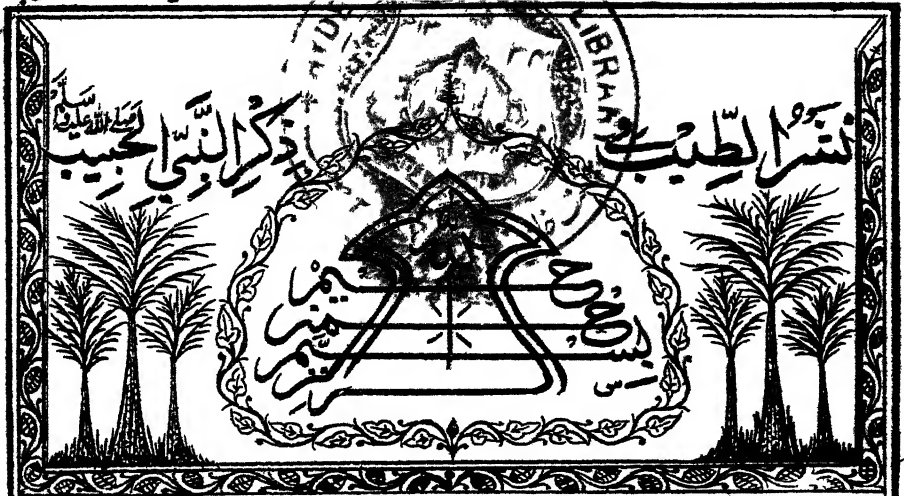
اس کتاب کا نام (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیؐ) کن مضامین کی فہرست

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۲	واقعہ ششم صفحہ ۵۹ تک	۲۵	آثار کے گناہوں میں آگے والہما	۳	مضمون از طرف محمد انعام اللہ
۵۵	واقعہ ہفتم صفحہ ۶۱ تک	۲۵	وہجا میں	۵	ہجرت کے بعد طبع کنندہ کتاب ہذا
۶۱	واقعہ ہشتم صفحہ ۶۷ تک	۲۵	یا جو فیصل کے بعض کات کے بارے	۵	وجہ تالیف رسالہ ہذا صفحہ
۶۲	واقعہ نواں صفحہ ۷۵ تک	۲۶	تصویرات طبعی اور کتب میں	۸	مقدمہ کتاب مشتمل تین مضمون ہیں
۶۵	واقعہ دوازدہم صفحہ ۹۱ تک	۳۱	ولادت شریفہ میں	۱۰	مضمون اول اُن کتابوں کے نام
۶۶	واقعہ سترہم صفحہ ۱۰۱ تک	۳۱	سائبرین فصل دوم و ماہ وسنہ و	۱۰	میں جو وقت تحریر رسالہ ہذا میں
۶۷	واقعہ چار دہم صفحہ ۱۱۱ تک	۳۱	یوکان ولادت شریفہ میں	۱۰	تھیں
۶۸	واقعہ پانچویں صفحہ ۱۲۱ تک	۳۱	آٹھویں فصل بعض واقعات نامہ	۱۰	مضمون دوم اُن استدعاؤں کے
۶۹	واقعہ سترہم صفحہ ۱۳۱ تک	۳۴	طفولیت میں	۱۰	اظہار میں جو لوگوں کے فراموشی
۷۰	واقعہ ششم صفحہ ۱۴۱ تک	۳۴	نورین فصل کے ناموں میں جنگ	۱۰	خطوط میں تھیں اور ان کی وجہ
۷۱	واقعہ نو دہم صفحہ ۱۵۱ تک	۳۹	متعلق آگے تیسرے رضاع کے	۱۰	ابواب ہر مضامین کے تقسیم
۷۲	واقعہ سترہم صفحہ ۱۶۱ تک	۳۹	بعد دیگرے ہوتا رہا	۱۰	کی تجویز اور اس کے مصلح
۷۳	واقعہ سترہم صفحہ ۱۷۱ تک	۳۹	و شہرین فصل شایع نبوت تک	۱۰	مضمون سوم میں بعض مقام پر
۷۴	واقعہ سترہم صفحہ ۱۸۱ تک	۳۹	بعض حالات میں	۱۰	اشعار کے گناہوں پر چھنے والے
۷۵	واقعہ سترہم صفحہ ۱۹۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	کو مستورات کے میں چھنے
۷۶	واقعہ سترہم صفحہ ۲۰۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	کے متعلق ہدایت
۷۷	واقعہ سترہم صفحہ ۲۱۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	پہلی فصل نور محمدی علیہ السلام
۷۸	واقعہ سترہم صفحہ ۲۲۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	کے بیان میں اور اس میں حدیث
۷۹	واقعہ سترہم صفحہ ۲۳۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	شریعت کی ساخت روایتیں
۸۰	واقعہ سترہم صفحہ ۲۴۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	صفحہ ایک
۸۱	واقعہ سترہم صفحہ ۲۵۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	دوسری فصل سابقین میں آگے
۸۲	واقعہ سترہم صفحہ ۲۶۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	مسائل کا مجموعہ میں مفت تک
۸۳	واقعہ سترہم صفحہ ۲۷۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	تیسری فصل یکے شرف و نجات
۸۴	واقعہ سترہم صفحہ ۲۸۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	نسب میں
۸۵	واقعہ سترہم صفحہ ۲۹۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۸۶	واقعہ سترہم صفحہ ۳۰۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۸۷	واقعہ سترہم صفحہ ۳۱۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۸۸	واقعہ سترہم صفحہ ۳۲۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۸۹	واقعہ سترہم صفحہ ۳۳۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۹۰	واقعہ سترہم صفحہ ۳۴۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۹۱	واقعہ سترہم صفحہ ۳۵۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۹۲	واقعہ سترہم صفحہ ۳۶۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۹۳	واقعہ سترہم صفحہ ۳۷۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۹۴	واقعہ سترہم صفحہ ۳۸۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۹۵	واقعہ سترہم صفحہ ۳۹۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۹۶	واقعہ سترہم صفحہ ۴۰۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۹۷	واقعہ سترہم صفحہ ۴۱۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۹۸	واقعہ سترہم صفحہ ۴۲۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۹۹	واقعہ سترہم صفحہ ۴۳۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۱۰۰	واقعہ سترہم صفحہ ۴۴۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۱۰۱	واقعہ سترہم صفحہ ۴۵۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۱۰۲	واقعہ سترہم صفحہ ۴۶۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۱۰۳	واقعہ سترہم صفحہ ۴۷۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۱۰۴	واقعہ سترہم صفحہ ۴۸۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۱۰۵	واقعہ سترہم صفحہ ۴۹۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۱۰۶	واقعہ سترہم صفحہ ۵۰۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۱۰۷	واقعہ سترہم صفحہ ۵۱۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۱۰۸	واقعہ سترہم صفحہ ۵۲۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۱۰۹	واقعہ سترہم صفحہ ۵۳۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض
۱۱۰	واقعہ سترہم صفحہ ۵۴۱ تک	۳۹	آٹھویں فصل اول وی میں	۱۰	چوتھی فصل یکے مبارک کے بعض

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	بعض اہم متفرق واقعات میں۔		بعض اہم تشریف کلمے کے متعلق بعض		توسل حاصل کرنے میں دعا کے
۱۱۱	ستر حقون فصل کے عز و احین اور ان کے ضمن میں بعض دوسرے مشہور واقعات میں بہ ترتیب	۲۴۱	میں تشریف کلمے کے متعلق بعض احوال و مسائل کے ساتھ صفحہ ۲۲۲ تک	۲۸۹	وقت صفحہ ۲۸۸ تک۔ انتالیسویں فصل کے اجازت
	سینہ صفحہ ۳۱۲ تک۔	۲۴۵	اختصاص میں جو سیدان قیامت میں ظاہر ہوں گے صفحہ ۲۲۵ تک	۲۹۳	آثار کی کثرت ذکر و تذکرار کے بیان میں صفحہ ۲۹۲ تک
۱۳۲	انٹھا ہوئے بصل و فوف کے بایں میں	۲۴۹	تیسویں فصل کے اُن بعض فضائل مختصر میں جو بیت میں ظاہر ہوں گے صفحہ ۲۲۲ تک	۲۹۶	جالیشون فصل زیارت فی المناجیح کے بیان میں صفحہ ۲۹۵ تک
۱۳۵	اکتیسویں فصل کا دم اور ایک کاروان کے متعین کرنے کے بیان میں۔	۲۵۲	اکتیسویں فصل کے فضائل مخلوقا بہ نے میں صفحہ ۲۵۱ تک۔		اکتیسویں فصل حضرت صاحبہ و اہل بیت و علمائے محبت و عظمت کے بیان میں۔
۱۳۸	بیشمار بصل و فوف کی طرف۔	۲۵۷	بیشمار بصل و فوف کی طرف۔		فصل صحابی رضی اللہ عنہم
	اکتیسویں فصل کے بعض شامل		بیشمار بصل و فوف کی طرف۔	۲۹۷	فصل اہل بیت رضی اللہ عنہم
	و اخلاق و عادات کے بیان میں صفحہ ۱۹۱ تک۔		بیشمار بصل و فوف کی طرف۔	۲۹۹	فصل اہل بیت رضی اللہ عنہم
۱۹۲	بیشمار بصل و فوف کے بعض جزا		بیشمار بصل و فوف کی طرف۔	۳۰۲	فصل علمائے باعمل
	میں صفحہ ۲۰۶ تک۔		بیشمار بصل و فوف کی طرف۔		جمل حدیث مستطیل و صلوٰۃ و سلام۔
۲۰۷	بیشمار بصل و فوف کے بعض اسما		بیشمار بصل و فوف کی طرف۔		صلوٰۃ کے صیغے
	شرعیہ میں منع کی مختصر تفسیر کے	۲۵۷	بیشمار بصل و فوف کی طرف۔	۳۰۷	سلام کے صیغے۔
۲۰۹	جو اکتیسویں فصل کے بعض		بیشمار بصل و فوف کی طرف۔	۳۰۹	قصیدہ بردہ کے برکات
	خصوصاً نص میں۔		بیشمار بصل و فوف کی طرف۔	۳۱۰	ایسے درود شریف جنکے درود سے خواب میں خائب ہونے کا قبول
۲۱۱	بیشمار بصل و فوف کے ماکولات و مشروبات و مروتات وغیرہ کے	۲۶۰	بیشمار بصل و فوف کی شفقت میں امت کے ساتھ صفحہ ۲۵۳ تک		صلوات علیہ وسلم کی زیارت کے نصیب ہونے کی امید کی جاسکتی ہے
	بیان میں صفحہ ۲۲۰ تک	۲۶۲	بیشمار بصل و فوف کے حقوق میں	۲۱۴	آرزو و الخیف کا ایک عربی غزل
۲۱۲	بیشمار بصل و فوف کے اہل و عیال و چشم و خد کے بایں صفحہ ۲۲۲ تک	۲۶۸	بیشمار بصل و فوف کی توفیق و احرام و اوت کے وجوب میں صفحہ ۲۶۷ تک		نظم جو اسکے صفت کے خاتمہ لکھی ہے مع اردو ترجمہ کے۔
۲۱۴	بیشمار بصل و فوف کے اہل و عیال و چشم و خد کے بایں صفحہ ۲۲۲ تک	۲۷۸	بیشمار بصل و فوف کی توفیق و احرام و اوت کے وجوب میں صفحہ ۲۶۷ تک	۲۱۵	ختم کتاب اعلان کتب
	بیشمار بصل و فوف کے اہل و عیال و چشم و خد کے بایں صفحہ ۲۲۲ تک	۲۷۸	بیشمار بصل و فوف کی توفیق و احرام و اوت کے وجوب میں صفحہ ۲۶۷ تک	۲۱۶	فہرست کتب مفیدہ اور نشر الہدیہ کے چھپوانے والے کی تحریر و تہ وغیرہ۔
	بیشمار بصل و فوف کے اہل و عیال و چشم و خد کے بایں صفحہ ۲۲۲ تک	۲۸۵	بیشمار بصل و فوف کی توفیق و احرام و اوت کے وجوب میں صفحہ ۲۶۷ تک		

بِسْمِ اللَّهِ حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَسَلَامًا

اما بعد عرض کرتا ہے خواہ خلق اللہ محمد عبد الغفور مالک کتب خانہ اشرفیہ کو بھی شیخ ولایت علی کانپور
 کہ یہ شمار کتاب (فتاویٰ الطیب فی ذکر النبی المجید) جناب سول مقبول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں جس قدر مستند اور معتبر ہے اس کا بیان نہیں ہو سکتا اور اسکے مثل دوسری کتاب
 نظر سے نہیں گذری اس کو بھی حضرت اقدس جناب مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی مآثر اللہ
 نے تصنیف فرمایا ہے جنکی مفاد پر مقرر تصانیف سے ایک عالم فضیلت رہا ہے۔ چونکہ جناب صوف کی اکثر
 کتابیں اختر نے طبع کی ہیں اور خدا کے فضل و کرم سب کو نہ نسبت دوسری جگہوں کے بہت پسند
 ہوئی ہیں اس لیے اکثر شائقین حضرات نے مجھ سے اس کے طبع کی بھی درخواست کی چنانچہ انکی درخواست
 کی منظور کی کے بعد اسکی کتابت غیرہ کا اہتمام کیا گیا اور اسکی تقطیع ۱۲۰ اسوجہ سے رکھی گئی
 کہ یہ تقطیع لوگوں کو نہایت پسند ہے اور اس قسم کی کتابیں جیسے اسلام کامل تینون حصے اور
 قاریع حبیب اکبر وغیرہ اسی تقطیع پر ہیں۔ اور نبی عظیم الفریقی کی وجہ سے اسکی تصحیح کا انتظام جناب
 مولوی محمد اکرام اللہ خاں صاحب مولوی محمد عبد الغفر نے صاحب مصححان مطبع مجیدی و قیومی کانپور اہمیت
 عن الفتن والشہور کے سپرد کیا گیا ان دونوں صاحبوں نے نہایت کوشش سے اسکی تصحیح کا پی
 و بیرون دونوں کی بخوبی انجام دی۔ اگر تقضائے بشریت اب بھی کسی جگہ غلطی ہو گئی ہو تو وہ
 قابل الزام نہیں اور اس سے بڑے بڑے محفوظات نہیں رہ سکتے۔ اس کتاب کے علاوہ حضرت لانا صاحب
 کی دوسری کتابیں بھی جیسے ہشتی نور کامل۔ اور مناجات مقبول گلابی و سفید
 مع مثل طلائی مینا کار کے میرے کتب خانہ سے باہتمام خاص طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ اور خدا کے
 فضل سے آج کل مولانا روم کی فتویٰ کے چھ دفتر کی شرح کلید فتویٰ زبان اردو حضرت مولانا محمد اشرف علی
 صاحب کی تصنیف کی ہوئی نہایت عمدہ طیار ہو رہی ہے اور اسکے ہر شعر کے نیچے اردو با محاورہ ترجمہ بھی لکھ دیا
 ہے جس قدر تصوف اور درویشی کی باتیں اس قدر اور اسکی شرح کلید فتویٰ میں ہیں دوسرے قارئین نہیں ہیں۔
 چونکہ یہ بہت بڑی شرح ہے اس لیے اسکے متعدد حصے کر دیے ہیں پہلا حصہ پہلے لکھا اس کے بعد دوسرے حصے میں
 ملنے کا پتہ محمد عبد الغفور مالک کتب خانہ اشرفیہ کو بھی شیخ ولایت علی کانپور مورخہ فروری ۱۹۱۸ء



الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الَّذِي مَنَّ عَلَيَّ الْمَوَافِقِينَ اِذْ بَعَثَ
 فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
 الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَكَانَ اَمْرًا قَبْلًا لِفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ
 اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّكُمْ تَرْجُوْنَ رَحْمَتَ غَفَّارٍ وَتَشْتَعِلُ شَفَاعَتَ سَيِّدِ الْاَبْرَارِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى
 آلِهِ الْاَطْهَارِ وَاصْحَابِهِ الْكِبَارِ عَاشِقَانِ نَبِيٍّ فَخَّارٍ وَحَبَّانِ حَبِيبٍ بِرُوحِ دُكَارِ كِي
 خِدْمَتِ مَنِ عَرْضِ رَسَايَةِ كِهْ اِيكِي مَدَّتْ سَهْ بَهْتِ سَهْ اَحَابِ كِي قُرْبَانِ
 تَقِي كِهْ حَضُورِ پُر نُوْرِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِهْ كِي حَالَاتِ قَبْلِ نُبُوَّةِ وَبَعْدِ نُبُوَّةِ كِهْ
 صَحِيحِ رَوَايَاتِ سَهْ تَحْرِيرِ كِهْ جَاوِيْنِ كِهْ اَكْرُ كُوِي مُنِجِ سَلْتِ بِخِلَافِ طَرِيقِ اِبْلِ بَتِ
 بَغْرِضِ اَزْدِيَادِ حَبَّتِ اِيكِي ذِكْرِ بَارِكِ سَهْ شَوْقِ اَوْرِ رَغْبَتِ كِرِ سَهْ تُوْهْ اَسْ مَجْمُوعِ كُو
 اَطْمِيْنَانِ سَهْ پُجُوْهْ سَكِي پَهْرَانِ دُنُوْنِ اَلْفَاقِ سَهْ پَهْمِ چَنْدِ دِيْنْدَارِ دُوسْتُوْنِ كِهْ
 حَقُوْطِ اَسِي اسْتَدْعَايِنِ اَسِي جَنِيْنِ مَجْمُوعًا اِسْ غَرْضِ كِي اَسْطَحِ تَقْرِيرِ كِي گُمِي

عَمَّا بَاخْصُوصِ اَمَّا وَهْ سَهْ جَابِ حَاقِظِ رُوحِ اَللّٰهِ خَانِصَابِ كَا اَوْرِ لُكْضُوْهْ سَهْ حَاقِظِ عِلْمِ الْحَكِيمِ
 خَانِصَابِ كَا اَوْرِ اَكْ اَبَا وَهْ سَهْ مَوْلَايِ سَمِحِ الدِّيْنِ صَاحِبِ كَا ۱۲ مَن

کہ جو شرائط اس ذکر مبارک سے برکات حاصل کر نیکی اس احقر نے بعض مسائل میں
 لکھے ہیں کوئی شخص اسی طرح ان حالات کو پڑھے مثلاً جمعہ میں نمازی جمع ہو گئے
 ان کو سنا دیا یا اپنے گھر کی ستورات کو بٹھالیا اور ان کو سنا دیا اسی طرح
 اور شرائط کی رعایت و اہتمام رکھے تو ایسے موقع کے لیے ایسا رسالہ لکھ دیا جائے
 حاصل تقریر ختم ہوا۔ ایسی تصریح کے بعد بامید اسکے کہ یہ مجموعہ آلہ ہو جاوے گا از دیاد
 محبت بر رعایت طریق سنت کا لکھنا مصلحت معلوم ہونے لگا اور اسکا مصلحت ہونا
 اس سے اور زیادہ ہو گیا کہ مجملہ خطوط مذکورہ کے ایک میں یہ بھی استدعا ظاہر
 کی گئی کہ موقع موقع سے اس میں مناسب مواضع و نصائح بھی بڑھا دیے جاویں
 سو اس طور پر اور زیادہ نفع کی توقع ہوئی پھر ان دونوں مصلحتوں کے ساتھ ہی
 اسوجہ سے اور زیادہ آمادگی ہوئی کہ آج کل فتن ظاہری جیسے طاعون اور
 زلزلہ و گرائی و تشویشات مختلفہ کے حوادث سے عام لوگ و فتن باطنی جیسے شیوع
 بدعات و الحاد و کثرت فسق و فجور سے خاص لوگ پریشان خاطر اور شوش رہتے
 ہیں ایسے آفات کے اوقات میں علماء اُمت ہمیشہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی تلامذت اعادیش و تالیف و ایات و منظم مدائح و معجزات اور تکبیر سلام و صلوة
 سے توسل کرتے رہے ہیں چنانچہ بخاری شریف کے ختم کا معمول و حصین کی لیف
 اور قصیدہ کی تصنیف کی وجہ مشہور و معروف ہے میرے قلب پر بھی یہ بات وارد

۱۰ یا وعظ کے ساتھ یہ مضامین بیان کر دیے ۱۲ منہ عہ جیسا کہ میں بالکل شروع کر نیسے پہلے یہم زکریا
 ۲۱ کے تھے ۱۲ منہ ۱۰ حصین کے تو خود خطہ میں لکھا ہے اور قصیدہ بردہ کی وجہ یہ ہے کہ صاحب قصیدہ کو
 مغل خان کا ہو گیا تھا جب کوئی تہریر مؤثر نہ ہوئی یہ قصیدہ بقصد رکت تالیف کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
 زیارت سے مشرف ہوئے کہ آپ نے دست سارک بھیر دیا اور فوراً شفا ہو گئی ۱۲ منہ

ہوئی کہ اس سال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و روایات بھی ہونگو جا بجا اُس میں
 ورو و شریف بھی لکھا ہوگا پڑھنے سُننے والے بھی اُسکی کثرت کرینگے کیا عجیبے کہ حق تعالیٰ
 ان تشویشات سے نجات دین چنانچہ اسی وجہ سے احقر آجکل درود شریف کی کثرت
 کو اور وظائف سے ترجیح دیتا ہے اور اسکو اطمینان کے ساتھ مقاصد دارین
 کے لیے زیادہ نافع سمجھتا ہے اور اسکے متعلق ایک علم عظیم کہ اب تک مخفی تھا ذوقی
 طور پر ظاہر ہوا ہے احمد بدشعلہ ذلک اور نیز رسالہ ہذا میں جو ذکر حالات
 ہوگا اُس ذکر حالات سے معرفت اور معرفت سے محبت اور محبت سے قیامت میں
 معیت اور شفاعت کی اُمیدیں عظیم مقاصد سے بہن غرض ایسے رسالہ سے منافع
 و مصالح ہر قسم کے متوقع ہوئے ان وجہ سے بنام خدا آج کے دوزک اتفاق سے
 ربیع الاول کا مہینہ اور دو شنبہ کا دن پہلا عشرہ شروع کر دیا اللہ تعالیٰ
 اتمام کو پہونچا کر مقبول و نافع اور وسیلہ نجات عن الفتن باظہر نہا و باطن کا
 دونوں عالم میں فرمادین؟ میں بجز سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم ابد الابدین و دہر الداہرین - اور رسالہ ہذا کو حسب ضرورت
 مضامین ایک مقدمہ اور کتالیس فصول در ایک خاتمہ پر منقسم کرتا ہوں مقدمہ میں

چنانچہ ابتداء رسالہ سے اسوقت تک کہ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ ہے بفضلہ تعالیٰ یہ قصبہ ہر طاسے محفوظ ہے کہ کوئی
 ایک ایک رسالہ شائع نہیں ہوا بالخصوص اس سال تمام بلاد و امصار و قری میں طاعون کا اشتداد اور متاوردہ اکثر
 جگہ رمضان کے بعد سے شروع ہوا ہے اور اسوقت تک سا تو ان مہینہ ہے امن نہیں ہوا مگر بفضلہ تعالیٰ یہاں
 خود کچھ بھی اثر نہیں ہوا بلکہ یقین پہلے سے تھا کہ یہاں طاعون نہ ہوگا مگر اب بجز مشاہدہ کے ظاہر کرتا ہوں
 کہ وہ خیال اسیر کہ اسکی یہ برکت ہوئی صحیح ہوا سو میں یہ بھی امید کرتا ہوں کہ اگر یہ رسالہ شائع ہوا تو جہاں
 اسکا بطریق سنت مشغلہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ ہر قسم کا امن و سکون میرے ہوگا آگے ہر شخص کا اعتقاد ہے
 انا عند ظن عبیدی بنی حدیث قدسی میں ارشاد ہے ۱۲ منہ عن ختم رسالہ سے پہلے ایک فصل
 درود شریف کے مضامین فصائل میں ہے اُس میں اس علم مخفی کی تفسیر کی گئی ہے ۱۲ منہ

رسالہ ہذا کا طرز اور ماخذ مذکور ہے۔ فصول میں مقاصد مختلفہ رسالہ کے مذکور ہیں
خاتمہ میں بعض کیونضامین ضرورتیہ حلقہ مذکور ہونگے۔ واللہ التوفیق۔ مولانا محمد امجد علی
مقدمہ مشتمل تین مضمون پر مضمون اول اس سالہ کے لکھنے کی وقت یہ کتابین
سیرے پیش نظر تھیں۔ مشکوٰۃ۔ صحاح ستہ مع شمائل ترمذی۔ ہواہب لدنیہ۔
زاد المعاد ابن القیم سیف۔ ابن ہشام۔ الشئامۃ العنبریہ فی مولد خیر البریہ تصنیف
مولوی صدیق حسن خان قنوجی مرحوم جسکو انھوں نے شیخ امام شیعہ بلخی معروف
بمومن کی کتاب نور الابصار سے ملخص کیا ہے۔ تاریخ حبیب اللہ۔ قصیدہ بردہ۔
الروض النظیف۔ (یہ منظوم ہے) وغیر ذلک۔

مضمون دوم۔ ان خطوط فرمایشی میں سے ایک خط میں اس استدعا کا تاویذ
ذکر ہو چکا ہے کہ اُس میں مواعظ اور نصائح بھی جا بجا لکھے جا دیں اور ایک خط میں
یہ استدعا تھی کہ کہیں کہیں مناسب لطائف و نکات بھی لکھ دیے جاویں اور
سیر و احوال کی استدعا تو سب میں مشترک اور اصل مضمون تھا اس لیے احقر نے اول
اس رسالہ کو بمجاظران ہی تینوں مضامین کے تین باب پر تقسیم کرنے کی تجویز کی تھی
کہ پہلا باب حالات و سیر نبویہ میں ہو اور اس باب کا نام بامبلہ اخبار ہو
دوسرا باب بعض مواعظ و نصائح مناسبہ میں ہو اور اس کا نام بامبلہ الانوار ہو۔

۱۔ یہ مسئلہ لکھنے کے خط کے ساتھ اس غرض سے آیا تھا کہ احقر اس کی عبارت کو سلیس کرے لیکن چونکہ ترتیب
مضامین کی اور طور پر یہ تین آئی لہذا یہ فرمایشی پوری نہ کر سکا اور اس رسالہ کو ماخذ میں رکھنے
کی یہ بھی معلومت تھی کہ جن میں ظاہریت غالب ہے تو اب صاحب کے انتساب سے اُن کے غلو کی بھی
اصلاح ہو جاوے ۱۲۔ منہ ۱۳۔ رسالہ میں جہان من القصیدہ کہوں گا مراد اُس سے یہی قصیدہ
ہو گا اور جہان من الروض کہوں گا اُس سے الروض النظیف مراد ہو گا ۱۴۔ منہ

تیسرا باب بعض لطائف و فتاویٰ علمیہ میں ہوا اور اسکا نام باب الاسرار ہوتا کہ اگر کبھی وقت کم ہوا اور مجمع میں اتفاق سے سب یا اکثر ایسے صلحا ہوئے جنکو صرف حالات کا سُنا بھی نافع ہو سکتا ہے ایسے موقع پر صرف باب الاخبار پر اکتفا کر لیا جاوے۔ اور اگر کہیں ہوا غلط و نصائح کی بھی ضرورت محسوس ہوئی تو باب الاول بھی پڑھ دیا جاوے۔ اور اگر کہیں اہل علم و اہل فہم جمع ہو گئے تو باب الاسرار کو بھی شامل کر لیا جاوے لیکن چونکہ خود روایات و اخبار کا حصہ خیال سے زائد بڑھ گیا تو دو باب خیر لکھنے سے بہت حجم بڑھ جاتا اور عام انتفاع میں تکلف ہوتا اسلئے یہ تجویز موقوف کر کے اخبار کو متن میں اور کسی کسی موقع پر نصح و لطائف کو حواشی میں رکھنے پر اکتفا کیا کہ اگر کہیں موقع ہوا اُسکو حاشیہ میں دیکھ کر پڑھ لیا یا سُنا دیا۔ اور اس رسالہ کو شروع کر کے چند فصلیں لکھی تھیں پھر بعض اتفاقات سے تخمیناً ڈیڑھ یا اچھائی سال کا (یا دہین رہا) توقف ہو گیا کہ یکا یک دو امر محرک تکمیل پیش آئے اول یہ کہ اتفاق سے ایک رسالہ مسیحی بہ شیم الجدید مصنفہ مولانا مفتی الہی بخش صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مدخلہ میں نظر پڑا اُسکی جازت و بلاغت کو دیکھ کر دل چاہا کہ اُسکو تباہا اپنے رسالہ کا جزو اعظم مانا جاوے بلکہ اپنے رسالہ کو اس رسالہ کا ترجمہ قرار دیا جاوے اور جو اس سے زائد ہو وہ ملحقات کے حکم میں سمجھا جاوے پس جہان سے وہ شروع ہو گا اُسکے ختم تک اپنے رسالہ کے دو کالم کر دو نگا ایک میں اصل رہے گا دوسرے میں ترجمہ اور اتنے حصہ کا نام بھی مستقل رکھ دینا مناسب معلوم ہوا اور مصلحت طرز رسالہ کے اس رسالہ کو بھی ایک فصل کے عنوان سے نقل کیا گیا۔ ثانی مشفق مولوی فتح محمد خان صاحب سلمہ بستوی

مصنف رسائل متعددہ نے شوق ظاہر کیا کہ اس سالہ کی تکمیل کجاوے اور طبع کے لیے اُن کو دیا جاوے چنانچہ اسکا وعدہ کر لیا گیا اور بنام خدا اس رمضان ۱۲۵۸ھ میں اسکا قصد کیا گیا۔ مضمون شوہم اس رسالہ میں بعض بعض مقام پر شوق میں اشعار لکھ دیے ہیں اگر مستورات کے مجمع میں پڑھنے کا اتفاق ہو تو اشعار چھوڑ دیے جاوین فقط اللہ المستعان وَعَلَيْهِ التَّكَلُّفُ۔

الفصول

پہلی فصل نور محمدی کے بیان میں۔ پہلی روایت عبد الرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا میں نے مان باب آپ پر فدا ہوں مجکو خبر دیجیے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کونسی چیز پیدا کی آپ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے جی کا نور اپنے نور سے (نہ باین معنی کہ نور الہی اُسکا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اُسوقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اُس نور کے

عہ مگر اُنکی اجازت سے مدرسہ دیوبند میں طبع کرایا گیا ۱۲۵۸ھ اور اکثر ختم فصول پر قصیدہ بردہ کے اشعار میں اور اُنکے ساتھ ایک شعور و دکابھی جو قصیدہ بردہ کا نہیں ہے تبرکاً بڑھا دیا گیا ہے اور بعض جگہ اروضاء لطیف کے اشعار ہیں اور سی طرح اُن کے ساتھ بھی ایک شعور و دکابھی اُسکا نہیں ہے ۱۲۵۸ھ سے روایات ہذا الفصل کلہا من الملوٰہ سب ۱۲۵۸ھ الفاظ اس روایت کے یہ ہیں یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور من نور ۱۲۵۸ھ

چار حصے کیے اور ایک حصہ سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش آگے طویل حدیث ہے **ف** اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا بالویت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں آیت کا حکم آیا ہے اُن اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں مخصوص ہے **دوسری روایت** حضرت عریض بن ساریہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک میں حق تعالیٰ کے نزدیک تم انبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے (یعنی انکا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا) روایت کیا اسکو احمد اور بیہقی و حاکم نے اور حاکم نے

ع ظاہر نور محمدی روح محمدی سے عبارت ہے اور حقیقت روح کی اکثر تحقیق کے قول یہ مادہ سے مجرد اور مجرد کا مادیات کے لیے مادہ ہونا ممکن نہیں پس ظاہر اُس نور کے فیض سے کوئی مادہ نایا گیا ہے کہ ال مادہ کے چار حصے کیے گئے الخ اور اُس مادہ سے پھر کسی مجرد کا بنا اسطرح ممکن ہے کہ وہ مادہ اُس کا جزو نہ ہو بلکہ کسی طرف سے محض اُس کا سبب خارج عن الذات ہو ۱۲ منہ **ع** اور اسوقت ظاہر ہے کہ ایک بار تو بنایا نہ تھا پھر نبوت کی صفت آپ کی روح کو عطا ہوئی تھی اور نور محمدی الیچ محمدی کا نام ہے جیسا اوپر مذکور ہوا اور اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ شاید مراد یہ ہے کہ میرا خاتم النبیین ہونا مقدر ہو چکا تھا پس اس آپ کے وجود کا تقدم آدم علیہ السلام پر ثابت نہ ہوا جو اب یہ ہے کہ اگر یہ مراد ہوتی تو آپ کی کیا تخصیص تھی تقدیر تمام اشیاء مخلوقہ کی اُن کے وجود سے مقدم ہے پس یہ تخصیص خود دلیل ہے اُسکی بقدر ہونا مراد نہیں بلکہ اس صفت کا ثبوت مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کسی صفت کا ثبوت فرع ہے ثبوت کے ثبوت کی پس اس سے آپ کے وجود کا تقدم ثابت ہو گیا اور جو کہ مرتبہ ثبوت تحقق نہ تھا ایسے نور اور روح کا مرتبہ متعین ہو گیا۔ اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ اسوقت ختم نبوت کے ثبوت کے بلکہ خود نبوت کے ثبوت کے کیا معنی کیونکہ نبوت آپ کو چالیس سال کی عمر میں عطا ہوئی اور جو کہ آپ سب انبیاء کے بعد میں مبعوث ہوئے اس لیے ختم نبوت کا حکم کیا گیا سو یہ وصف تو خود تاخر کو نقصی ہے جو اب یہ ہے کہ یہ تاخر مرتبہ ظہور میں ہے مرتبہ ثبوت میں نہیں جیسے کسی کو تحصیلداری کا عند آج ملجاوے اور تنخواہ بھی آج ہی سے چڑھنے لگے مگر ظہور ہو گا کسی تحصیل میں بھیجے جانے کے بعد ۱۲ منہ

اسکو صحیح الاسناد بھی کہا ہے و اور مشکوٰۃ میں شرح السنہ سے بھی یہ حدیث مذکور ہے تیسری روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہؐ آپ کے لیے نبوۃ کسوقت ثابت ہو چکی تھی آپ نے فرمایا کہ جسوقت میں کہ آدم علیہ السلام ہنوز روح اور جسد کے درمیان میں تھے (یعنی اُن کے تن میں جان بھی نہ آئی تھی) روایت کیا اسکو ترمذیؒ و اور اس حدیث کو حسن کہا ہے و اور ایسے ہی الفاظ میں سرہنستی کی روایت میں بھی آئے ہیں امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں اسکو روایت کیا ہے اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے چوتھی روایت شعبیؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ کب نبی بنائے گئے آنحضرتؐ فرمایا کہ آدم اسوقت روح اور جسد کے درمیان میں تھے جبکہ مجھ سے ميثاق (نبوۃ کا) لیا گیا (کہا فقال تعالیٰ واذ اخذنا من النبی من منا قهقروا منک ومن نوح الاہیہ) روایت کیا اسکو ابن سعد نے جابر جعفی کی روایت سے ابن جریر کے ذکر کے موافق پانچویں روایت احکام ابن القطان میں منجملہ اُن کوایا کہ جو ابن مرزوق نے ذکر کی ہیں حضرت علی بن الحسینؑ (یعنی امام زین العابدینؑ) سے روایت ہے وہ اپنے باپ حضرت امام حسینؑ اور وہ اُن کے جد امجد یعنی حضرت علیؑ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پچودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا و اس عدد میں

عہ اس حدیث میں بھی ضعیف حدیث بالاکلام ہے ۱۲ منہ عہ حدیث بالا میں جو مقدر ہونے کے احتمال کا جواب دیا گیا ہے یہ حدیث اُس جواب میں نص ہے کہ چونکہ اخذ ميثاق تو یقیناً موقوف ہے دعوہ اور ثبوت پر مہر تہ تقدیر میں ميثاق ہونا نہ نقل اسکی مساعیہ ہے نہ عقل ۱۲ منہ -

کم کی نفی ہے زیادتی کی نہیں پس اگر زیادتی کی روایت نظر پڑے شہدہ نہ کیا جائے
 رکھی تخصیص سکے ذکر میں ہو ممکن ہے کہ کوئی خصوصیت مقامیہ سکوت مقتضی ہو چھٹی
 روایت ابی سہل قطان کی امالی کے ایک جزو میں سہل بن صالح ہمدانی سے روایت ہے
 وہ کہتے ہیں میں نے اباجعفر محمد بن علی (یعنی امام محمد باقرؑ) سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو سب نبیاء سے تقدم کیسے ہو گیا حالانکہ آپ کے آخر میں مبعوث ہوئے
 انھوں نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے یعنی انکی پشتون میں سے
 انجی اولاد کو (عالم ميثاق میں) نکالا اور ان سب سے انکی ذات پر یہ اقرار لیا کہ کیا
 میں تمھارا رب نہیں ہوں تو سب سے اول (جواب میں) بلی (یعنی کیون نہیں) محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اور اسی لیے آپ کو سب نبیاء سے تقدم ہو گا آپ کے آخر میں
 مبعوث ہوئے و اگر ميثاق لینے کے وقت ارواح کو بدن سے تلبس بھی ہو گیا ہو
 تاہم احکام روح ہی کے غالب ہیں اسی لیے اس روایت کو کیفیات نور میں
 لانا مناسب سمجھا اور وہی کی روایت میں آپ سے قبل آدم ميثاق لیا جانا مذکور
 ہے اور یہ ميثاق الکتب بکرت لکھ ظاہر روایات سے بعد خلق آدم معلوم ہوتا ہے
 ہو ممکن ہے کہ وہ ميثاق نبوة کا بلا اشتراک غیر سے ہو جب اس حدیث کے ذیل میں
 اس طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے ساتھ ساتھ روایت جب آپ غزوہ تبوک کے مدینہ
 طیبہ میں واپس تشریف لائے تو حضرت عباسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ تمھارا جانا
 دیجیے کہ کچھ آپ کی روح کروں (چونکہ حضور کی روح خود طاعت ہے اس لیے) آپ نے ارادہ
 فرمایا کہ کہو اللہ تعالیٰ تمھارے لئے کچھ کو سالم رکھے انھوں نے یہ اشعار آپ کے سامنے پڑھ دیے

من قلھا طبت فی الظلال فی | مسجوع حیث یخفف المودق

ثوبطت البلاد لا یسر	انت ولا مضغة ولا علق
بل نطعة ترکیب السفین وقد	الجونسلا واهذه الفرق
تقل من صلب الی حرحو	اذا مضی عا لوبدا طبق
وردت ناسرا الخلیل مکتما	فی صلبه انت کیف یخترن
حتى اخوی بیک المیمن من	خندق علیاء تحطها الطوق
وانت لما ولدت اشرقت	الاوق ضاعت بنورک الافق
فحن فی ذلک الضیاء و فی النور	سبل الرشاد نخترق

ترجمہ زمین پر آنے سے پہلے آپ جنت کے سایہ میں خوش حالی میں تھے اور نیزہ و ولایت گاہ میں جہان (جنت کے درختوں کے) پتے اوپر تلے جوڑے جاتے تھے۔ (یعنی آپ صلب آدم علیہ السلام میں تھے سو قبل نزول الی الارض کے جب جنت کے سایوں میں تھے آپ بھی تھے اور ولایت گاہ سے مراد بھی صلب جیسا اس آیت میں مفسرین نے کہا ہے مستودع اور پتے کا جوڑنا اشارہ ہے اس قصے کی طرف کہ آدم علیہ السلام نے اُس منع کیے ہوئے درخت سے کھا لیا اور جنت کا لباس نہ گیا تو درختوں کے پتے ملا کر بدن ڈھانکتے تھے یعنی اس وقت بھی آپ مستودع میں تھے) اسکے بعد آپ نے بلاد (یعنی زمین) کی طرف نزول فرمایا اور آپ اس وقت نہ بشر تھے اور نہ مضغہ اور نہ علق کیونکہ یہ حالتیں جنین ہونے کے بہت قریب کی ہوتی ہیں اور بہوٹ کے وقت جنین ہونیکا اتفاقا ظاہر ہے اور یہ نزول الی الارض بھی بواسطہ

ع قولہ المیمن مضغہ للبیت علیہ مفعول لا یموتی و تحتمنا النطق قبلہ تعالیٰ من علیاء و النطق نواح و اوساط من الجبال مشہد بالنطق الی تشدید اوساط الناس ضرب مثلاً فی اتفاقہ و توسط فی عشرۃ و جملہ توحہ بنزلۃ اوساط الجبال ۱۲ مواہب ع قطع المغازاة ۱۲

آدم علیہ السلام کے ہے غرض آپ نہ بشر تھے نہ علقہ نہ مضغہ (بلکہ صلیب میں) محض ایک مادہ مایہ تھے کہ وہ مادہ کشتی (نوح) میں سوار تھا اور حالت یہ تھی کہ نسبت اور اسکے ماننے والوں کے لبوں تک طوفان غرق ہو چکا رہا تھا (مطلب یہ کہ بواسطہ نوح علیہ السلام کے وہ مادہ راکب کشتی تھا مولانا جانیؒ نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے ۷

|| زجودش گر گشتی راہ مفتوح || || بجودی کے رسیدے کشتی نوح ||

اور وہ مادہ (اسی طرح واسطہ در واسطہ) ایک صلیب کے دوسرے رحم تک نقل ہوتا رہا جب ایک طرح کا عالم گذر جاتا تھا دوسرا طبقہ ظاہر (اور شرع) ہو جاتا تھا (یعنی وہ مادہ سلسلہ آباء کے مختلف طبقات میں کیے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ اسی سلسلہ میں) آپؐ نے ناخلیل میں بھی ورود فرمایا چونکہ آپؐ کی صلیب میں جتھنی تھے تو وہ کیسے جلتے (بھڑکے) اسی طرح آپؐ قتل ہوتے رہے) بیان تک کہ آپؐ کا ندانی شرف جو کہ (آپؐ کی فضیلت پر) شاہد ظاہر ہے اولاد خندہ میں سے ایک دزدہ عالیہ پر جاگزین ہوا جس کے تحت میں اور حلقے (یعنی دوسرے خاندان مثلاً درسیانی حلقوں کے) تھے خندہ لقب ہے آپؐ کے جدِ عجید مرکہ بن ابیاس کی والدہ کا یعنی انکی اولاد میں سے آپؐ کے خاندان اور دوسرے خاندانوں میں باہمی وہ نسبت تھی جیسے پہاڑ میں اوپر کی چوٹی کے نیچے کے درسیانی درجوں میں ہوتی ہے اور لطف یعنی واسطہ کی قید سے اسلاف اسطون ہے کہ غیر اولاد خندہ کو ان سب کے سامنے بالکل ٹھیک کی نسبت درجاتِ جبل کے ساتھ ہے) اور آپؐ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی اور آپؐ کو نور سے آفاق

منور ہو گئے سو ہم اس ضیاء اور اس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کر رہے ہیں۔

وَمِنَ الْقَصِيدَةِ

ترجمہ اور ہر محرہ جسکو رسولان کرام لائے
سوائے اسکے نہیں کہ وہ محرہ ان کو صرف مدولت
حنویہ نور ہو گیا ہے + وجہ اتصال یہ ہے کہ آپ
آفات فصل و کمال ہیں اور نبیہ علیہم السلام اس
آفات کے اقرار کو ایک بین ۱۲ مطر الوردہ مولانا
دوالقار علی الدیوبندی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

وَكُلُّ أَمْرٍ إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ
فَإِنَّمَا اتَّخَذَ مِنْ نَاسٍ جِجَارًا
فَإِنَّهُ شَسُّ فُضِّلَ هُمْ كَوَالِكِبًا
يُظْهِرُونَ أَنَا وَهَذَا لِلنَّاسِ فِي ظُلُمٍ
بَارِبٍ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
علی حبیبہ خبر الخلق کلہم

دوسری فصل سابقین میں آپ کے فضائل ظاہر ہونے میں۔
پہلی وایت حاکم نے اپنے صحیح میں وایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام

غافل رہے کہ حنت کے سایوں میں ہونا اور کشتی نوح میں ہونا اور غفلت میں ہونا یہ سب اولاد
جسمانیہ ہیں یہ سب حالات روح مبارک کے ہونے کے عوارث ہیں نورست اور ظاہر ان مراتب میں ہر
آپ کا وجود بالقوہ ہر اولاد میں ہے جو مرتبہ وجود مادہ کا ہے کیونکہ یہ وجود کو تمام اولاد آدم و نوح و اسراہیم
علیہم السلام میں مشترک ہے پھر آپ کی تخصیص کیا ہوئی اور مقام معنوی ہے ایک گوشتہ اختصاص کیس
یہ قرینہ غالبہ ہے کہ یہ مرتبہ وجود کا اور وہ جسے وجود سے کچھ ممتاز تھا مثلاً یہ کہ اس جزو مادی کے ساتھ علو
تعلق روح اماء کے جو آپ کی روح کو بھی کوئی خاص تعلق ہو تو قرینہ عقلیہ ہے اور نقلی قرینہ خود ان اشعار میں ہے
وہا برہیم علیہ السلام کا سوزش سے محفوظ رہنا سبب بتایا گیا ہے آپ کے درود فرمانے سے سوا اگر
اس جزو مادی کے ساتھ آپ کی روح کا کوئی خاص تعلق نہ مانا جاوے تو اس جزو کے دار و دینی شمار ہوئے
کیا معنی کہ کوئی روح کے معنی لغوی مقتضی میں وارد کے خارج ہونے کو اور جزو کو نکال جانا ہر اولاد میں کہاجاتا۔ پس
یہ امر خارجی آپ کی روح مبارک ہے جسکا تعلق اس جزو مادی سے ہے کہ جو جزو اور روح کا جوہر ترکیب
من الداخل الخارج کے خارج ہوگا پس اس تقریر پر ان اشعار سے یہ نظرات آپ کے دو مبارک کے لیے ثابت
ہو گئے اور یہی مدعا ہے کہ فصل کا اور چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشعار پر سکوت فرمایا اس لیے حدیث
تقریری کے مضامین کا صحیح اور حجت ہونا ثابت ہو گیا ۱۲ منہ عہد ہر حدیث مشکوٰۃ کے میں ہے وایا معہ ہے مقولہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام فرمایا کہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا اس سے آپ کی فضیلت کا اظہار آدم علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہے دوسری روایت حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا کا ارتکاب ہو گیا تو انھوں نے (جناب باری تعالیٰ میں) عرض کیا کہ اے پروردگار میں آپ کو بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت ہی کر دیجیے سو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ ہنوز میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا۔ عرض کیا کہ اے رب میں نے اس طرح سے پہچانا کہ جب آپ نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی (شرف دی ہوئی) روح میرے اندر بھونکی تو میں نے سر جو اٹھایا تو عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سو میں نے معلوم کر لیا کہ آپ اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہو گا جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہو گا حق تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تم سچے ہو واقع میں وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں اور جب تم نے ان کے واسطے سے مجھ سے درخواست کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کی اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا روایت کیا اسکو بیہقی نے اپنے دلائل میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم کی روایت سے اور کہا کہ اسکے ساتھ عبد الرحمن متفرد ہیں اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور اسکی تصحیح کی اور طبرانی نے بھی اسکو ذکر کیا ہے اور اتنا اور زیادہ کہ (حق تعالیٰ نے فرمایا کہ) وہ تمہاری اولاد میں سب انبیا سے آخری نبی ہیں و فتیان بھی مثل قاتلہ

بالا کے سمجھنا چاہیے تیسری روایت ابن الجوزی نے اپنی کتاب سلوة الازہار
 میں ذکر کیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے جب حضرت خوالیہا السلام سے قربت کرنا چاہا
 تو انھوں نے غم طلب کیا آدم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے رب میں انکو (مہربان)
 کیا چیز دوں ؟ ارشاد ہوا اے آدم میرے حبیب محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
 پر بیش دفعہ درود بھیجنا چہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ چوتھی روایت احمد
 اور بزار اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے عرواض بن ساریش سے روایت کیا ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک حدیث میں جسکا اوّل کا حصہ فصل
 اوّل کی دوسری روایت ہے اور اُسکا اوسط حصہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ
 میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا (کا مصداق) ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام
 کی بشارت (کا محکی عنہ) ہوں فاسمین اشارہ ہے دو آیتوں کے مضمون کی
 طرف اوّل بناوا جعلنا مسلمین لك ومن ذریعتنا امة مسلمة لك الی قولہ
 نعالی ربنا والبعث فیہم رسولاً لا منہم الاخ ثانی بیننا اسرائیل الی سوال اللہ
 الیکوم صدقہا لہا بنیدی من التوراة ماستر ابر رسول بائی من بعدی
 اسمہ احمد یعنی اوّل بیت میں ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی دعا ہے
 کہ ہماری اولاد میں ایک جماعت مطیع پیدا کیجیو اور اُس جماعت میں یکساں ایسا
 پیغمبر قائم کیجیو اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ ہجر آپ کے
 اور کوئی پیغمبر ایسے نہیں کہ دونوں حضرات کی اولاد میں ہوں۔ اور دوسری
 آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کا قول نقل فرمایا کہ میں بشارت دینے والا ہوں

۱۵ اور اسکا آخری حصہ یہ ہے وروایا علی القی رات الحیث جائیہ آگے آئے گا ۱۲ منہ

ایک پیغمبر کی جویرے بعد آوین گے جنکا نام احمد ہوگا۔ پانچویں روایت
مشکوٰۃ میں بخاری سے بروایت عبداللہ بن عمرو بن العاص آیا ہے کہ تورات میں
آپ کی صفت لکھی ہے اے پیغمبر ہم نے تمکو بھیجا ہے امت کے حال کا گواہ بنا کر اور
بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور گروہ اُمّیین کی پناہ بنا کر (مراد اس سے
امت محمدیہ ہے جلیسا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہم ایک مٹی عجات
ہیں) آپ میرے بندے اور میرے پیغمبر ہیں میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے نہ آپ
بدخلق ہیں اور نہ سخت مزاج ہیں نہ بازاروں میں شور مچاتے پھرتے ہیں اور بُرائی کا
بدلہ بُرائی نہیں کرتے بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور بخشنے دیتے ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ بھی
وفات نہ دینگے یہاں تک کہ آپ کی برکت سے راہِ کج یعنی کفر کو درست یعنی مبتدل
ہو ایمان نہ کر دین کہ لوگ کلمہ پڑھنے لگیں اور بیان تک کہ اس کلمہ کی برکت سے ہبنا
آنکھوں کو اور ناشنوا کا نون کو اور سر بسے دلون کو کشادہ نہ کر دین (مطلب ہے
کہ جب تک میں حق خوب پھیل جائے گا آپ کی وفات نہ ہوگی) چھٹی روایت
مشکوٰۃ میں یصانج اور دارمی سے بروایت حضرت کعب مروی ہے وہ تورات سے
نقل کرتے ہیں اُس میں لکھا ہوا ہے محمد رسول اللہ میرے بندے پسندیدہ ہیں -
بدی کا بدلہ بدی نہیں دیتے بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور درگزر فرماتے ہیں کہ اُن کی
جائے ولادت ہے اور مدینہ اُنکا مقام ہجرت ہے اور مرکز سلطنت ملک شام ہے
پانچویں بعد خلفائے راشدین پانچ سلطنت ملک شام رہا اور وہاں سے
اسلام کی خوب شاعت ہوئی ساتویں روایت مشکوٰۃ میں ترمذی سے
بروایت عبداللہ بن سلام مروی ہے کہ تورات میں نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھی ہے

اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے ساتھ مدفون ہون کے وقت ان خیر
تین روایتوں کے راوی کتب سابقہ کے عالم ہین اول اور اخیر صحابی ہین اول وسط
تابعی ہین اول بعض آیات بھی ان روایات کے ہم معنی ہین چنانچہ دو آیتوں کا مضمون
تو اس فصل کی چوتھی روایت کی شرح ہین مذکور ہو چکا ہے اور تین آیتیں ان کو کہوتی
ہین پہلی آیت کو ملا کر پانچ ہو گئیں تیسری آیت سورہ اعراف ہین فرمایا اللہ تعالیٰ نے
ایسے لوگ جو کہ پیروی کرنے ہین رسول نبی می کی جنکا ذکر اسطرح لکھا ہوا پاتے ہین قراۃ
مین اور انجیل ہین کہ ان لوگوں کو نیک کام بتلاوینگے اور بری بات سے منع کرینگے
اور ستھری چیزوں کو انکے واسطے حلال کرینگے اور گندی چیزوں کو حرام کرینگے اور جو
احکام بہت سخت اور گراں تھے انکو موقوف کر دینگے چوتھی آیت سورہ فتح ہین
فرمایا اللہ تعالیٰ نے محمد اللہ کے رسول ہین اور انکے ساتھ کے لوگ ایسے ایسے صفات سے
موصوف ہین اور ان سب کی صفت توریت و انجیل ہین اس اس طرح سے موجود ہے
پانچویں آیت سورہ بقرہ ہین فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جب اہل کتاب کے پاس انکے
علوم حاصلہ کی تصدیق کرنے والی کتاب آئی یعنی قرآن اور وہ لوگ اسکے آنے سے
پہلے (یعنی قبل بعثت) کفار (یعنی مشرکین) کے مقابلہ ہین آپ کے توسل سے فتح کی دعا کیا
کرتے تھے یا یہ کہ آپ کی خبر بعثت کو ان پر ظاہر کیا کرتے تھے سو جب انکے پاس جانی
بہجانی چیز ہو چکی (یعنی قرآن و صاحب قرآن) تو وہ اُسکے منکر ہو گئے و سیفتتاح او
معرفت ان لوگوں کو کتب سابقہ سے حاصل ہوئی تھی پس آپ کا ذکر فی الکتاب سابقہ ہونا معلوم
ہوا اسی معرفت کو اسی سورہ بقرہ کی ایک آیت میں اسطرح فرمایا یہی عرفانہ کما یعرفون انبائہم

وَمِنْ الْقَصِیْدَةِ

قَالَ الْمُبَشِّرُ فِي خَلْقِهِ وَفِي حُلُونِ
وَلَمْ يُدَايَنْهُ فِي عِلْمِهِ وَلَا كَرَمِ
وَكُلُّهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ مُلْتَمِسِ
عَمْرٍ فَأَمِنَ الْبَحْرُ أَوْ رَشَفَا مَيْنَ الدَّيَمِ
وَوَافِعُونَ لَدُنْهُمْ عِنْدَ حَدِّهِمْ
مِنْ نَفْطَةِ الْعِلْمِ أَوْ مِنْ شَكْلَةِ الْحِكْمِ
تَأْسَرَتْ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا ائِدًا
عَلَى حَبِيبِكَ حَبِيرًا خَلَقَ كُلَّهُم

ترجمہ حضرت سالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم صحت
وسیرت میں سب نبیا علیہم السلام سے بڑھ کر ہیں اور
وہ سب حضرات آپ سے علم و کرم میں لگا نہیں کھاتے
اور تمام انبیاء علیہم السلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے طالب ایک کیفیت سے ہیں جو کہ آپ کے
دریائے معرفت سے یا قندیا کے فوہ کے چوسنے یعنی قطرہ
لے آ کر آپ کے علم کے مارا کھا رہا رہا ہمیشہ برسنے والے
سے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام آپ کے حضور میں
اپنی حد اور مرتبہ کے موافق کھڑے ہیں اور وہ ان کی حد
آپ کی کتاب علم سے مثل لفظہ کے ہے یا آپ کی حکمتوں
کی کتاب سے مثل اعرا کے ۱۲ عطر الوردہ

تیسری فصل کے شروع و نزہت نسب میں پہلی وایت مشکوٰۃ میں
ترمذی سے بروایت حضرت عباس مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ میں محمد ہوں عبد اللہ کا بیٹا اور عبد المطلب کا پوتا اللہ تعالیٰ نے جو مخلوق
پیدا کیا تو مجھ کو اچھے گروہ میں بنایا یعنی انسان بنایا پھر انسان میں دو فرقے پیدا کیے
عرب و عجم مجھ کو اچھے فرقے یعنی عرب میں بنایا پھر عرب میں کئی قبیلے بنائے اور
مجھ کو سب اچھے قبیلہ میں پیدا کیا یعنی قریش میں پھر قریش میں کئی خاندان بنائے اور
مجھ کو سب اچھے خاندان میں پیدا کیا یعنی بنی ہاشم میں پس میں ذاتی طور پر بھی سب اچھے
ہوں اور خاندان میں بھی سب اچھے ہوں اگر وہ دوسری روایت حضرت علی
سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور مفلح
(یعنی بدکاری) سے نہیں پیدا ہوا ہوں آدم علیہ السلام سے لیکر میرے والدین تک

یعنی سفاح جاہلیت کا کوئی لوٹ مجھ کو نہیں پہونچا (یعنی زمانہ جاہلیت میں جو بڑا صیحا
ہوا کرتی تھی میرے آباء و اُہمات سب اُس سے نذر رہے پس میرے نسب میں اسکا
کوئی میل نہیں ہے) روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط میں اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے
کذا فی الموابہ قتیبری روایت روایت کیا ابو نعیم نے حضرت ابن عباس سے
مرفوعاً یعنی خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ہم رنگوں میں سے کبھی کوئی
مرد و عورت بطور سفاح کے نہیں ملے (کبھی کا مطلب ہو کہ جس قربت کو میرے نسب میں
بھی دخل نہ ہو مثلاً حمل ہی نہ ٹھیرا ہو وہ بھی بلا مکاح نہیں ہوئی یعنی آپ کے سب اوصاف کو
واناث ہمیشہ بُرے کام سے پاک رہے) اللہ تعالیٰ مجھ کو ہمیشہ اصلا ب طیبہ سے ارحام
طاہرہ کی طرف مصفیٰ مذہب کر کے منتقل کرتا رہا جب کبھی دو شعبے ہوئے (جیسے عرب و عجم
قریش و غیر قریش و علی ہذا) میں بہترین شعبہ میں رہا کذا فی الموابہ جو قتیبری روایت
دلال ابو نعیم میں حضرت عائشہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
نقل کرتی ہیں اور آپ جبریل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں
تمام مشارق و مغارب میں پھراؤں میں نے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہیں دیکھا اور
نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا اور سی طرح طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے
شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ آثار محکم کے اس متن (یعنی حدیث) کے صفحات پر
نمایاں ہیں کذا فی الموابہ حضرت جبریل علیہ السلام کے اس قول کا اس شعر میں گویا ترجمہ کیا گیا ہے
آفاقا گردیدہ ام جہربان و زیدہ ام | بسا رطبان زیدہ ام لیکن تو چیرے دیگری
پانچویں روایت مشکوٰۃ میں مسلم سے بروایت وائیک بن الاسقع مروی ہے کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی

اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجکو اور ترمذی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کو منتخب کیا من الروض۔

اَکْبَرُ فَرِيهِ نَسَبًا طَابَتْ عَنَّا حُرُفُ
 اچھا لکھا گیا کچھ بکرا ہے کہ اس کے مولد یا پڑا
 مَطْمُومٌ مَرِيضٌ سَفَاحٌ اِجْهَالِيَّةٌ لَا
 وہ نسب مطہ ہے مریض جاہلیت سے اس میں
 يَا سَرِيَّةً صَلِّ وَسَلِّمْ دَا اِمَّا اَكْدَا
 اے سردار ایدالا باؤں رود اور سلام بھیجے

اَصْلًا وَفَرِيحًا وَذَسَادَتِ يَدِ الْبَشَرِ
 اصل کو بھی اور فریح بھی اور ایک سبب میں بشر کو شرف حاصل ہو گیا
 يَسُوْبُهُ فَقَطْلًا لَقَطْصًا وَلَا كَدْرًا
 کبھی آبر میں نہیں ہوا نہ نقص کی ذکورت کی
 عَلَى حَبِيْبَاتٍ هُنَّ سَمَانَتْ بِهِ الْعَصْرُ
 اپنے حبیب پر جن سے زمانوں کی زینت ہو گئی

پھر تھی فصل آپ کے نور مبارک کے بعض آثار کے ظاہر ہونے میں آپ کے والد ماجد محمد
 بن حنیبل روایت حافظ ابو سعید نیشاپوری نے ابی بکر بن ابی مریم سے اور انھوں نے
 سعید بن عمر و انصاری سے اور انھوں نے اپنے باپ سے اور انھوں نے زکعب الجبار
 سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک جب عبد المطلب میں
 منتقل ہوا اور وہ جوان ہو گئے تو ایک دن حطیم میں سو گئے جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ
 آنکھ میں سرمہ لگا ہوا ہے سر میں تیل پڑا ہوا ہے اور حسن و جمال کا لباس زیب پہن
 انکو سخت حیرت ہوئی کہ کچھ معلوم نہیں یہ کس نے کیا ہے انکے والد ماجد کا ہاتھ پکڑ کر
 کا ہناب قریش کے پاس لے گئے اور سارا واقعہ بیان کیا انھوں نے جواب دیا کہ معلوم
 کر لو کہ یہ سب السموات نے اس نوجوان کو نکاح کا حکم فرمایا ہے چنانچہ انھوں نے اس کو نکاح کیا
 اور انکی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا اور وہ عبد اللہ آپ کے والد ماجد کے ساتھ
 حاملہ ہو گئیں اور عبد المطلب کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا نور انکی پیشانی میں چمکتا تھا اور جب قریش میں قحط ہوتا تھا تو عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر کی طرف جاتے تھے اور انکے ذریعہ سے حق تعالیٰ کے ساتھ تقرب ڈھونڈتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ برکت نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے باران عظیم رحمت فرماتے کہ کذا فی المواہب دوسری روایت ابو نعیم اور خرائطی اور ابن عساکر نے طریق عطا سے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جب عبدالمطلب اپنے فرزند عبد اللہؐ کو نکاح کرنے کی غرض سے لیکر چلے تو ایک کاہنہ پرگندے جو یہودی ہو گئی تھی اور کتب سابقہ پڑھی ہوئی تھی اسکو فاطمہؑ شعیبہ کہتے تھے اُس نے عبد اللہؐ کے چہرے میں نور نبوت دیکھا تو عبد اللہؐ کو اپنی طرف بلایا مگر عبد اللہؐ نے انکار کر دیا کذا فی المواہب تیسری روایت جبل برہہ بادشاہ اصحاب فیل خانہ کعبہ کے منہدم کرنے کو نکلے پر چڑھا آیا عبدالمطلب چند آدمی قریش کے ساتھ لیکر جبل ثبیر پر چڑھے اسوقت نور مبارک عبدالمطلب کی پیشانی میں گول بطور ہلال کے نمود ہو کر خوب روشن ہوا یہاں تک کہ شعلہ آگ کی خانہ کعبہ پر پڑی عبدالمطلب نے یہ بات دیکھ کر قریش سے کہا کہ پھر یہ نور اسطرح میری پیشانی میں جو چمکایہ دلیل ہے اس بات کی کہ ہم لوگ غالب ہیں گے۔ اور عبدالمطلب کے اونٹ ابرہہ کے لشکر کے لوگ پکڑے گئے اور عبدالمطلب انکے چھڑانے کو ابرہہ کے پاس گئے انکی صورت دیکھتے ہی اُس نے باین حبت کہ عظمت اور ہما بت نور شریف کی اُنکے چہرے سے نمایان تھی انکی نہایت تعظیم کی اور سخت سے اتر بیٹھا اور اُنکو اپنے برابر بٹھالیا باجمالیسی عظمت نور مبارک کی تھی کہ بسبب اُسکے بادشاہ ہیبت میں آجاتے اور تعظیم و تکریم کرتے کذا فی توارخ حید کہ مولانا غیاث احمد رحمن الدرویش

اَنْ سَيَدِّهٖ نَحْنُ فَعَلًا نَحْنُ مَبْتَدِئًا
یا ایسے سردار ہیں کہ عمل غیر کی طرف سبقت کرنے والے ہیں

مَا خَلَقَ الْاَكْثَرُ مَا خَلَقَ دَسْمًا عَظِيمًا
اچھے سلسلہ نسب میں بڑی ہی ترسوں میں عظیم شان کا ذکر

حَتَّىٰ بَدَأَ مُشِيرًا مِّنْ قَا الدَّيْبِ وَفَدَّ
 چنانکہ آئینہ مہر کو ایسے والدین کا ہر کوئی اوجاں یہ تھی
 یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَآخِرًا آمَنًا

تَحَمَّلَتْ مُجْلَاةَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ
 کہ آپ کے انوار سے شمس و قمر صاف حال ہو گئے تھے
 عَلٰی حَبِيبِكَ مَن زَا نَتِ بِه الْعَصْرِ

پانچویں فصل آپ کے بعض کمالات میں جب آپ بصورتِ جمالِ طبعِ مادی میں متغیر ہوئے
 پہلی روایت آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب سے روایت ہے کہ جب آپ
 حمل میں آئے تو ان کو خواب میں بشارت دی گئی کہ تم اس راستے کے سردار کے ساتھ ملے
 ہوئی ہو جب وہ پیدا ہوئے تو یوں کہنا اُعِیْنُکَ ہَا لَنَا اِحْدِیْنِ مَنِّرَیْنِ کُلِّ حَاسِدٍ
 اور ان کا نام محمد رکھنا۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ دوسری روایت نیز حمل
 رہنے کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس سے شہرِ بصری علاقہ شام
 کے محل ان کو نظر آئے کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ اور یہ نور کا دیکھنا اس قصہ کے علاوہ ہے
 جو عین ولادت کے وقت اسی طرح کا واقع ہوا تیسری روایت نیز آپ کی والدہ
 ماجدہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے (کسی عورت کا) کوئی حمل نہیں دیکھا جو آپ سے
 زیادہ سبک و سہل ہو۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ ف محاورہ میں اس عبارت کے
 معنی مساواة کی بھی نفی ہوتی ہے۔ سبک یہ کہ گراں نہ تھا اور سہل یہ کہ اُس میں کسی قسم
 کی تکلیف غثیاں یا کسل یا اختلالِ جوع وغیرہ نہ تھی اور شامہ میں ہے کہ بعض احادیث
 میں آیا ہے کہ ایسا ثقل ہو جسکی شکایت عورتوں سے کی۔ حافظ ابو نعیم نے کہا ثقل
 ابتلا سے علق (یعنی حمل) میں تھا پھر وقت استمرار حمل کے خفت ہو گئی ہر حال میں حمل

۵ میں کہتا ہوں کہ یہ ثقل عظمیٰ کا تھا جیسے وہی کا ثقل ہوتا تھا اور ایسے ثقل سے نشاطِ طبعی رائل نہیں ہوتا
 پس میں ثقل میں بھی مابینِ حق و کلم صحیح ہے میں روایات میں تعارض نہ رہا ۱۲۸

عادت معروف سے خارج تھا اتم من الروض -

هَذَا اَوْ قَدْ حَمَلَتْ اُمُّ الْحَبِيبِ	وَلَكِنَّ فِي حَمْلِكَ كَرْبٌ وَلَا ضَرْبٌ
یہ تو ہو چکا اور آپ کی والدہ ماجدہ حاملہ ہوئیں	اور اُن کے حمل میں نہ کچھ کرب تھا نہ کوئی تکلیف تھی
اَيَّارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلَى حَبِيبِكَ مَنْ رَأَتْ لِهَ الْعَصْرُ

چھٹی فصل بعض واقعات وقت ولادت شریفہ میں پہلی روایت محمد بن سعد نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی اُس میں سے عطار اور ابن عباس بھی ہیں کہ آمنہ بنت وہب (آپ کی والدہ ماجدہ) کہتی ہیں کہ جب آپ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے بطن سے جدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نور نکلا جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب روشن ہو گیا پھر آپ زمین پر آئے اور دونوں ہاتھ نو بہ سہارا دیے ہوئے تھے پھر اپنے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا کذا فی الموابف اسے نور کا ذکر ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ اُس نور سے آپ کی والدہ نے شام کے محل میں مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی واقعہ کی نسبت خود ارشاد فرمایا ہے وعمرہ وعبا اصبحتی رأت اور اُس میں یہ بھی آپ کا ارشاد ہے وكذلك امیحات الانبیاء یرین یعنی انبیاء علیہم السلام کی مائیں ایسا ہی نور دیکھا کرتی ہیں۔ آخر جبراحمد والیزار والبطرانی والحاکم والبیہقی

عمرہ یہ ایک حدیث کا وہی آخری حصہ ہے جس کا عدد دوسرے فصل کی جو تین روایتیں کا شیعہ میں لکھا گیا ہے اور شام کے محل نظر آنے میں اور اسی طرح روم کے محل نظر آنے میں جیسا آگے تیسری روایت میں آتا ہے یہ امکان کیا جاسکے کہ زمین کو سب اور روم و شام کے سے بہت فاصلہ پر ہیں اور اتنے فاصلے پر نظر آنے میں خود رویت مانع ہے۔ چنانچہ یہ ہے کہ بعض نور کا خاصہ ہے کہ جسم مجاور اپنی جگہ سے مرتفع دکھائی دیتا ہے جیسا یانی سے بھر ہوئے کو زمین میں پیٹا ہوا ہو یا بعضے طلوع و غروب تیس کے وقت ساری کے قائل ہیں پس اگر اس نور کی خاصیت سے اور زیادہ مرتفع نظر آوا دین تو کیا استبعاد ہے ہر شے

عن اعراب بن ساریہ و قال الحافظ ابن حجر صحیح ابن حبان الحاکم کہ کذا فی المواب
 دوسری روایت عثمان بن ابی العاص بنی والدہ ام عثمان اقصیہ سے جنگ نام
 فاطمہ بنت عبد اللہ پر روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ جب آپ کی ولادت شریفہ کا وقت
 آیا تو آپ کے تولد کے وقت میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہو گیا اور ستاروں کی
 دیکھا کہ زمین سے اس قدر زلزلہ دیا گئے کہ بجو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑینگے روایت کیا اسکو
 بیہقی نے کذا فی المواب تیسری روایت ابو نعیم نے عبد الرحمن بن عوف سے
 روایت کیا ہے اور وہ اپنی والدہ شفا سے نقل کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ جب
 حضرت آمنہ سے آپ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھوں پر آئے اور (موافق معمول بچوں کے)
 آپ کی آواز نکلی تو میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ کہتا ہے رحمہ اللہ (یعنی
 اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو) شفا کہتی ہیں کہ تمام مشرق
 و مغرب کے درمیان روشنی ہو گئی یہاں تک کہ میں نے روم کے بعضے محل دیکھے پھر میں نے
 آپ کو دو دھند دیا (یعنی اپنا نہیں بلکہ آپ کی والدہ کا کیونکہ شفا کو کسی نے مضعات
 میں ذکر نہیں کیا) اور ٹھانڈا یا تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ مجھے ایک تاریکی اور
 رعبل و لرزہ چھا گیا اور آپ میری نظر سے غائب ہو گئے سو میں نے ایک کہنے
 والے کی آواز سنی کہ کہتا ہے کہ اُن کو کہاں ملے گئے تھے جواب پڑنے لگے کہ کہا کہ مشرق
 کی طرف وہ کہتی ہیں کہ اس واقعہ کی عظمت برابر میرے دل میں رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبو

ع اگر آپ کی ولادت رات کے وقت ہوئی ہو جیسا کہ ایک قول ہے تب تو اس خبر کے واقعہ میں کوئی تردد نہیں
 اور اگر نہیں ہوئی ہو جیسا کہ ایک قول ہے تو ستاروں کے نظر آنے کو بھی ایک خرق عادت کہا جاوے گا کہ آقا اور آخر کے
 نزدیک سیدل ہے کہ صبح صادق کے وقت آپ کی ولادت کو کہا جاوے تو اس وقت ستارے بھی مایاں ہوتے ہیں اور اسکو
 عوام رات سے اور خواص دن سے تعبیر کرتے ہیں پس دونوں قول مطابق بھی ہو جاوے گا و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۱۲ منہ

فرمایا پس اول سلام لائے والوں میں ہوئی۔ کذا فی المواہب وفت مشرق کے ذکر سے
مغرب کی نفی نہیں ہوئی دوسری روایات میں مغارب بھی آیا ہے کما فی الشامہ شامہ
تخصیص ذکر اس روایت میں بابر شرف سمت مشرق کے ہے جو جاسکے کہ وہ
مطلع ہے شمس کا جیسا شروع والصفین ریل مشارق فرمایا گیا اور چوتھی روایت
اور بخارہ آپ کے عجائب لاد کے یہ واقعات روایت کیے گئے ہیں کسری کے محل میں زلزلہ
پڑ جانا اور اس سے چودہ کنگروں کا گر ٹپنا۔ اور بحیرہ طبریہ کا دفعہ خشک ہو جانا۔ اور
فارس کے آتشکدہ کا کچھ جانا جو ایک ہزار برس سے برابر روشن تھا کہ کبھی نہ بجھا تھا اور یہ
اسکو بہتی نے اور ابو نعیم نے اور الخاطی نے ہوا تھیں اور ابن عساکر نے کذا فی المواہب
فت یہ واقعات اشارہ ہیں زوال سلطنت فارس و شام کی طرف اللہ علم یا بخون
روایت فتح الباری میں سیرۃ الواقدی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے شروع ولادت میں
کلام فرمایا کذا فی المواہب کے اہل کتاب کی خبر میں دنیا آپ کے تولد شریف سے مذکور ہیں
چھٹی روایت بھی اور ابو نعیم نے حضرت حسان بن ثابت سے نقل کیا ہے کہ میں سات گھڑوں
کا تھا اور دیکھی سنی بات کو سمجھتا تھا ایک دن صبح کے وقت ایک یہودی نے یکایک چلانا
شروع کیا کہ لے جاؤ یہودی ہو سب جمع ہو گئے اور میں میں رہا تھا کہنے لگے تجھ کو کیا ہوا کہنے لگا
کہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وہ ستارہ آج شب میں طلوع ہو گیا جس کی ساعت میں آپ پیدا ہوئے تھے۔

۷ اور اہل تخیم و کمات کی خبر میں اس نظر سے ذکر نہیں کہ یہ دو فروع میں شرع میں معجزہ ہیں اور کتب سابقہ کی
خبریں فی تفسیر صحیح ہیں جبکہ اہل تخریف کا احتمال ہوا اور ظاہر ہے کہ اپنی مفسر خبر دینا دلیل اہل حق ہے کہ اس میں تخریف نہیں ہوئی
اور جن علماء نے ان کے اقوال کو کیے ہیں بقصد محبت لڑائیکہ ذکر کیے ہیں اور یہ قصہ صحیح ہے ورنہ کی وجہ سے ہوا
۱۲ منہ عبد اس کی شہرہ فن تخیم کے صحیح ہو نہ کیا نہ کیا جائے کیونکہ اس ستارہ کا آپ کی تولد میں شروع و خلیل ہوا اس سے
نام نہیں آیا بلکہ معنی یہ ہیں کہ اسکو کسی نقل سے یہ معلوم تھا کہ آپ کے تولد کا ایسا وقت ہو گا مثلاً کوئی حاکم رعایا کو تباہ
کے بار ظالم ناسب ہمارا ستارہ ظالم ہوا کی ظان تاریخ کو پہونے کا تو ایسا وقت کی تعیین ہے نہ کہ وقت کی تاریخ ہوا منہ

کہ زانی الموابہب سیرۃ ابن ہشام میں یہ بھی ہے کہ محمد بن اسحاق صاحب الکسیر کہتے ہیں کہ
 میں نے سعید بن عبد الرحمن بن حسان بن ثابتؓ کو بچا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ
 طیبہ میں تشریف لائے تو حسان بن ثابتؓ کی کیا عمر تھی انھوں نے کہا کہ سناٹھ سال کی
 اور حضور تین سال کی عمر میں تشریف لائے تو اس صاحب حسان بن ثابتؓ حضور کے سات سال
 عمر میں زیادہ ہوئے تو انھوں نے یہ قول یہودی کا سات سال کی عمر میں سنا سات تو میں
 روایت حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی کے میں آ رہا تھا سو میں
 شب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اُس نے کہا اے گروہ قریش کیا تم میں آج کی
 شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے انھوں نے کہا کہ ہم کو معلوم نہیں کہنے لگا کہ دیکھو کیونکہ
 آج کی شب اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے اُس کے دونوں شانوں کے درمیان میں ایک
 نشانی ہے (جب کا لقب عمر نبوت ہے) چنانچہ قریش نے اُس کے پاس سے جا کر تحقیق کیا
 تو خبر ملی کہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے وہ یہودی آپ کی والدہ
 پاس آیا انھوں نے آپ کو ان لوگوں کے سامنے کر دیا جب اس یہودی نے وہ
 نشانی دیکھی تو بہوش ہو کر گر پڑا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے نبوت نصبت ہوئی ہے
 گروہ قریش سن رکھو واللہ یہ تم پر ایسا غلبہ چل کر رہا کہ مشرق اور مغرب اُس کی خبر
 شائع ہوگی روایت کیا اسکو یعقوب بن یفیان نے اسناد حسن سے۔ یہ فتح الباری میں
 کہا ہے کہ زانی الموابہب من القصصۃ

ابن مَوَلَدًا عَنْ طَيْبٍ مُّحْصِرٍ
 يَا طَيْبُ مُبْتَدَأُ عِصْمَتِهِ وَوَحْيَتِهِمْ
 يَوْمَ مَكَاتِفِ الْفَرَسِ فِيهِ الْفَرَسُ أَنْفَقَ

۱۵ ایک زمان ولادت نے اس سبب طور اور غریب کو
 عظیم آپ کی عمر کی ولادت طہارت محل مبارک کو
 ظاہر کر دیا ہے قوم نے اسے خوشی و مہمانی کا
 حسن اسناد اور غریب خانہ کو دیکھو اور اسے زمان ۱۶
 ۱۷ آپ کی پیدائش کا روزہ مبارک دن کہ اہل قاری

قَدْ أَنْذَرُوا الْجُلُودَ لِبُؤْسِ النَّفْعِ
قَابَاتِ إِيَّانَ كِسْرَى وَهُوَ مُنْصَبٌ
كَشَمَلِ أَصْحَابِ كِسْرَى غَيْرِ مُلْتَمِ
وَالنَّارُ خَامِدَةٌ الْإِنْفَاسُ مِنْ كِسْرَى
عَلَيْهِ وَاللَّهُ سَاهِي الْعَيْنِ مِنْ سَدَامِ
وَسَاءَ سَاوَةٌ أَنْ غَاضَتْ بِحَبْرٍ نَهَا
وَرِدَّ وَارِدَهَا بِالْفَيْضِ حِينَ طُمِ
كَانَ بِالنَّارِ مَاءً مِنَ بَلَلِ
مُحَرَّبًا وَبِالنَّارِ مَاءً مِنَ فَرَسِ
وَالْحَيُّ يُتَعَفُّ وَالْأَنُورُ اسْطَاعَةٌ
وَالْحَقُّ يُظْهَرُ مِنْ مَعْنَى وَمِنْ كَلِمِ
عَمَّا أَوْصَوْا إِنْ أَعْلَانُ الْبَشَائِرُ لَهُ
تَسْمَعُ بَارِقَةٌ الْإِنْدَارُ لَهُ تَسْمَعُ
مِنْ بَعْدِ مَا أَخْبَرَ الْأَقْوَامُ كَاهِلَهُمْ
يَا رَبِّ دِيْنَهُمُ الْمَعْرَاجُ لَهُ يُقْسَمُ
وَلَبَدَّ مَا عَابُوا فِي الْأَفْقِ مِنْ شَيْبِ
مَنْقُصَةٌ هَفَقَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ مَسْمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

نے اپنی فراست سے کہہ سو قات آیات نبیات بکثرت
ظاہر ہوئیں اور بھی اوصاف غلبہ در یافت کر لیا کہ
وہ لوگ ڈرائے گئے کہ زمانہ اُمی زوال سلطنت اور
پیش آئے مصائب (سبقت دت سرور کا سب) فر
آگیا ۱۲ھ اور زبیر وان کا محل بوقت ولادت
اسعادت حالت شکستگی ایسا یاسن باسن ہو گیا جسے کس
کسری کو یہ جمع ہونا نصیب ہوا ۱۲ھ (آج کے میلاد
شریف کے وقت) آتش نجوس (جو بہر رسالت برابر
روشن تھی) البتہ کس (جو بلبلان کا لیل ہے) سر ہو گئی
اور نہ فرات ایسی جہان اور نہ خود ہوئی کہ نہ بے د
جھوڑ کر سادہ کے کھانے میں جا پڑی ۱۲ھ اور
اہل سادہ کو اس امر نے غلبہ کیا کہ اُس کے دریا چ کا
یا فی خشک ہو گیا اور اُس کے گھاٹ پر آنے والا جبکہ تشنہ
ہوا احتشام گین کا لیلاب لوٹا یا گیا اسنے اُسکو تشنہ لوٹا یا
۱۲ھ گویا آگ کو وہ کیفیت ترقی حاصل ہو گئی جو
میں ہوتی ہے بسبب بج کے اور یانی کو وہ خاطر نہ تھا
جس ہو گیا جو آگ میں تھا ۱۲ھ اور حات لہو حضور
کی آواز میں کر رہے ہیں اور انوار حضرت کے ظاہر باہر
ہو رہے ہیں اور حق ظاہر ہو رہا ہے امور باطنیہ سے
(مثل ظہور وغیرہ کے) اور مور ظاہر سے مثل
آواز بات کے) ۱۲ھ مشکون اندھے (ہو گئے)
اور بہرہو گئے سوا ظہار شارات سنا گیا اور برق
تخویف نہ بھی گئی ۱۲ھ (اور زیادہ عجیب یہ ہے
کہ یہ قبول حق سے اُن کا ادھا اور بہرہو تا) اس
امر کے بعد ہوا کہ اُن کے کھانے تمام اقوام کو یہ
خبر دی تھی کہ اُن کا مارا ست و حج دین آئندہ قائم
نہیں ہے گا اور لہ وجہ محسوس یا عام تھا ان فقیرانہ
صواب اندھے اور بہرے ہو گئے (بجڑ بھیجے غلبہ
آتش کے اطراف آسمان میں جوحات پر مارے جانے
تھے مثل اونٹن کے اور منہ کے بل کر نے بٹہا سے
روس زمین کے ۱۲ عطر اور وہ۔

سأقون فصل یوم و ماہ و سنہ و وقت و مکان و لاوت بشریفہ میں یوم و تاریخ
 سب کا اتفاق ہے کہ دوشنبہ تھا اور تاریخ میں اختلاف ہے آٹھویں یا بارھویں کذا
 فی الشامۃ۔ ماہ سب کا اتفاق ہے کہ ربیع الاول تھا۔ سنہ سب کا اتفاق ہے
 کہ عام الفیل تھا یعنی جس سال صحابہ الفیل ہلاک کیے گئے بقول سہیلی اس قصہ سے
 پچاس دن بعد اور بقول دیلمی پچیس دن بعد کذا فی الشامۃ۔ وقت بعض نے
 شب کہا ہے بعض نے دن قالہ الزکشی بعض نے طلوع فجر کذا فی الشامۃ۔ مکان
 بعض کے نزدیک مکہ میں بعض کے نزدیک شعلبہ میں بعض کے نزدیک نوم میں
 بعض کے نزدیک عسفان میں کذا فی الشامۃ عن المواہب۔

من الروض

و کانت من لدۃ ابیہ و نقلتہ
 اور آپ کی ولادت شریفہ اور وفات سے لیت
 یاربہ صل و سلم و ائما ابدا
 علی حبیبک من رانہ یدہ العطر
 لیوم الاثنین هذا لامر معتبرہ
 دوشنبہ کے روز ہوئی اور یہ امر معتبر ہے

آٹھویں فصل بعض واقعات زمانہ طفولیت میں پہلی روایت ابن شیح نے خواہ
 میں ذکر کیا ہے کہ آپ کا گہوارہ (یعنی جھولا) دوشنبہ کی جنبش دینے سے ہلاک رہا تھا۔
 (کذا فی المواہب) دوسری روایت بقیہ و ابن عساکر نے ابن عباس سے
 روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ کہتی تھیں کہ انھوں نے جب آپ کا دودھ پھرایا ہے تو آپ نے

ع اور سیر کی اس روایت پر کہ لیام و اقمہ قبل میں اور محمدی علیہ المطلب کی حدیث میں ملایا ہوا ہے کہ کیا جائیے کہ کوئی
 انفضال کے بعد بھی اتر کا بقا مستحق نہیں ہے مگر سے متعلقہ جہاں ہونے کے بعد بھی اسکا اثر دوشنبہ اور گری رہتی
 ہے ۱۲۷ھ جسٹھی فصل کی دوسری روایت کے ذیل میں وجہ تصدیق لکھی کہ ۱۲۷ھ ۱۲۷ھ استر قوال ہے
 دوسرے قوالی ضعیف ہیں یا ماکل تاویلات مناسبہ ۱۲۷ھ ۱۲۷ھ تا یہ وہی شب پچیس قریش کا یعنی
 کے تعاد و تعالف کے وقت ابو طالب کو لے کر رہے تھے جبکہ قصہ کیا یونین فصل میں آتا ہے ۱۲۷ھ

دودھ چھڑانے کے ساتھ ہی سب سے اول جو کلام فرمایا ہے وہ یہ تھا اللہ اکبر
 کبیرا و الحمد للہ کنید اوسبحان اللہ بکرۃ و احیلا جب کہ فرمایا نے ہوئے
 تو باہر تشریف لیجاتے اور رات کو کون کو کھیلتا دیکھتے مگر اُسے علیحدہ رہتے یعنی کھیل میں
 شریک نہ ہوتے) کذا فی المواہب المسیری روایت ابن سعد اور ابو نعیم اور ابن عساکر
 ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہؓ آپ کو کہیں دور نہ جانے دیا کرتیں
 ایک بار ان کو کچھ خبر نہ ہوئی آپ اپنی (رضاعی) بہن شیماء کے ساتھ عین دوپہر کے
 وقت ہواشی کی طرف چلے گئے حضرت حلیمہؓ آپ کی تلاش میں نکلیں بیان تک کہ آپ کے
 بہن کے ساتھ پایا کہنے لگیں کہ اس گرمی میں (ان کو لائی ہو) بہن نے کہا کہ ان میرے
 بھائی کو گرمی ہی نہیں لگی میں نے ایک بادل کا ٹکڑا دیکھا جو ان پر سایہ کیے ہوئے
 تھا جب ٹھہر جاتے تھے وہ بھی ٹھہر جاتا تھا اور جب یہ چلنے لگتے وہ بھی چلنے لگتا تھا
 بیان تک کہ اس موقع تک اسی طرح پہنچے۔ کذا فی المواہب المسیری روایت حضرت
 حلیمہ سعدیہ سے روایت ہے کہ میں (طائف سے) بنی سعد کی عورتوں کے ہمراہ دودھ
 پینے والے بچوں کی تلاش میں مکے کو چلی (اس قبیلہ کا یہی کام تھا) اور اُس سال
 سخت قحط تھا میری گود میں میرا ایک بچہ تھا مگر اتنا دودھ نہ تھا کہ اُسکو کافی ہوتا
 رات بھر اُسکے چلانے سے نیند نہ آتی اور نہ ہماری اونٹنی کے دودھ ہوتا میں ایک ازگوش
 پر سوار تھی جو غایت لاغری سے سب کے ساتھ نہ چل سکتا تھا ہماری بھی اس سے
 تنگ آ گئے تھے ہم مکے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عورت دیکھتی اور سنتی کہ آپ
 یتیم ہیں کوئی قبول نہ کرتی (کیونکہ زیادہ انعام و اکرام کی توقع نہ ہوتی اور ادھر ان کو
 دودھ کی کمی کے سبب کوئی بچہ نہ ملا) میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ تو اچھا نہیں

معلوم ہوتا کہ میں خالی جاؤں میں تو اُس یتیم کو لاتی ہوں شوہر نے کہا کہ بہتر شاید اللہ تعالیٰ
 برکت کرے غرض میں آپ کو جا کر لے آئی جیسا اپنی فرود گاہ پر لائی اور گو دین لیکر دودھ
 پلانے بیٹھی تو دودھ اس قدر اُتر کہ آپ و آپ کے رضاعی بھائی فرخوب سودہ ہو کر پیا اور
 اسودہ ہو کر سو گئے۔ اور میرے شوہر نے جو اونٹنی کو جا کر دیکھا تو تمام دودھ ہی دودھ بھرا
 تھا غرض اُسے دودھ نکالا اور ہم سب نے خوب سیر ہو کر پیا اور رات بڑے آرام سے گزری
 اور اسکے قبل سونا میسر نہیں ہوتا تھا شوہر کہنے لگا اے حلیمہ تو تو بڑی برکت والے بچے کو لائی
 میں نے کہا ہاں مجھ کو بھی یہی امید ہے پھر ہم مکے سے روانہ ہوئے اور میں آپ کو لیکر اُسی
 دراز گوش پر سوار ہوئی پھر تو اُس کا یہ حال تھا کہ کوئی سواری اُس کو پکڑ نہ سکتی تھی میری ہمراہی
 عورتیں تعجب سے کہنے لگیں کہ حلیمہ ذرا آہستہ چلو یہ وہی تو ہے جس پر تم آئی تھیں میں نے
 کہا ہاں وہی ہے وہ کہنے لگیں کہ بیشک اس میں کوئی بات ہے پھر ہم اپنے گھر پہنچے
 اور وہاں نخت قحط تھا سو میری بکریاں دودھ سے بھری آئیں اور دوسروں کو اپنے
 جانوروں میں ایک قطرہ دودھ نہ ملتا۔ میری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے
 کہ اے تم سبھی وہاں ہی چراؤ جہاں حلیمہ کے جانور چرتے ہیں مگر جب بھی وہ جانور خالی آتے
 اور میرے جانور بھرے آتے (کیونکہ چراگاہ میں کیا رکھا تھا وہ تو بات ہی اور تھی) غرض
 ہم بار بار خیر و برکت مشاہدہ کرتے رہے یہاں تک کہ دو سال پور سے ہو گئے اور میں نے
 آپ کا دودھ چھڑایا اور آپ کا نشو و نما اور بچوں سے بہت زیادہ تھا یہاں تک کہ دو سال
 کی عمر میں اچھے بڑے معلوم ہونے لگے پھر ہم آپ کو آپ کی والدہ کے پاس لائے مگر آپ کی
 برکت کی وجہ سے ہمارا بی چاہتا تھا کہ آپ اور میں اس لیے آپ کی والدہ سے اطرار کر کے واپس
 آئے کہ بدلنے سے پھر اپنے گھر لے آئے سو چند ہی مہینے بعد ایک بار آپ نے رضاعی بھائی کے

ساتھ مواشی میں پھر رہے تھے کہ یہ بھائی دوڑتا ہوا آیا اور مجھے اور اپنے باپ سے کہا کہ میرے قریشی بھائی کو دو سفید کپڑے والے آدمیوں نے پکڑ کر لٹایا اور شکم چاک کیا۔ میں اسی حال میں چھوڑ کر آیا ہوں سو ہم دونوں گھبرائے ہوئے گئے دیکھا کہ آپ کھڑے ہیں مگر رنگ (خوف سے) متغیر ہے میں نے پوچھا بیٹا کیا تھا؟ فرمایا دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور مجھ کو لٹایا اور پیٹ چاک کر کے اُسین کچھ ڈھونڈ کر کالامعلوم نہیں کیا تھا۔ ہم آپ کو اپنے ڈیرے پر لائے اور شوہر نے کہا حلیمہؓ اس لڑکے کو آسیب کا اثر ہوا ہے قل اس کے کہ اسکا زیادہ ظہور ہو ان کے گھر پہونچا آئیں والدہ کے پاس لیکر آگئی کہنے لگیں کہ تو تو اسکا رکھنا چاہتی تھی پھر کون لے آئی؟ میں نے کہا اب خدا کے فضل کو ہوشیار ہو گئے اور میں اپنی خدمت کر چکی خدا جانے کیا اتفاق ہوتا اس لیے لائی ہوں۔ انھوں نے فرمایا یہ بات نہیں سچ بتلا؟ میں نے سب قصہ بیان کیا۔ کہنے لگیں تجھ کو ان پرنسٹان کے اثر کا اندیشہ ہوا؟ میں نے کہا ہاں۔ کہنے لگیں ہرگز نہیں! اللہ تعالیٰ کا خیر کچھ اثر نہیں ہو سکتا یہ بیٹے کی ایک خاص شان ہے۔ پھر انھوں نے بعض حالات حمل و لادت کے بیان کر کے کہا (جو پانچویں فصل کی دوسری اور تیسری روایت اور چھٹی فصل کی پہلی روایت کے اختتام پر مذکور ہوئے) اچھا انکو چھوڑ دو اور خیریت کے قصہ جاؤ کذا فی سیرۃ ابن ہشام فل اس روایت میں متعدد واقعات پر کرامات مذکور ہیں جیسا کہ ظاہر ہے فل اور حلیمہؓ کے اُس لڑکے کا نام عبداللہ ہے اور یہ انیسویں جزوہ کے بھائی ہیں اور یہ جزوہ شہار کے نام سے مشہور ہیں اور یہ سب اولاد ہیں حارث بن عبد الغزیؓ کو جو ہر بن حلیمہؓ کے کذا فی زاد المعاد اور بعض اہل علم نے ان سب کے ایمان لانے کی تصریح کی ہے کذا فی الشامۃ وزاد المعاد پانچویں روایت محمد بن اسحق نے

نور بن زید سے (اس بار کے شق صدر کے بعد کا واقعہ) مرفوعاً ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اُن دو سفید پوش شخصوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ
 ان کو انجی اتے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو چنانچہ وزن کیا تو میں بھاری نکلا
 پھر اسی طرح سنو کے ساتھ پھر ہزار کے ساتھ وزن کیا پھر کہا کہ بس کو اللہ اگر کوئی تمام
 اُمّت کے وزن کرو گے تب بھی یہی وزنی نکلیں گے کذا فی سیرۃ ابن ہشام قل اس
 جملہ میں آپ کو بشارت سنادی کہ آپ نبی ہونے والے ہیں قل اور شق صدر اور
 قلب طرکاً و حلنا چار بار ہوا ایک تو یہی جو مذکور ہوا دوسری بار بعد دس سال یہ
 صحابین ہوا تھا۔ تیسری بار وقت اجنت کے بچا ہ رمضان غار حرا میں چڑھتی بار شب معراج
 میں اور پانچویں ثابت نہیں کذا فی شامۃ بتخیر لیسیر شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے تفسیر
 سورہ الم نشرح میں اس کے متعلق نیکہ لکھا ہے کہ پہلی بار کاشق کرنا ایسے تھا کہ آپ کے دل سے
 حب لہو و لعب جو لڑکوں کے دل میں ہوتی ہو نکال ڈالیں۔ اور دوسری بار ایسے
 کہ جوانی میں آپ کے دل میں رغبت ایسے کاموں کی جو بمقتضائے جوانی خلاف مرضی تھی
 سرزد ہوتی ہیں نہ رہے۔ اور تیسری بار ایسے کہ آپ کے دل کو طاقت مشاہدہ عالم ملکوت
 اور لاہوت کی ہو کذا فی تواریح جیب آلہ۔ چھٹی روایت آپ پستان راست کا شیر کیا
 کرتے اور پستان چپا پنے بھائی رضاعی یعنی حلیمہ کے بیٹے کے لیے ہمیشہ چھوڑ دیتے
 تھے۔ ایسا عدل آپ کی طبیعت میں تھا۔ اور لڑکپن میں کبھی آپ نے بول و ہرز کہے ہیں
 ہمیں کیا بلکہ دونوں کے وقت مقرر تھے کہ اُسی وقت رکھنے والے آپ کو اٹھا کر حاضر و

عہ یہ ایک قول ہے اور بعض کے نزدیک ماہ ربیع الاول میں کذا فی زاد المعاد ۱۲ منہ عہ عطیہ
 عالمینہ کہ ملکوت پر کیو کہ عالم ماسوئی اللہ ہے اور لاہوت مراتب آمیہ سے ہے ۱۲ منہ

پیشاب کر لیتے۔ اور کبھی ستر آپ کا برہنہ نہ ہوتا اور جو کپڑا اتفاقاً اٹھ جاتا تو فرشتے فوراً
ستر چھپا دیتے۔ کذا فی تواریخ حبیب اللہ۔ ایک بار اپنے بچپن کا واقعہ خود حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے ذکر فرمایا کہ میں ایک بار بچوں کے ساتھ تھڑاٹھا اٹھا کر لارہا تھا اور سب اپنی
لنگی اتار کر گردن پر تھڑے نیچے رکھے ہوئے تھے میں بھی ایسا ہی کرنا چاہا (کیونکہ
اتنے بچپن میں انسان مکلف بھی نہیں ہوتا اور طبعاً و عرفاً بھی ایسے بچے کو ایسا امر
خلاف حیا نہیں سمجھا جاتا) دفعۃً (غیبے) زور سے ایکے ہٹکا لگاؤیہ آواز آئی کہ اپنی
لنگی باندھو بس میں نے فوراً باندھ لی اور گردن پر تھڑے لانے شروع کیے۔ کذا فی سیرۃ
ابن ہشام۔ ساتویں روایت ابن عساکر نے حلیمہ بن عرفطہ سے روایت کیا ہے
کہ میں مکہ معظمہ پہنچا اور وہ لوگ سخت قحط میں تھے قریش نے کہا اے ابوطالب علوی پانی کی
دعا مانگو ابوطالب چلے اور اُنکے ساتھ ایک لڑکا تھا اسعد حنین جیسے بدلی میں سے
سو بیچ نکلا ہو (یہ لڑکے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو اس وقت ابوطالب کی
پرورش میں تھے) ابوطالب نے اُن صاحبزادے کی پشت خانہ نکعبہ سے لگائی اور
صاحبزادے نے اُنکی سے اشارہ کیا اور آسمان میں کہیں بدلی کا نشان نہ تھا سب
طرف سے بادل ناشر فرمایا اور غیب پانی برسا کذا فی المواہب وریہ واقعہ آپ کی منفرد
میں ہوا کذا فی تواریخ حبیب اللہ۔ آٹھویں روایت ایک مرتبہ آپ ابوطالب کے ساتھ بارہویں
کی عمر میں سفر تجارت شام کو گئے راہ میں بحیرہ راہب نصاریٰ کے پاس اتفاقاً قیام ہوا۔
راہب نے آپ کو علامات نبوت سے پہچانا اور قافلے کی دعوت کی اور ابوطالب سے کہا کہ
یہ پیغمبرِ سرورِ سب عالموں کے ہیں اور اہل کتاب و ربوہ اور نصاریٰ انکے دشمن ہیں انکو
ملک شام میں نہ لیجاؤ مبادا اُن کے ہاتھ سے انکو گزند پہنچے سو ابوطالب نے مال تجارت

وہیں بیجا اور بہت نفع پایا اور وہیں سے مکے کو پھر آئے کذا فی تواریخ حبیب آلہ ف
سیرۃ ابن ہشام میں یہ قصہ بہت مفصل مسبوط ہے۔ نوین روایت آپ جیابوطاہ
کی کفالت و تربیت میں تھے جب انکے عیال کے ہمراہ کھانا کھاتے سب شکم سیر ہو جاتا
اور جب نہ کھاتے تو وہ بھوکے رہتے کذا فی الشامۃ۔

من الروض

سَعَادَةٌ قَدَرُهَا نَيْنٌ إِلَى رَى حِطْرٍ
چل ہوئی حس کی قدر مخلوق میں عظیم ہے
هَذَا هُوَ الْفَوْزُ الْأَمْلَكُ وَالْأَوْزَارُ
یہ ٹری کامیابی ہو (سکی براس) ستاچی دوزارت
فَاَشَاهَدُكَ بِرَحْمَتِكَ لَيْسَ تَخْصُرُ
اولیسی رحمت کا ستا ہو کیا حق کا حصہ نہیں ہو سکتا
بَكُونُ مِنْ شَأْنِهِ مَذْشُخَصَةً لَطَرُفًا
حالات میان کیے جس سے کہ آپ کو دیکھا
عَلَى جَيْبِكَ مَنْ زَانَتْ لِرِغْصَتِ

وَبَا هَذَا ابْنُهُ سَعِيدٌ وَهِيَ قَدْ سَعَدَتْ
اور کیا خوش قسمتی ہے حضرت سعدؓ کی کہ انکو ایسی حادث
اِذَا ارْضَعَتْ خَلِيْلُ اللَّهِ كُلِّهِمْ
کیونکہ انھوں نے بہترین تمام خلائق کو دودھ پلایا
رَأَتْ لَهُ مُعْجَزَاتٍ فِي الرِّضَاعِ بَدَتْ
انھوں نے آپ کے بہت معجزات دیکھے جو رضاع کی حالت میں ظاہر ہوئے
وَحَدَّثَتْ قَوْمَهُ أَهْلَ الْكِتَابِ بِمَا
اور اہل کتاب نے اپنی قوم سے آپ کے
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

نوین فصل انکے ناموں میں جنکے متعلق آپ کی تربیت رضاع کے بعد دیگرے ہوتا
رہا۔ انچہ ماہہ حمل میں تھے کہ آپ کے والد علیہ السلام کی وفات ہو گئی کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔
صرف دو مہینے حمل پر گزرے تھے کہ عبداللہ شام کو قافلہ قریش کے ساتھ تجارت کو
گئے تھے وہاں سے پھرتے ہوئے مدینہ میں اپنے ماموں کے پاس بیمار ہو کر ٹھہر گئے تھے
کہ وہاں ہی وفات پائی کذا فی تواریخ حبیب آلہ۔ اور جب آپ چھ سال کے ہوئے تو آپکی
والدہ آمنہؓ آپ کو لیکر مدینہ میں اپنے اقارب سے ملنے گئیں تھیں مکے کو واپس آتے ہوئے

درمیان مکہ و مدینہ کے موضع ابواہن اُنھوں نے وفات پائی کذا فی سیرۃ ابن ہشام
اور اسوقت ام ایمن بھی ساتھ تھیں کذا فی الموہب۔ پھر آپ اپنے دادا عبدالمطلب کی
پرورش میں رہے جب آپ آٹھ سال کے ہوئے عبدالمطلب کی بھی وفات ہوئی کذا
فی سیرۃ ابن ہشام اور اُنھوں نے ابوطالب کو آپ کی نسبت وصیت کی تھی چنانچہ پھر آپ
اُنکی کفالت میں رہے۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ یہاں تک کہ اُنھوں نے نبوت کا زمانہ بھی
پایا۔ اور سات روز تک آپ کے والدہ ماجدہ کا دودھ پیا۔ کذا فی تواریخ حنبیہ کہ پھر چند
روز تک ثویبہ نے دودھ پلایا جو ابوطالب کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور انکے اسلام میں
اختلاف ہے اور آپ ہی کے ساتھ حضرت ابوسلمہ و حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلایا۔ اور
اسوقت اُمسکابیہ اسسرح دودھ پیتا تھا پھر حلیمہ سعدیہ نے پلایا اور اس دودھ کے
شریک بھائی بنون کے نام اور اسلام کی نسبت آٹھویں فصل کی چوتھی روایت کے ذیل میں
کچھ مضمون مذکور ہوا ہے اور ان ہی حلیمہ نے آپ کے ساتھ آپ کے چچا زاد بھائی ابوسفیان
بن الحارث بن عبدالمطلب کو بھی دودھ پلایا یہ عام فتح میں مسلمان ہوئے اور بہت کچھ
مسلمان ہوئے۔ اور اُس زمانے میں حضرت حمزہ بھی بنی سعد میں کسی عورت کا دودھ
پیتے تھے سو اُس عورت نے بھی ایک وز آپ کو دودھ پلا دیا جب آپ حلیمہ کے پاس تھے
تو حضرت حمزہ دو عورتوں کے دودھ کی وجہ سے آپ کے رضاعی بھائی بن ایک ثویبہ کے
دودھ سے دوسرے اس سعدیہ کے دودھ سے۔ کذا فی زاد المعاد۔ اور جن کے آغوش
میں آپ بچے وہ یہ ہیں۔ آپ کی والدہ۔ اور ثویبہ۔ اور حلیمہ۔ اور شیما آپ کی رضاعی
بہن اور ام ایمن حبشیہ جبکہ نام برکت ہے یہ آپ کو آپ کے والد سے میراث میں ملے تھیں اور آپ

انکا نکاح حضرت زید سے کیا تھا جن سے اسامہ پیدا ہوئے۔ کذا فی زاد المعاد ۵

شاہنشاہ آن صدق کہ چنان پروہ گھر	آبا از و مکرم و ابن عزیز تر
صلوا علیہ ما طلع الشمس والقمر	بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

دسویں فصل شباب نبوت تک کے بعض حالات میں پہلی روایت جب آپ چودہ یا پندرہ سال کے ہوئے اور بقولے بیس سال کے ہوئے تو قریش اور قیس عیلان میں ایک لڑائی ہوئی تو اس واقعہ کے بعض تاریخوں میں آپ بھی تشریف فرماے معرکہ میں اور آپ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے اعمام کو عدو کے تیروں سے بچاتا تھا اور اس واقعہ کا بڑا قصہ ہے۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام و اس سے آپ کا اوّل ہی سے شجاع ہونا ثابت ہوتا ہے۔ دوسری روایت جب آپ پچیس سال کے ہوئے تو حضرت خدیجہ بنت خویلد زوجہ قریش میں ایک لدا ربی بی تھیں اور تاجرون کو اپنا مال کٹر مضاربت پر دیتی رہا کرتی تھیں آپ کے صدق و امانت و حسن معاملہ و اخلاق کی خبر سنا کر آپ سے دزخوت کی کہ میرا مال مضاربت پر شام کی طرف لیجائیے اور میرا غلام میرہ آپ کے ساتھ جاویگا آپ نے قبول فرمایا بیان تک کہ آپ شام میں پہونچے اور کسی موقع پر آپ ایک درخت کے نیچے اترے وہاں ایک راہب کا صومعہ تھا اُس راہب نے آپ کو دیکھا اور میرہ سے پوچھا یہ کون شخص ہیں میرہ نے کہا کہ قریش اہل حرم میں سے ایک شخص ہیں راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے بجز نبی کے کوئی کبھی نہیں اُتر آتا آپ شام سے خوب نفع لے کر واپس ہوئے۔ اور میرہ نے دیکھا کہ جب دُھوپ تیز ہوتی تھی تو دو فرشتے آپ پر سایہ کرتے تھے جب آپ مکتے پہونچے تو حضرت خدیجہ کو اُنکا مال سپرد کیا تو دیکھا کہ اُنکا گنا یا اُسکے قریب نفع ہوا (یہ تو آپ کے صدق و امانت کی بیش دلیل تھی) اور میرہ نے اُن سے

اُس راہب کا قول اور فرشتوں کے سایہ کرنے کا قلعہ بیان کیا حضرت خدیجہؓ نے وقت
 بن نوفل سے جو کہ اُنکے چچا زاد بھائی اور عیسائی مذہب کے بڑے عالم تھے ذکر کیا ورنہ نے
 کہا کہ اسے خدیجہؓ اگر یہ بات صحیح ہے تو محمدؐ اس امت کے نبی ہیں اور مجکو (کتب ماویہ)
 معلوم ہے کہ اس امت میں ایک نبی ہونے والا ہے اور اُسکا یہی زمانہ ہے حضرت خدیجہؓ
 بڑی عاقل تھیں سب سے بڑا آپؐ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں آپؐ کی قرابت اور اشرف القوم
 اور امین اور خوشخوا اور صادق القول ہونے کے سبب آپؐ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں
 آپؐ اپنے اعمام سے ذکر کیا اور اُن کے اہتمام سے نکاح ہو گیا۔ کذا فی سیرۃ ابن
 ہشام۔ اُس راہب کا نام منطور تھا۔ کذا فی تواریخ حبیب آلہ۔ تیسری روایت جب
 آپؐ پینتیس سال کے ہوئے قریش نے خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا جب حجر وود
 کے موقع تک تعمیر ہو چکی تو ہر قبیلہ اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو اُسکی جگہ پر
 میں رکھوں قریب تھا کہ انہیں ہتیار چلے آؤ اہل لر اے نے پیشورہ دیا کہ مسجد حرام کے
 دروازے سے جو سب میں پہلے آوے اُسکے فیصلے پر سب عمل کرو سو سب سے اوّل حضورؐ
 صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سب بیکھ کر کہنے لگے کہ یہ محمدؐ ہیں امین ہیں اور قریش
 آپؐ کو نبوت سے پہلے امین کے لقب سے یاد کرتے تھے اور آپؐ کی خدمت میں یہ معاملہ
 پیش کیا آپؐ نے فرمایا ایک بڑا کپڑا لاؤ چنانچہ لایا گیا آپؐ نے حجر اسود اپنے دست مبارک سے
 اُس کپڑے میں رکھا اور فرمایا کہ ہر قبیلے کا آدمی اس چادر کا ایک ایک پتہ تمام لے
 اور خانہ کعبہ تک لاؤں جب ہر قبیلہ آپؐ نے خود اُسکو اٹھا کر اُسکے موقع پر رکھا
 کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ اس فیصلے سے سب راضی ہو گئے اٹھانے کا شرف تو سب کے
 حاصل ہو گیا اور چونکہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ سب آدمی مجکو اُسکے موقع پر رکھنے کے لیے

منع کر دیا کہ ان لوگوں کے پاس کوئی چیز نہ بھیجیں اور ایک کاغذ اس قطع علاقہ کے عہد کا لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا۔ تین سال تک آپ اور بنی ہاشم و بنی مطلب اس شعب میں نہایت تکلیف میں رہے آخر کار آپ کو بوجی آئی اس بات سے اطلاع ہوئی کہ کبڑے نے اُس عہد نامہ کے کاغذ کو بالکل کھالیا۔ بجز اللہ کے نام کے کہ اُس میں کہیں تھا ایک حرف نہیں چھوڑا آپ نے یہ حال ابوطالب سے کہا۔ اُنھوں نے شعب سے شکریہ بات قریش سے بیان کی اور کہا کہ اُس کاغذ کو دیکھو اگر محمد کا بیان غلط نکلے تو ہم اُنھیں تمھارے حوالے کر دینگے اور اگر صحیح نکلے تو اتنا تو ہو کہ تم اس قطع رحم اور عہد بد سے باز آؤ۔ قریش نے کبجے پر سے اُتار کر اُس کاغذ کو دیکھا فی الواقع ایسا ہی تھا تب قریش اُس ظلم سے باز آئے اور عہد نامہ کو چاک کر دالا ابوطالب آپ کو اور بنی ہاشم و بنی مطلب کو لیکر شعب سے نکل آئے اور آپ بدستور دعوت الی اللہ میں مشغول ہوئے کذا فی تواریخ حبيب الہ وغیرہ اور یہ عہد نامہ بخط منصور بن عکرمہ بن ہشام لکھا گیا تھا اور غزہ محرم سنہ سات نبوت کو لٹکایا گیا تھا اُس کا ہاتھ خشک ہو گیا اور نبوت سے سال دہم میں شعب سے باہر آئے تھے اور اسی سال میں حصار شعب سے نکلنے کے آٹھ ماہ بعد ابوطالب کا انتقال ہو گیا اور اُن کے تین دن بعد

عہد مناف کے جاری ہوئے تھے۔ ہاشم۔ مطلب۔ عبد شمس۔ نوفل۔ خابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاشم کی اولاد میں ہیں اور مطلب کی اولاد میں بنی مطلب میں۔ عبد شمس کی اولاد میں بنی امیہ ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بنی امیہ میں ہیں۔ اور نوفل کی اولاد میں حضرت جبریل رضی اللہ عنہ بنی مطلب میں۔ بنی مطلب حالت کفر میں بھی مثل بنی ہاشم کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اسی سبب سے خابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حصہ ذوی القربیٰ کی تقسیم فرمایا بنی مطلب کو بھی دیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس مابین عرض کیا اور کہا کہ بنی ہاشم کی ترجیح ہمیں انھار نہیں اس لیے کہ خدے تعالیٰ نے آپ کو ان میں پیدا کیا ہے مگر بنی مطلب اور ہم آپ کے ایک سی قرابت رکھتے ہیں اُن کی ترجیح کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بنی مطلب اور بنی ہاشم مثل ذات واحد کے ہیں یعنی ہمیشہ باہم رہتے ہیں۔ ترجیح کی وجہ ہے ۱۲ منہ

حضرت خدیجہؓ کی وفات ہو گئی کذا فی الشہادۃ بعد وفات حضرت خدیجہؓ کے آپ کے دو نکاح قرار پائے ایک حضرت عائشہؓ سے کہ اُس وقت چھ سال کی تھیں مکہ میں اُن کا نکاح ہوا اور مدینہ آکر نو برس کی عمر میں نہایت ہو کر آئین اور دوسرا نکاح حضرت سودہ بنت زمعہ سے کہ یہ وہ تھیں مکہ میں نکاح ہوا اور آپ کے ساتھ مدینہ میں آئین اور ہمیشہ ازواج میں رہیں۔ کذا فی تاریخ حبیب آلہ۔ اس سال دہم میں آپ طائف بنی ثقیف کی طرف تشریف لے گئے اور یہ جانا دعوتِ اسلام کے لیے اور نیز اس لیے تھا کہ اُن سے کچھ مدد لین (کیونکہ بعد وفات ابوطالب کے کوئی باوجاہت آدمی آپ کا حامی نہ تھا) لیکن وہاں کے سرداروں نے آپ کی کچھ مدد نہ کی بلکہ غلے لوگوں کو ہکا کر آپ کو بہت تکلیف پہونچائی آپ وہاں سے مول ہو کر مکہ کو واپس آئے جب آپ بطنِ نخلہ میں کہ ایک دن کی راہ پر مکے سے پہونچنے رات کو وہاں رہ گئے آپ قرآن مجید نماز میں پڑھ رہے تھے کہ سات یا نو جن نبیوں نے کہ ایک قریہ ہے بھل میں وہاں پہونچے اور کلام اللہ سُنکر ٹھہر گئے جب آپ نماز پڑھ چکے وہ ظاہر ہوئے اُنھیں سلام کی طرف دعوت کی وہ سبے توقف مسلمان ہو گئے اور اُنھوں نے اپنی قوم کو جا کر اسلام کی دعوت دی سورہ احقاف آیت وَاِذَا صَفَوْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجَنِّ مِّنْ اٰسٰی قَعۡسٍ کٰی طَرَفِ اشارہ ہے پھر آپ مکے تشریف لائے اور بدستور ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے اور آپ عکاظہ و مجنہ و ذی المجازین کہ اسواقِ عرب تھے جاتے اور دعوت کرتے مگر کوئی قبیلہ متوجہ نہ ہوتا یا یہاں تک کہ سن گیارہ نبوت میں آپ ہوسیم حج میں اسلام کی طرف دعوت فرما رہے تھے کہ کچھ لوگ انصار کے آپ کو ملے آپ نے اُن کو دعوتِ اسلام کی کہی اُنھوں نے یہود مدینہ سے سُنا تھا کہ ایک غنیمتِ عنقریب پیدا ہوں گے اور وہ انصار سے مغلوب ہتے تھے اور کہتے تھے کہ جب وہ پیغمبر پیدا ہوں گے ہم اُنکے ساتھ ہو کر تم کو

قتل کریں گے انصار نے آپ کی دعوت سُنا کر کہا کہ یہ وہی پیغمبر معلوم ہوتے ہیں جن کا ذکر یہود کرتے ہیں لیکن ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے پہلے اُن سے اُطین اور حبیہ آدمی نہیں مشرف باسلام ہوئے اور اقرار کیا کہ سال آئندہ میں ہم بھر آؤں گے مدینے میں جا کر انھوں نے آپ کا ذکر کیا اور ہر گھر میں آپ کا ذکر ہو چکا اگلے سال کہ نبوت سے باہوان سال تھا بارہ آدمی نے آپ سے اگر طاقات کی پانچ پہلون میں کے اور سات اور اور انھوں نے احکام اسلام اور اطاعت پر بیعت کی اسکا نام بیعت عقبہ اولیٰ ہے آپ حسبِ خواست اُنکی مصعب بن عمیر کو واسطے تعلیم قرآن مجید اور شرائع اسلام کے مدینے کو بھیجا مصعب نے تعلیم قرآن و شرائع اور دعوت اسلام کی اور اکثر آدمی انصار میں کے مسلمان ہو گئے تھوڑے دن میں سے باقی رہے پھر اگلے سال کہ نبوت سے تیرھواں سال تھا شتر آدمی شرفاء انصار میں سے آئے اور مشرف باسلام ہوئے اور عہد و پیمان آپ کے ساتھ کیا کہ آپ جو مدینے کو تشریف لے جائیں گے ہم خدمت گذاری میں کوتاہی نہ کریں گے اور جو کوئی دشمن آپ کا مدینے پر چڑھا دیکھام اُس سے لڑیں گے اور جان نثاری میں قصور نہ کریں گے اسکا نام بیعت عقبہ ثانیہ ہے عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہیں ایک گھاٹی پر یہ دونوں بیعتیں ہوئی تھیں کذا فی تاریخ حبیب کہ وسیرۃ ابن ہشام

من الروض

اَقْدَأُ وَأُنْزِلَتْ لَآيَاتُ وَالسَّوَارِ
برہمے اور آیات اور سورتن نازل ہونے لگیں
لَمَّا دَعَا عِزُّ مَرْقُومٍ بَعْدَ هَازِمٍ
بہت سی جماعتیں وڑیں اور اُن کے بعد ورجاعتیں وڑیں
وَلَدَبْنِي أَحْسَدًا وَالْحَقُّ هُمْ كَبَرُؤُا
اور جس سے کمند ب کی اور حق سے تمکبر کیا
وَرَقَرُؤُا فَاقْتَالُ الْعَدُوَّ هَذَا
جو انھوں نے آپ پر گالی تھیں اور اُن کو اختراع کیا تھا

وَعِنْدَ مَا جَاءَ جَبْرِيلُ وَقَالَ لَهُ
اور جب جبریل علیہ السلام آئے آپ سے فرمایا کہ
دَعَا لِي إِلَهُ الْعَرَبِ فَأَبْتَدَتْ
آپ نے عرب کے دین کی طرف دعوت فرمائی تو کچھ عوج
وَقَاوَيْنِي رِقْمًا مَا خَالَفُوْا سَفْهُا
اور آپ مستعد ہوئے کہ ایسی قوم کو لڑاؤں جنہوں نے حق سے مخالفت
قَبَّرَ اللَّهُ وَمَتَّاعًا مَمُؤَةً بِهِ
سوائے اللہ تعالیٰ کے آپ کو اُن تمموتوں سے بری کیا

وَقَامَةَ اللَّهِ آغْنَتْ عَنْ مُضَاعَفَةٍ	مِنْ الدُّرُوجِ فَمَا إِلَّا رَمَاحٌ وَالْمُنَادُ
حایت خداوندی نے زربہوں کے اور بے شمار سے پہننے کی	ضرورت نہ رکھی سو نہ رہے اور تلواریں کیا حیرت میں
يَا رِبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَدَائِمًا اَبَدًا	عَلَى حَبِيبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعَصَا

فصل بارہویں واقعہ معراج شریف میں (اور اس فصل کو بوجہ جہتم بالشان ہونے کے لقب تنویر السراج فی لیلۃ المعراج کرتا ہوں)

تنبیہ کمالات نبویہ عظیمۃ الشان کے ایک یہ واقعہ ہے جو مکے میں بقول ہری شریف نبوت کے بعد ہوا (کذا قالہ النووی) جس کے راوی اتنے صحابی ہیں حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت ابن مسعودؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت ابی بن کعبؓ حضرت ابو ہریرہؓ حضرت انسؓ حضرت جابرؓ حضرت بریدہؓ حضرت سمیرہ بن جندبؓ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ حضرت شداد بن اوسؓ حضرت صہیبؓ حضرت مالک بن صعصعہؓ حضرت ابی امامہؓ حضرت ابو ایوبؓ حضرت ابو جہرؓ حضرت ابو ذرؓ حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت ابوسفیان بن حربؓ مردوں میں سے اور حضرت عائشہؓ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ حضرت ام ہانیؓ حضرت ام سلمہؓ عورتوں میں سے اور ان کے سوا اور بھی۔ اب بعض واقعات لکھتا ہوں۔ واقعہ اول آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں حطیم میں لیٹا تھا (رواہ البخاری) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ شعب ابی طالب میں تھے (رواہ الواقدی)

عہ فصل کی وایتین ہوا ہے ہیں اور جو دوسری کتاب کی ہری ہاں لکھے نام کے ساتھ لفظ کذا بڑھا دیا اور اگر اس فصل کو کبھی جدا کرنا چاہیے تو یہ حاشیہ اس لفظ فصل پر لکھا جائے جو اس کی تفسیر میں ہے کہ یہ حاشیہ حاشیہ آخر میں معلوم ہو گا ۱۴ منہ عہ اس تفسیر مستقل میں یہ صحت بھی ہو گی لگا اس کو لکھا گیا ہے چاہا یا نہ تو نام نہ سوچا جائے البتہ اس صورت میں کے اول میں بطور تفسیر کی عبارت بڑھا دینا مستحسن ہو گا۔ بعد از صلوة یہ ایک فصل ہے نشر الطیب کی واقعہ معراج شریف میں جب کہ لقب تنویر السراج فی لیلۃ المعراج رکھا تھا جس کو متعلقاً لا شائع کیا گیا تھا یہاں شد التوفیق مغالہ کالات نبویہ تم منہ مگر چونکہ مشہور بارہواں سنہ تھا اس لیے فیصل ترتیب میں فصل سابق کے مضمون سے متوخر کی گئی ۱۳ منہ

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ام ہانی بنے گھر تھے (رواہ الطبرانی) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ اپنے گھر میں تھے اور چھت کھولی گئی (رواہ البخاری) و جمع ان روایات میں یہ ہے کہ ام ہانی بنے گھر کو جو کہ شعب ابی طالب کے پاس تھا آپ نے جو بھگوت کے اپنا گھر فرما دیا وہاں سے آپ کو مسجد میں جلیٹ من لے گئے اور بنو زوم کا اثر باقی تھا کہ وہاں پہنچ کر بھی لیٹ گئے و اور چھت کھولنے میں حکمت یہ تھی کہ آپ کو ابتداء امر ہی سے معلوم ہو جا کہ میرے ساتھ کوئی معاملہ خارجی عادت ہونے والا ہے۔ واقعہ دوم کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ مسجد حرام میں سوتے تھے کہ آپ کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور ایک روایت میں ہے کہ تین شخص لے ایک نے کہا کہ وہ (یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) ان (حاضرین) میں سے کون سے ہیں دوسرا بولا وہ جو سب اچھے ہیں تیسرا بولا تو پھر جو سب اچھے ہیں اسی کو لے لو آئندہ شب کو پھر وہی تینوں آئے اور کچھ بولے نہیں اور آپ کو اٹھالے گئے (رواہ البخاری) و یہ حالت کہ کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے ابتداء میں تھی اور اسی کو سونا کھدیا پھر آپ جاگ اٹھے اور تمام واقعہ میں سیدار رہے۔ اور بعض روایت میں جو معراج کے اخیر میں آیا ہے کہ پھر میں جاگ اٹھا مراد یہ ہے کہ اس حالت سے اتفاق ہو گیا اور بعض نے اس زیادت کو غیر محفوظ کہا ہے۔ اور یہ جو کہا گیا کہ ان حاضرین میں سے کون سے ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ قریش خانہ کعبہ کے آس پاس سویا کرتے تھے (رواہ الطبرانی) اور طبرانی ہی میں ہے کہ اوّل جبریل میکائیل آئے اور یہ گفتگو کر کے چلے گئے پھر تین آئے اور مسلم میں ارشاد نبوی ہے کہ میں نے ایک کمنے والے کو سنا کہ کہتا ہے کہ ان تین میں ایک شخص ہیں جو دو شخص کے بیچ میں ہیں اور وہ اب میں ہے کہ مراد ان دو شخصوں سے حضرت حمزہ و حضرت جعفر ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

ان دونوں کے درمیان سورہ ہے تھے۔ واقعہ شوم اول آپ کا سینہ اوپر سے اسفل
 بطن تک چاک کیا گیا اور آپ کا قلب نکالا گیا اور ایک زہریں طشت میں زہرم شریف کا پانی
 تھا اُس سے آپ کا قلب دھویا گیا پھر ایک طشت آیا جس میں ایمان اور حکمت تھا وہ قلب میں
 بھر دیا گیا اور اُس کے اصلی مقام پر اُسکو رکھ کر درست کر دیا گیا (کذا رواہ مسلم عن رواہ ابن ابی
 و مالک بن معصۃ) ف ملائکہ کا زہرم شریف آپ کے قلب کو دھونا حالانکہ کوثر سے بھی
 پانی اُسکا تھا بعض علما کے نزدیک اسکی دلیل ہے کہ آپ زہرم اُس سے افضل ہے
 (قالہ شیخ الاسلام البلقینی) اور سونے کے طشت کا استعمال باوجود اُس کے ممنوع ہونے کے
 کئی توجیہ کو محتمل ہے اول یہ کہ تحریم ذہب مدینے میں ہوئی تو اُسوقت تحریم نہ تھی
 (فتح الباری) دوسرے یہ کہ معراج از قبیل امور آخرت تھی اور آخرت میں استعمال سونے کا
 جائز ہوگا۔ تیسرے یہ کہ آپ نے استعمال نہیں کیا اور ملائکہ اس حکم کے مکلف نہیں (عن ابی
 حمزہ) اور ایمان و حکمت کا طشت میں ہونا اُس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی ایسی چیز جو اہر غیبیہ
 تھی جس سے ایمان اور حکمت میں ترقی ہو جیسے دنیا کے بعض جو اہر تلبیس و استعمال قلب و
 دماغ میں قوت اور فرحت بڑھاتا ہے چونکہ وہ سببِ عقا حکمت و ایمان کا واسیلہ اُسکا ہی
 نام رکھ دیا گیا (کذا قالہ النووی) واقعہ چہارم بھر آپ کے پاس ایک دابہ سفید رنگ حاضر
 کیا گیا جو جُزاق کہلاتا ہے جو دراز گوش سے ذرا اونچا اور خچر سے ذرا نیچا تھا جو اسقدر برقی تھا
 کہ اپنی منتہائے نظر پر قدم رکھتا ہے (کذا رواہ مسلم) اور اُس پر زین و لگام رکھا ہوا تھا۔
 جب آپ سوار ہونے لگے تو وہ شوخی کرنے لگا حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ تجھ کو کیا ہوا
 آپ زیادہ مکرم عند اللہ کوئی شخص تجھ پر سوار نہیں ہو اُس وہ عرق عرق ہو گیا (رواہ
 الترمذی) اور آپ اُس پر سوار ہوئے اور جبریل علیہ السلام نے آپ کی رکاب پکڑی اور

اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔ پھر ایک قوم پر گذر ہوا جن کے سر سے بھوڑے جاتے ہیں اور جب وہ کچلے جا چکتے ہیں تو پھر حالت سابقہ پر ہوجاتے ہیں اور اسکا سلسلہ ذرا بند نہیں ہوتا آپ نے پوچھا اے جبرئیل یہ کیا ہے انھوں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز سے سرگرمی کرتے ہیں۔ پھر ایک قوم پر آپ کا گذر ہوا کہ انکی شرم گاہ پر آگے اور پیچھے چھوڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ ہواشی کی طرح چر رہے تھے اور زقوم اور ہم کے پتھر کھا رہے تھے آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتے اور ان پر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہیں کیا اور آپ کا رسل اپنے بند و نبی ظلم کرنے والا نہیں۔ پھر آپ کا گذر ایک قوم پر ہوا جن کے سامنے ایک ہنڈیا میں کچا ہوا گوشت رکھا ہے اور ایک ہنڈیا میں کچا ٹٹرا ہوا گوشت رکھا ہے وہ لوگ اس سڑے ہوئے کچے گوشت کو کھا رہے ہیں اور بچکا ہوا گوشت نہیں کھاتے آپ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی امت ہیں سے وہ مرد ہے جسکے پاس حلال طیب بی بی ہو اور پھر وہ ناپاک عورت کے پاس آوے اور شب بیاں تک کہ صبح ہو جاوے اسی طرح وہ عورت بھی جو اپنے حلال طیب شوہر کے پاس سے اٹھ کر کسی ناپاک مرد کے پاس آوے اور رات کو اُسکے پاس رہے بیاں تک کہ صبح ہو جاوے۔ پھر ایک شخص پر گذر ہوا جس نے ایک بڑا گٹھا لکڑیوں کا جمع کر رکھا ہے کہ وہ اُسکو اٹھا نہیں سکتا اور وہ اس میں اور لالا کر رکھتا ہے آپ نے پوچھا یہ کیا ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی امت ہیں ایسا شخص ہے جسکے ذمے لوگوں کے بہت سے حقوق و امانت ہیں جسکے ادا پر قادیانیں اور وہ اور زیادہ لدا چلا جاتا ہے۔ پھر آپ کا ایسی قوم پر گذر ہوا جنکی زبانیں اور ہونٹ آہنی مقرر ہوں سے کاٹے جا رہے ہیں اور جب وہ کٹ چکتے ہیں تو پھر حالت سابقہ پر

ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ بدنین ہوتا آپ نے پوچھایہ کیا ہے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ گمراہی
 میں ڈالنے والے واعظ ہیں۔ پھر آپ کا گدرا ایک چھوٹے پتھر پر ہوا تین سے ایک ٹپٹہ اہل
 بیلا ہوتا ہے پھر وہ بل اس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہے لیکن نہیں جاسکتا آپ نے پوچھایہ کیا ہے
 جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ اُس شخص کا حال ہے جو ایک بُری بات مُنہ سے نکالے پھر تمام
 ہو مگر اُسکو واپس کرنے پر قادر نہیں۔ پھر ایک وادی پر گزر ہوا اور وہاں ایک پائیز
 خشک ہوا اور خشک کی خوشبو آئی اور ایک دازئی آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے جبریل علیہ السلام
 نے کہا کہ یہ جنت کی آواز ہے کہ کہتی ہے کہ اے رب جو مجھ سے وعدہ کیا ہے مجھ کو دیجیے کیونکہ
 میرے بالا خانے اور برق اور حریر اور سندس اور عبقری اور موتی اور ہونے اور چاندی اور
 سونا اور گلاس اور شریان اور دستے دار کوزے اور مرکب و شہد اور پانی اور دودھ
 اور شراب بہت کثرت کو پہنچ گئے تو اب میرے وعدے کی چیز (یعنی سگان جنت) مجھ کو
 دیجیے کہ وہ ان نعمتوں کو استعمال کریں) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لیے تجویز
 کیا گیا ہے ہر سلم اور سلمہ اور مومن اور مومنہ اور جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لاوے
 اور میرے ساتھ شرک نہ کرے اور میرے سوا کسی کو شریک نہ ٹھہراوے اور جو مجھ سے ڈرے گا
 وہ مومن رہے گا اور جو مجھ سے مانگے گا میں اُسکو دوں گا اور جو مجھ کو فرض دیگا میں اُس کو
 جزا دوں گا اور جو مجھ پر توکل کرے گا میں اُسکو کفایت کروں گا میں اللہ ہوں میرے سوا
 کوئی معبود نہیں میں وعدہ خلافی نہیں کرتا بیشک مومنوں کو فلاح حاصل ہوئی اور
 اللہ تعالیٰ جو احسن النامیق ہے بابرکت ہے جنت نے کہا کہ میں راضی ہو گئی۔ پھر ایک وادی
 گزر ہوا اور ایک حشتناک آواز سُنی اور بدبو محسوس ہوئی آپ نے پوچھایہ کیا ہے جبریل
 علیہ السلام نے کہا کہ یہ جہنم کی آواز ہے کہ کہتی ہے کہ اے رب مجھ سے جو وعدہ کیا ہے (یعنی

دو زخیون سے بھرنے کا مجھ کو عطا فرمایا کیونکہ میری زنجیریں او طوق اور شعلے اور گرم پانی اور سپیل و رذاب بہت کثرت کو پہنچ گئے اور میرا قعر بہت دراز اور گرمی بہت تیز ہو گئی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لیے تجوز کیا گیا ہے ہر شرک و مشرک اور کافر اور کافرہ اور ہر متکبر معاذ جو یوم حساب پر یقین نہیں رکھتا۔ دوزخ نے کہا کہ میں راضی ہو گئی۔ اور ابوسعیدؓ کی روایت میں یہی ہے کہ آپؐ نے فرمایا مجھ کو دہنی طرف سے ایک پکارنے والے نے پکارا کہ میری طرف نظر کیجئے میں آپؐ کے کچھ دریافت کرتا ہوں میں نے اُسکی بات کا جواب نہیں دیا پھر ایک اور نے مجھ کو بائیں طرف سے اسی طرح پکارا میں نے اُس کو بھی جواب نہیں دیا اور اُس میں یہ بھی ہے کہ ایک عورت نظر پڑی جو اپنے ہاتھوں کو کھولے ہوئے ہے اور اُس پر ہر قسم کی آرائش ہے جو خدا ہی تعالیٰ نے بنائی ہے اُس نے بھی کہا اے محمدؐ میری طرف نظر کیجئے میں آپؐ کے کچھ دریافت کروں گی میں نے اُسکی طرف التفات نہیں کیا۔ اور اُسی حدیث میں ہے کہ جب ربیل علیہ السلام نے آپؐ کے کہا کہ پہلا پکارنے والا یہود کا داعی تھا اگر آپؐ اُس کو جواب دیتے تو آپؐ کی امت یہودی ہو جاتی اور دوسرا پکارنے والا نصاریٰ کا داعی تھا اگر آپؐ اُس کو جواب دیتے تو آپؐ کی امت نصرانی ہو جاتی اور وہ عورت دنیا تھی (یعنی اُس کے پکارنے پر جواب دینے کا اثر یہ ہوتا کہ امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی جیسا اوپر آچکا ہے) اور ظاہر یہ واقعات قبل عروج الی السموات دیکھے گئے اور بعض واقعات میں

یعنی سُرخی واقعہ ششم کے شروع پر ۱۲ منہ ۵۵ چنانچہ دلائل ہیئت والی حدیث کے شروع میں یہ الفاظ وارد ہیں قال لما جبرئیل سہ یا براق فواللہ ما رکبک مثلاً فصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ہو بجوزۃ الخ جن سے متبادر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رکوب براق کے بعد متصل ہی ان واقعات کا انکشاف ہوا ۱۲ منہ

بعد عروج دیکھنے کی تصریح ہے چنانچہ اُسی حدیث بالا میں ہے کہ آپ آسمان و دنیا پر تشریف لے گئے اور وہاں آدم علیہ السلام کو دیکھا اور وہاں بہت سے فوان رکھے دیکھے کہ جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہے مگر اُس پر کوئی شخص نہیں اور دوسرے فوانوں پر بڑا ہوا گوشت رکھا ہے اور اُس پر بہت سے آدمی بیٹھے کھا رہے ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال کو چھوڑتے ہیں اور حرام کو کھاتے ہیں اور اُسی میں یہ بھی ہے کہ آپ کا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ کو ٹھریوں جیسے ہیں جب انہیں سے کوئی اُٹھا ہے فوراً گر پڑتا ہے جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ یہ سود کھانے والے ہیں اور آپ کا گزر ایسی قوم پر ہوا کہ اُنکے لب و لٹ کے سے ہیں وہ چنگا ریان نگلتی ہیں اور وہ اُنکے سفل سے نکل رہی ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتے تھے اور آپ کا گزر ایسی عورتوں پر ہوا کہ پستانوں سے (نیدھی ہوئی) لٹکے ہی تھیں اور وہ زنا کرنے والیاں تھیں۔ اور آپ کا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کے پہلو کا گوشت کاٹا جاتا تھا اور ان ہی کو کھلایا جاتا تھا اور وہ لوگ خلع و زعمیہ چین تھے وفاق عالم برزخ باعتبار مکان کے خواہ کہ میں ہو مگر انکشاف اُس کا مشروط نہیں صاحب کشف کے اُس مکان میں ہونے کے ساتھ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ احوال اُن صورتوں کے نظر آئے ہوں جو آدم علیہ السلام کے یسار میں تھیں جن کا ذکر واقعہ دہم میں آویگا۔ اور بعض مشوقانہ کی نسبت تصریح نہیں کہ قبل عروج مشاہدہ فرمایا یا بعد عروج جیسے حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آپ کو معراج کرائی گئی تو بعض ایسے انبیاء پر آپ کا گزر ہوا جن کے ساتھ بڑا مجمع تھا اور بعض ایسوں پر گزر ہوا جن کے ساتھ چھوٹا مجمع تھا اور بعض کے

مع تقاضا تریک انکا ذکر نہ بعد عروج کے تھا مگر واقعات کتاب سے یا قرآن مستحسن معلوم ہوا ۱۲۱ منہ

ساتھ کوئی بھی نہ تھا یہاں تک کہ آپ کا گزر ایک بہت بڑے مجمع پر ہوا میں نے
 پوچھا یہ کون صاحب ہیں کہا گیا کہ موسیٰ اور انکی قوم ہیں لیکن اپنا سرا و پڑھاؤ
 اور دیکھیے سود کھیتا کیا ہوں کہ اتنا عظیم الشان مجمع ہے کہ سب آفاق کو
 گھیر رکھا ہے اور کہا گیا کہ یہ آپ کی اُمت ہے اور انکے علاوہ آپکی اُمت
 میں سے شہر ہزار اور ہیں جو جنت میں بے حساب داخل ہوں گے۔ اور آپ
 ارشاد فرمایا کہ یہ وہ ہیں جو داغ نہیں لگاتے اور جھاڑ پھونک نہیں کرتے
 اور شگون نہیں لیتے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں (کذا رواہ الترمذی)
 واقعہ ہفتم۔ جب آپ بیت المقدس پہنچے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سلم کی تروت
 ہے کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے بُراق کو اُس حلقہ سے باندھ دیا جس سے
 انبیاء علیہم السلام (اپنے مراد کو) باندھتے تھے۔ اور بزار نے بریدہ سے
 روایت کیا کہ جبرئیل علیہ السلام نے پتھر میں جو کہ بیت المقدس میں ہو اُنکلی سے
 سوراخ کر کے اُس سے بُراق کو باندھ دیا وہ دونوں روایتیں اس طرح جمع
 ہو سکتی ہیں کہ وہ حلقہ تو قدیم الزمان سے ہو لیکن کسی وجہ سے بند ہو گیا ہو
 جبرئیل علیہ السلام نے اُنکلی سے کھول دیا ہو اور دونوں حضرات باندھنے میں
 شریک ہوں۔ اور اس پر یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ باندھنے کی ضرورت کیا تھی
 کہ وہ تو مسخر کر کے بھیجا گیا تھا ممکن ہے کہ اس عالم میں آنے سے اُس میں کچھ آثار
 بیان کے پیدا ہو گئے ہوں اگر بھاگنے کا بھی اندیشہ نہ ہوتا ہم اُسکی ضخمی وغیرہ
 سے آپ کے قلب کے پریشان ہونے کا احتمال ہو اور حکمتوں کا احاطہ کون کر سکتا
 ہے۔ واقعہ ہشتم تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ جب آپ بیت المقدس پہنچے اور اُس مقام پر پہنچے جس کا نام باب محمد ہے
 تو بُراق کو باندھ کر دو لون صاحب فنا مسجد میں پہنچے تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا
 کہ اے محمد کیا آپ اپنے رب سے درخواست کی تھی کہ آپ کو جو عین دکھلائے آپ نے
 فرمایا ہاں جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ ان عورتوں کے پاس جائے اور ان کو
 سلام کیجیے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اُن کو سلام کیا تو اُنھوں نے میرے سلام کا
 جواب دیا میں نے پوچھا تم کس کے لیے ہو اُنھوں نے کہا کہ ہم نیک ہیں حسین ہیں
 اور ایسے مرد و عورت ہیں جو پاک ہیں صاف ہیں اور میلے نہیں گئے اور ہمیشہ ہینگے
 کبھی حنبت سے جدا نہ ہوں گے اور ہمیشہ زندہ رہیں گے اور کبھی نہ مرینگے سو ہاتھ
 ہٹ کر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ بہت سے آدمی جمع ہو گئے پھر ایک مؤذن نے
 اذان کی اور تکبیر کی گئی ہم سب صفت باندھ کر منتظر کھڑے تھے کہ کون امام بنے
 سو میرا ہاتھ جبرئیل علیہ السلام نے پکڑ کر آگے کھڑا کر دیا میں نے سب کو نماز پڑھائی
 جب میں فارغ ہوا جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ آپ کو خبر ہے کن لوگوں نے
 آپ کے پیچھے نماز پڑھی میں نے کہا نہیں اُنھوں نے کہا کہ جتنے نبی مبعوث ہوئے
 سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور یہی نبی نے ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اور جبرئیل بیت المقدس (کی مسجد) میں داخل ہوئے
 اور دو لون نے دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ابن مسعود کی روایت میں آنا اور زیادہ ہے
 کہ میں مسجد میں گیا تو انبیاء علیہم السلام کو میں نے پہچانا کوئی صاحب کھڑے ہیں کوئی رکوع
 میں ہیں کوئی سجدہ میں پھر ایک اذان کہنے والے نے اذان کی اور ہم صفوں دست
 کر کے اس انتظار میں کھڑے ہو گئے کہ کون امامت کرتے ہیں سو جبرئیل علیہ السلام نے

میرا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا اور میں نے سب کو نماز پڑھائی اور ابن مسعودؓ سے مسلم نے روایت کیا ہے کہ نماز کا وقت آگیا اور میں انکا امام بنا اور ابن عباسؓ سے یہ ہے کہ جب آپ مسجد اقصیٰ میں پہنچے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو تمام انبیاء آپ کے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔ اور یحییٰ بن ابوشعبہؓ سے اس طرح روایت ہے کہ آپ نے داخل ہو کر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی (یعنی اس جماعت کے آپ امام ہوئے) جب نماز پوری ہو گئی تو ملائکہ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ تمہارے ہمراہ کون ہیں انہوں نے کہا کہ یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں ملائکہ نے کہا کہ کیا انکے پاس پیام الہی (نبوت کے لیے یا آسمانوں پر بلانے کے لیے) بھیجا گیا جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرماوے کہ بہت اچھے بھائی اور بہت اچھے خلیفہ ہیں (یعنی ہمارے بھائی اور اللہ تعالیٰ کے خلیفہ) پھر روح انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور ان سبھوں نے اپنے رب پر شنائی سوا براہیم علیہ السلام نے اس طرح تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں جس نے مجھ کو خلیل بنایا اور مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھ کو مقتدا صاحب قنوت بنایا کہ میرا اقتدا کیا جاتا ہے اور مجھ کو آئین (مروئی) سے نجات دی اور اُس کو میرے حق میں خشک اور سلامتی کا ذریعہ بنا دیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے رب پر شناکر کے یہ تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں جس نے مجھ سے کلام (خاص) فرمایا اور مجھ کو برگزیدہ فرمایا اور مجھ پر توریت نازل فرمائی اور فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائی اور میری اُمت کو ایسی قوم بنایا کہ حق کے موافق وہ ہدایت کرتے ہیں

۱۔ کیونکہ جب آپ امام الانبیاء ہیں اور انبیاء ملائکہ سے افضل ہیں تو امام الملائکہ بدرجہ اولیٰ ہونگے ۱۲ منہ

اور اُسی کے موافق عدل کرتے ہیں پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کر کے یہ تقریر کی کہ جمیع محامد اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں جس نے مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھ کو زبور کا علم دیا اور میرے لیے لوہے کو نرم کیا اور میرے لیے پہاڑوں کو مسخر کیا کہ وہ میرے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور پرندوں کو بھی تسبیح کے لیے مسخر فرمایا اور مجھ کو حکمت اور صاف تقریر عنایت فرمائی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کے بعد یہ تقریر کی کہ جمیع محامد ثابت ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے میرے لیے ہوا کو مسخر فرمایا اور شیاطین کو بھی مسخر کیا کہ جو چیز میں چاہتا تھا وہ بناتے تھے جیسے عمارت عالی شان اور محسّم تصاویر (کہ اس وقت درست تھیں) اور مجھ کو پرندوں کی بولی کا علم دیا اور اپنے فضل سے مجھ کو ہر قسم کی چیز دی اور میرے لیے شیاطین اور انسان اور جن اور طیر کے لشکر و کوسخر کیا اور مجھ کو ایسی سلطنت بخشی کہ میرے بعد کسی کے لیے شایان نہ ہوگی اور میرے سے ایسی پاکیزہ سلطنت تجویز کی کہ اُس کے متعلق مجھ سے کچھ حساب ہی نہ ہوگا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب پر ثنا کر کے یہ تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں جس نے مجھ کو اپنا کلمہ بنایا اور مجھ کو مشابہ آدم (علیہ السلام) کے بنایا کہ اُن کو مٹی سے بنا کر کمدیا کہ تو (ذی روح) ہو جا اور وہ (ذی روح) ہو گیا اور مجھ کو لکھنا اور حکمت اور توراۃ و انجیل کا علم دیا اور مجھ کو ایسا بنایا کہ میں مٹی سے پرندہ کی شکل کا قالب بنا کر اُس میں پھونک کر دیتا تھا تو وہ خدای تعالیٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور مجھ کو ایسا بنایا کہ میں حکم خدا مادرزاد اندھے اور جذامی کو اچھا کر دیتا تھا اور مردوں کو زندہ کر دیتا تھا اور مجھ کو پاک کیا اور مجھ کو

اور میری والدہ کو شیطان جیم سے پناہ دی سو ہم پر شیطان کا کوئی قابو نہیں چلتا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کی ثنا کی اور فرمایا کہ تم نے اپنے رب کی ثنا کی اور میں بھی اپنے رب کی ثنا کرتا ہوں۔ جمیع محامد اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں جس نے مجھ کو رحمۃ للعالمین۔ اور تمام لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور مجھ پر فرقان یعنی قرآن مجید نازل کیا جس میں ہر دینی (ضروری) امر کا بیان ہے (خواہ صراحۃً خواہ اشارۃً) اور میری امت کو بہترین امت بنایا کہ لوگوں کو نفع (دین) کے لیے پیدا کی گئی ہے اور میری امت کو امت عادلہ بنایا اور میری امت کو ایسا بنایا کہ وہ اول بھی ہیں (یعنی تہمین) اور آخر بھی ہیں (یعنی زمانہ میں) اور میرے سینہ کو فروخ فرمایا اور میرا رجب سے ہلکا کیا اور میرے ذکر کو بلند فرمایا اور مجھ کو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا (یعنی نور میں اول و زکوٰۃ میں آخر) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (سب سے خطاب کر کے) فرمایا کہ بس ان کمالات کے سبب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سے فائق ہو گئے۔ پھر آپ کے عروج الی السموات کا ذکر کیا اور ایک وقت میں آپ نے بالخصوص تین پیغمبروں کا ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا اور ہر ایک کا حلیہ بیان فرمایا اور اُس میں یہ بھی ہر کہ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اے محمد یہ مالک دار و نہ دو تیر کے ہیں ان کو سلام کیجئے میں اُنکی طرف دیکھا تو انھوں نے پہلے مجھ کو سلام کیا (کذا رواہ مسلم) اور ابن عباس نے آپ سے روایت کیا ہر لیلۃ الاسر میں دجال کو بھی دیکھا اور خازنِ نار کو بھی دیکھا (کذا رواہ مسلم) ظاہر اس

اقرآن ذکر می سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال کو بھی بیت المقدس کے موقع پر دکھایا
یعنی اُسکی صورت مثالیہ کو کیونکہ وہاں اُسکا نہ ہونا ظاہر ہے۔ واقعہ نہم^{۱۲}
اور ایک روایت میں ہے کہ جب آپ فارغ ہو کر مسجد سے باہر تشریف لائے
جبرئیل علیہ السلام آپ کے سامنے ایک ظرف شراب کا اور ایک دودھ کا لائے
آپ فرماتے ہیں میں نے دودھ کو اختیار کیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا آپ نے
فطرت (یعنی طریق دین) کو اختیار فرمایا پھر آسمان کی طرف عروج کیا (کذا روایہ
مسلم) اور احمد کی حدیث میں بروایت ابن عباسؓ ایک ظرف دودھ کا ایک
شہد کا آیا ہے۔ اور بزار کی روایت میں تین ظرف آئے ہیں دودھ اور شراب
اور پانی اور شہادۃ بن اوس کی حدیث میں آپ کا ارشاد ہے کہ بعد نماز کے مجھ کو
پایس لگی اسوقت یہ برتن حاضر کیے گئے اور جبکہ میں نے دودھ کو اختیار کیا تو
ایک بزرگ نے جو میرے سامنے تھے جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ تھامے دست
نے فطرت کو اختیار کیا و براق کے باندھنے کے بعد جو واقعات
مذکور ہیں انہیں ترتیب سطح مفہوم ہوتی ہے۔ نمبر ۱۔ فار مسجد میں پہنچ کر حوروں سے
ملنا بات کرنا۔ ع۔ آپ کا اور جبرئیل علیہ السلام کا دودھ اور کعت پڑھنا غالباً
یہ تحیۃ المسجد ہے اسوقت غالباً بعض دوسرے انبیاء علیہم السلام پہلے سے جمع تھے
جن کو آپ نے مختلف حالتوں میں دکھایا کسی کو راکع کسی کو ساجد غالباً یہ سب تحیۃ المسجد
پڑھتے تھے اور انہیں سے بعض کو بچانا بھی اور معلوم ہوتا ہے کہ یہی حضرات تمام
اپنی نمازوں سے فارغ ہو کر اسی تحیۃ المسجد میں بھی آپ کے مقتدی ہو گئے ہوں گے
ع۔ پھر بقیہ انبیاء علیہم السلام کا جمع ہونا ع۔ پھر اذان و تکبیر ہونا اور جماعت

ہونا حسین آپ مام تھے اور تمام انبیاء علیہم السلام اور بعض ملائکہ آپ کے مقتدی تھے
 انہیں سے بعض کو آپ نہ پہچانتے تھے اسی واسطے جبریل علیہ السلام نے بتلایا کہ
 جمیع انبیاء معوثنین نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور اسکی تحقیق کہ یہ نماز کونسی تھی
 واقعہ لبست و سوم کے ذیل میں آوے گی اور اذان و اقامت یا تو ایسی ہی ہو
 گو عام حکم اُسکا مدینہ میں پہونچنے کے بعد ہوا اور یا اور طرح کی ہو طے پھر ملائکہ سے
 تعارف ہونا شاید خازن نار سے ملاقات بھی اسی ضمن میں ہوئی ہو حسین اُنھوں نے
 پوچھا کہ یہ کون ہیں اور نام سنکر فرشتوں کا پوچھنا کہ کیا انکے پاس پیام آہی بھیجا گیا
 دلیل اسکی ہے کہ ان فرشتوں کو آپ کے متعلق یہ علم تھا کہ آپ کے لیے ایسا ہو مولا ہے
 آگے آئیں دو احتمال ہیں یا تو ہنوز اعطاء نبوت ہی کا علم نہ ہوا ہو کیونکہ ملائکہ کے
 مشاغل مختلف ہیں دوسرے معاملات کا ہر وقت علم نہیں ہوتا اور یا نبوت کا علم
 پہلے سے ہوا اور مقصود پوچھنے سے یہ ہو کہ معراج کے لیے اُنکے پاس حکم پہونچ چکا
 اور اسی طرح آگے جو ستموات میں سوال ہوا ہے وہاں بھی یہی تقریر ہے پھر حضرات
 انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہونا آپ پھر سب حضرات کا خطبہ پڑھنا پھر بیاہونکا
 پیش ہونا جن کی روایات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چار تھے دودھ اور
 شہد اور خمر اور پانی کسی نے دو کے ذکر پر اکتفا کیا کسی نے تین کے ذکر پر یا یہ
 کہ تین ہوں ایک پیالے میں پانی ہو کہ شیرینی میں شہد حبلیا ہو کہ کبھی اُس کو شہد
 کہند یا ہو کبھی پانی اور ہر چند کہ شراب اسوقت حرام نہ تھی کیونکہ یہ مدینہ میں حرام
 ہوئی ہے مگر سامان نشاط ضرور ہے اسلئے مشابہ دنیا کے ہے شہد بھی اکثر تلوذ کے
 لیے پیا جاتا ہے غذا کے لیے نہیں تو یہ بھی امر زائد اشارہ لذات دنیا کی طرف

ہوا اور پانی بھی معین غذا ہے غذا انہیں جس طرح دنیا میں دین ہے مقصود نہیں اور دین
 خود غذا ہے روحانی مقصود ہے جیسا دودھ غذا ہے جسمانی مقصود ہے اور گوشت ان
 اور بھی ہیں مگر دودھ کو اور ون پر ترجیح ہے کہ یہ کھانے اور پینے دونوں کا کام
 دیتا ہے اور ایسے ہی ظروف کا بعد سردۃ المنستی کے پیش ہونا آیا ہے جیسا آگے
 آویگا تو یہ پیشی مکر ہوئی ہے (صرح بہ الحافظ عماد الدین ابن کثیر) شاید اس میں
 مصلحت تقویت تنبیہ و تاکید تھیں یہ ہوئے پھر آسمان کا سفر اور اس تقریر سے
 جس طرح ترتیب واقعات کی معلوم ہوئی اسی طرح روایات مذکورہ کے اشکالات
 از قبیل تعارض بھی رفع ہو گئے اور روایات جمع ہو گئیں ولعل عند غیری احسن
 ہذا۔ اور شاید بیان پر انبیاء اور ملائکہ کا جمع ہونا بطور استقبال نبوی کے ہو و شکر
 واقعہ دہم اسکے بعد آپ کا آسمانوں پر صعود ہوا بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے
 کہ براق پر تشریف لے گئے بخاری میں آپ کا ارشاد ہے کہ بعد قلب ہونے اور
 اُس میں ایمان و حکمت بھرنے کے مجھ کو براق پر سوار کیا گیا جس کا ایک قدم اُسکے
 منہمائے نگاہ پر پڑتا ہے اور مجھ کو جبرئیل لے چلے یہاں تک کہ آسمان دنیا تک
 پہنچے اس سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پر بھی براق ہی کی سواری پر
 تشریف لے گئے گو درمیان میں بیت المقدس میں بھی اترے۔ اور یہی میں ابو سعید
 کی روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پھر (یعنی بعد فراغ اعمال
 بیت المقدس کے میرے سامنے ایک زینہ لایا گیا جس پر بنی آدم کی ارواح (بعد
 موت کے) چڑھتی ہیں سو اُس زینہ سے زیادہ خوبصورت خلّاق کی نظر سے نہیں گذر
 تم نے (بعض) بیت کو آنکھیں بھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھتے ہوے دیکھا ہو گا سو وہ

اسنہ کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اور شرف مصطفیٰ میں ہے کہ یزید نے جنت الفردوس سے لایا گیا اور اُس کے داہنے بائیں ملائکہ اوپر تلے گھیرے ہوئے تھے اور کوئٹہ کی روایت میں ہے کہ آپ کے لیے ایک سینہ چاندی کا رکھا گیا اور ایک سونے کا بیان تک کہ آپ اور جبرئیلؑ اسپر چڑھے۔ اور ابن اسحق کی روایت میں آپ کا ارشاد ہے کہ جب میں بیت المقدس کے قصہ سے فارغ ہوا تو یہ زینہ لایا گیا اور میرے رفیق راہ (جبرئیلؑ) نے مجھ کو اسپر چڑھایا بیان تک کہ دروازہ آسمان تک پہنچنے پر براق اور زینہ کی روایات میں اس طرح جمع ممکن ہے کہ کچھ ایک پر سفر کیا ہو کچھ دوسرے پر حسب طرح مکرم مہمان کے روبرو کئی سواریاں حاضر کجاتی ہیں اُس کو اختیار ہوتا ہے خواہ تھوڑی تھوڑی مسافت سب پر قطع کرے۔ اور براق ہر خچہ کہ نہایت تیز رفتار ہو مگر اُس کی سرعت اور بطور ایک قبضہ میں ہوگا کیونکہ براق پر سوار ہونیکے بعد مختلف مواقع و مقامات پر نزول و مختلف مناظر پر فصل اطلاق و موقوفہ ہوا اعتدال فی السیر کا قرینہ ہے۔ واقعہ یازدہم حضرت جبرئیلؑ علیہ السلام کے بتاؤں آسمان دنیا تک پہنچے جبرئیلؑ علیہ السلام نے (آسمان کا) دروازہ کھلایا (ملائکہ) بواہین کی طرف سے پوچھا گیا کون ہے کس جبرئیلؑ ہوں پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں انھوں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں پوچھا گیا کہ کیا انکے پاس پیام الہی (نبوت کے لیے) یا آسمانوں پر بلانے کے لیے بھیجا گیا جبرئیلؑ علیہ السلام نے کہا ہاں (رواہ البخاری) اور بیہقی کی حدیث میں ابوسعیدؓ سے روایت ہو کہ آسمانوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر پہنچے اُس کا نام باب الحفظ ہے اسپر ایک فرشتہ مقرر ہے اُس کا نام اسماعیلؑ ہے اُس کی ماتحتی میں بارہ ہزار فرشتے ہیں اور شریکی

روایت میں حدیث بخاری میں یہ بھی ہے کہ اہل سموات کو خبر نہیں ہوتی کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا کیا کرنے کا ارادہ ہے جب تک کہ اُن کو کسی ذریعہ سے اطلاع نہ دے۔ اہ جیسے بیان جبرئیل علیہ السلام کی زبانی معلوم ہوا اس سے فرشتوں کے اس پوچھنے کی وجہ معلوم ہو گئی کہ کیا انکے پاس پیام الہی پہنچا ہے اور اس پوچھنے میں جو دو احتمال ذکر کیے گئے تفصیل اسکی واقعہ ہشتم میں مذکور ہوئی ہے اور وہاں خود پوچھنے کی وجہ عقلی بھی لکھی گئی ہے اس دلیل نقلی سے اُس توجیہ عقلی کی تائید ہو گئی۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ فرشتوں نے یہ سن کر کہا مر جا آپ بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھول دیا گیا آپ فرماتے ہیں کہ میں وہاں پہنچا تو حضرت آدم علیہ السلام موجود ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کے باپ آدم ہیں ان کو سلام کیجئے میں اُن کو سلام کیا اُنھوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا مر جا فرزند صالح اور نبی صالح کو اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان دنیا میں ایک شخص کو بٹھایا گیا جن کے داہنی طرف کچھ صورتیں نظر آتی ہیں اور کچھ صورتیں بائیں طرف ہیں جب وہ داہنی طرف دیکھتے ہیں ہنستے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں روتے ہیں میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں اُنھوں نے کہا آدم علیہ السلام ہیں اور یہ صورتیں داہنی اور بائیں انکی اولاد کی روحیں ہیں سوداہنی طرف والے صنتی ہیں اور بائیں طرف والے دوزخی ہیں اسلیے داہنی طرف دیکھ کر ہنستے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں (کذا فی مشکوٰۃ عن الشیخین) اور بزار کی حدیث میں ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ اُنکی داہنی طرف ایک دروازہ ہے کہ اُس میں سے خوشبودار ہوا آتی ہے اور بائیں طرف ایک دروازہ ہے کہ اُس میں سے بدبودار

ہوا آتی ہر جب انہی طرف دیکھتے ہیں خوش ہوتے ہیں۔ اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں
مغموم ہوتے ہیں۔ اور شریک کی روایت بالائین یہ بھی ہے کہ آپؐ سماء دنیا میں نیا اور
فراٹ کو دیکھا اور اُسی روایت میں یہ بھی ہے کہ اسی سماء دنیا میں ایک اور نہ بھی دیکھی کہ شہر موقی
اور زبرد کے محل جنہ ہیں اور وہ کوثر و قسطنطنیہ حضرت آدم علیہ السلام جمیع انبیاء میں اسکے قبل
بیت المقدس میں بھی مل چکے ہیں اور اس طرح وہ اپنی قبر میں بھی موجود ہیں اور اسی طرح بقیہ سموات
میں جو انبیاء علیہم السلام کو دیکھا سب جگہ یہی سوال ہوتا ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ
قبر میں تو اصلی جسد سے تشریف رکھتے ہیں اور دوسرے مقامات پر انکی روح کا
تمثل ہوا ہے یعنی غیر عنصری جسد سے جسکو صوفیہ جسم مثالی کہتے ہیں روح کا تعلق ہو گیا
اور اس جسد میں تعدد بھی اور ایک وقت میں روح کا سب کے ساتھ تعلق بھی ممکن ہے

لیکن انکے اختیار سے نہیں بلکہ محض بقدرت و مشیت حق۔ اور ظاہر یہ جسم مثالی جو
دونوں جگہ نظر آیا الگ الگ شکل رکھتا تھا اسی لیے باوجود لقاء بیت المقدس کے
آسمان میں نہیں پہچانا۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ آسمان پر مع الجسد ہیں انکو وہاں
دیکھنا مع الجسد ہو سکتا ہے لیکن ان کو جو بیت المقدس میں دیکھا جیسا واقعہ ہشتم میں
نذکر رہے وہ مع الجسد نہیں تھا بلکہ بالمثال ہے کہ تعلق روح کا جسد مثالی کے ساتھ
قبل الموت بھی بطور خرق عادت کے ممکن ہے اور اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ بیت المقدس میں
مع الجسد ہوں اور آسمان سے وہ آگے ہوں یا دونوں جگہ مع الجسد ہوں کہ اول
آسمان سے بیت المقدس آئے ہوں پھر بیان سے وہاں پہنچ گئے ہوں مگر خلاف
ظاہر ہے واقفہ اعلم اور آدم علیہ السلام کے واسطے بائیں جو صورتیں نظر آئیں وہ بھی
ارواح کی صورتیں مثالیہ تھیں اور بزرگی کی روایت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے

کہ یہ ارواح اسوقت آسمان پر موجود اور مستقر نہ تھیں بلکہ اپنے اپنے ٹھکانے پر تھیں اور اُس ٹھکانے اور مقام آدم علیہ السلام کے درمیان دروازہ تھا اُسے دروازہ سے اُن صورتوں کا عکس اس مقام پر پڑتا ہو گا یا وہ ہوا جو آتی تھی آخر وہ بھی جسم ہو اُس میں خاصیت الطباع والنعکاس کی ہوگی جیسے ہوا اشعا عوں سے متکلیف ہو کر قابل ویشکے ہو جاتی ہے کیونکہ اُس روایت میں دروازہ کا ہونا آیا ہے یہ ظاہر قرینہ ہے اس کا کہ وہ دروازہ واسطہ تھا یہاں تک اُن صورتوں کے اثر پہنچنے کا واللہ اعلم پس اسمیں یہ اشکال نہ رہا کہ نص قرآنی ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنہا لا تقبلہم ابوالسما سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی ارواح آسمان پر نہیں جاسکتیں پھر آسمان نیا پر یہ روحیں کافروں کی جو بائیں طرف تھیں کیسے پائی گئیں اور نیل و فرات کا دوسری و آیا میں ساتویں آسمان کے اوپر سدرۃ المنتہی کی جڑ سے دیکھنا ثابت ہوتا ہے ہوا سوال کا جواب کہ یہ نہرین تو دنیا میں ہیں وہاں پہنچنے کے کیا معنی آگے سدرۃ المنتہی کے ذکر کے موقع پر دیا جاوے گا یہاں صرف روایات کو جمع کرنے کی توجیہ سمجھی جاوے وہ یہ کہ پہل بر چشمہ انکا سدرۃ المنتہی کی جڑ ہو اور پھر نکھر پانی آسمان دنیا پر جمع ہوتا ہو اور پھر وہاں سے زمین میں آتا ہو جیسا آگے مذکور ہو گا۔ اور ایسی ہی تقریر سے یہ اشکال رفع کر لیا جاوے کہ دوسری احادیث سے حوض کوثر کا جنت میں ہونا مفصّل ہے یعنی پہل وہاں ہوا اور بیان اسکی ایک شاخ ہو جیسا ایک شاخ اسکی میدان قیامت میں ہوگی۔ واقعہ دوازدہم بخاری کی حدیث میں ہے کہ پھر جھکو جبریل کے لیکر جڑ سے بیان تک کہ دوسرے آسمان تک پہنچے اور دروازہ کھلوا یا پوچھا کیا کون ہے کہا جبریل ہوں پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں انھوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الہی بھیجا گیا جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے
یہ منکر کہا مگر جا آپ بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھول دیا گیا جب میں (وہاں) پہنچا
تو حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام موجود ہیں اور وہ دونوں باہم خیرے ہیں جبریل
علیہ السلام نے کہا کہ یہ یحییٰ و عیسیٰ ہیں ان کو سلام کیجیے میں نے سلام کیا ان دونوں نے
جواب دیا پھر کہا کہ مر جا برا در صلح اور نبی صلح کو تو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ
حضرت مریم علیہا السلام کی خالہ ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خالہ کے نواسے ہیں
چونکہ نانی بمنزلہ مان کے ہوتی ہے اسلئے عیسیٰ علیہ السلام کی نانی کو بمنزلہ عیسیٰ علیہ السلام
والدہ کو قرار دیا گیا اور اگر وہ واقع میں عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہوتیں تو یحییٰ علیہ السلام
و عیسیٰ علیہ السلام خیرے ہوتے اسلئے مجازاً ان کو خیرا فرما دیا گیا مطلب یہ ہے کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خالہ کی اولاد میں ہیں اگرچہ بیٹے نہیں مگر نواسے
ہیں۔ اور ان دونوں نے بھائی اسلئے کہا کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد ہیں
نہیں ہیں۔ واقعہ سینف و سہم بخاری میں ہے کہ پھر مجھ کو جبریل علیہ السلام تیسرے آسمانی
طرف لیکر چڑھے اور دروازہ کھلوا دیا پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل ہوں پوچھا گیا تمہارے
ساتھ کون ہیں انھوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الہی
بھیجا گیا جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے یہ منکر کہا مگر جا آپ بہت اچھا آنا آؤ
اور دروازہ کھول دیا گیا جب میں (وہاں) پہنچا تو حضرت یوسف علیہ السلام موجود
ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا یہ یوسف ہیں ان کو سلام کیجیے میں نے سلام کیا انھوں نے
جواب دیا پھر کہا مر جا برا در صلح اور نبی صلح کو اور ایک وایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دیکھتا کیا ہوں کہ یوسف علیہ السلام کو حُسن کا ایک (بڑا) حصہ

عطا کیا گیا ہے (کذا فی مشکوٰۃ عن مسلم) اور بیہقی کی حدیث میں بروایت ابو سعید اور
 طبرانی کی حدیث میں بروایت ابو ہریرہ یوسف علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہے کہ ایک
 ایسے شخص کو دیکھا جو خلق اللہ سے زیادہ حسین ہے اور لوگوں پر حسن میں ایسی فضیلت
 رکھتا ہے جیسے چودھویں شب کا چاند باقی کو اکبر پر فائز اس میں دو احتمال ہیں ایک
 کہ اس عموم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ ہوں اور قرینہ اس کا ایک
 حدیث ہے جسکو ترمذی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو
 مبعوث نہیں فرمایا کہ خوبصورت اور خوش آواز نہ ہو اور تمھارے نبی ان سب سے زیادہ
 حسین اور سب میں زیادہ خوش آواز تھے دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ عموم اپنے ظاہر پر
 باقی رہے اور فیہ فی الفضل کلی میں قاض نہیں۔ یا یوں کہا جاوے کہ حسن کے انواع مختلف
 ہیں ایک نوع میں حضرت یوسف علیہ السلام حسن ہوں اور ایک نوع میں ہمارے
 آقا صلی اللہ علیہ وسلم حسن ہوں اور خود ان دونوں نوعوں میں یوں تفاضل ہو
 کہ نوع یوسفی ظاہر اور بدایتہ اہم و ناظر اور واقف عند حد ہو اور نوع محمدی معنی و
 اسعانا لطف و ادق اور لا تقف الی حد ہو اول نوع کا لقب حسن صباحت مناب
 ہے اور دوسری نوع کا نام حسن ملاحت گویا یہ شعر اسی کا مصداق ہے یہ نزدیک
 وجہ حسنا اذا زدتہ نظرا واللہ اعلم بحقائق الامور والمحل محل ہے واقعہ چہار دم
 بخاری میں ہے کہ پھر مجھ کو جبرئیل علیہ السلام آگے لیکر چڑھے یہاں تک کہ چوتھے
 آسمان تک پہنچا اور دروازہ کھلوا یا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہوں پوچھا گیا تمھارے
 ساتھ کون ہیں انھوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں پوچھا گیا کیا ان کے پاس
 پیام آئی بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے یہ سنکر کہا مر جا آپ

بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھول دیا گیا جب میں وہاں پہونچا تو حضرت ادریس علیہ السلام موجود ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ادریس ہیں انکو سلام کیجیے میں نے سلام کیا انھوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو ف باوجود کہ ادریس علیہ السلام آپ کے اجداد میں ہیں پھر انکا برادر کہنا اخوة نبوة کی بنا پر ہے اور ابن پراسکو ترجیح دینا بوجہ ادب کے ہے برابر کے بیٹے کو یا اپنے سے بھی بڑے درجہ کے بیٹے کو بھائی کے لقب سے پکارنے لگتے ہیں اور ابن المینر نے کہا ہے کہ ایک طریق غلط ہیں مرحبا بالابن الصالح بھی آیا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ ادریس حضرت الیاس علیہ السلام لقب ہے اور یہی ملے ہیں اور یہ اجداد نبویہ میں سے نہیں واللہ اعلم واقعہ یا نزدیک ہم بخاری میں ہے کہ پھر مجھکو جبرئیل آگے لیکر چڑھے یہاں تک کہ پانچویں آسمان پہونچے اور دروازہ کھلوا یا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہوں پوچھا گیا اور تمھارے ساتھ کون ہیں کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام آتی بھیجا گیا کہا ہاں ہاں تو کہا گیا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے جب میں وہاں پہونچا تو ہارون علیہ السلام موجود تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون ہیں انکو سلام کیجیے میں نے سلام کیا انھوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو واقعہ شانہ و ہم بخاری میں ہے کہ پھر مجھکو جبرئیل آگے لیکر چڑھے یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوا یا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہوں پوچھا گیا اور تمھارے ساتھ کون ہیں کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام آتی بھیجا گیا کہا ہاں کہا گیا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے جب میں وہاں پہونچا تو موسیٰ علیہ السلام موجود ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ ہیں انکو سلام کیجیے میں نے سلام کیا انھوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر

صالح اور نبی صالح کو پھر جب میں آگے بڑھا تو وہ روئے اُن سے پوچھا گیا آپؐ کو نے کا
 کیا سبب ہے اُنھوں نے فرمایا کہ میں اس لیے روتا ہوں کہ ایک نوجوان پیغمبر میرے بعد بعثت
 ہو گا جس کی امت کے جنت میں داخل ہونے والے میری امت کے جنت میں داخل ہونے والوں سے
 بہت زیادہ ہوں گے (تو مجھ کو اپنی امت پر حسرت ہو کہ اُنھوں نے میرا سطح اتباع نہ کیا سطح
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اطاعت کرے گی اور اس لیے میری امت کے ایسے لوگ
 جنت سے محروم رہے تو اُن کے حال پر رونا آتا ہے) وف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
 نسبت نوجوان فرمانا اس اعتبار سے ہے کہ آپؐ کے اتباع تھوڑی ہی مدت میں کثرت
 تک آپؐ سن شیخوخت تک بھی نہ پہنچیں گے اتنی کثرت سے ہو جاویں گے کہ اور بچے
 سن شیخوخت تک بھی اتنے اتباع نہیں ہوئے و نیز آپؐ کی کل عمر ترستھ سال کی ہوئی
 اور موسیٰ علیہ السلام کی عمر ڈیڑھ سو سال کی ہوئی (کذا فی قصص الانبیاء) واقعہ
 ہفتہم بخاری میں ہے کہ پھر مجھ کو خبر پیل آگے لیکر ساتویں آسمان کی طرف چڑھے او
 دروازہ کھلوا یا پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل ہوں پوچھا گیا اور تمہارے ساتھ کون ہیں
 کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں پوچھا گیا کیا انکے پاس یہ آئی بھیجا گیا کہا ہاں کہا گیا
 آپؐ بہت چھا آنا آئے جب میں وہاں پہنچا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود ہیں
 جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپؐ کے جدا جدا ابراہیم ہیں ان کو سلام کیجیے میں نے سلام کیا
 اُنھوں نے جواب دیا اور فرمایا مہاجر و نذ صالح اور نبی صالح کو اور ایک وایتین ہے
 کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی کمربت المعمور سے لگائے ہوئے بیٹھے ہیں اور بیت المعمور میں
 ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں کہ جسکی باری پھر نہیں آتی (یعنی اگلے روز
 اور نئے ستر ہزار داخل ہوتے ہیں) (کذا فی مشکوٰۃ عن مسلم) اوّل لائل بہیقی میں ابو نعیم سے

روایت ہو کہ جب مجھ کو آسمان ہنتم پر چڑھایا گیا تو ابراہیم علیہ السلام موجود ہیں حسین ہیں اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ لوگ ہیں اور میری امت بھی موجود ہے دو قسم کے ایک وہ جن پر سفید کپڑے ہیں اور ایک وہ جن پر نیلے کپڑے ہیں میں بہت کم ہوں داخل ہوا اور سفید کپڑے والے بھی میرے ساتھ داخل ہوئے اور دوسرے روک دیے گئے سو میں نے اور میرے ساتھ والوں نے وہاں نماز پڑھی وقت بعض ایات میں ترتیب منازل انبیاء علیہم السلام کی اور طرح بھی آئی ہے مگر صبح یہی ہو جو مذکور ہوا واللہ اعلم اور بیت المعمور کے متعلق بعد ذکر سدرہ کے کچھ اور بھی آویگا واقعہ ہشتادم بخاری میں ہے کہ پھر مجھ کو سدرۃ المنتہی کی طرف بلند کیا گیا سو اُسکے پیراتنے بڑے بڑے تھے جیسے مقام ہجر کے شکرے اور اُسکے پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہی ہے اور وہاں چار نہرین ہیں دو اندر جاری ہیں اور دو باہر کو آ رہی ہیں میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کیا ہے انھوں نے کہا کہ یہ جو اندر کو جاتی ہیں یہ جنت میں دو نہرین ہیں اور باہر جو آ رہی ہیں یہ نیل اور قوت ہے۔ پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا اور دوسرا دودھ کا اور تیسرا شہد کا لایا گیا میں نے دودھ کو اختیار کیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ فطرت (یعنی دین) ہے جس پر آپ اور آپ کی امت قائم رہے گی اور نجائی کی ایک روایت میں ہے کہ سدرۃ المنتہی کی چتر میں یہ چار نہرین ہیں اور مسلم میں یہ ہے کہ اُسکی چتر سے یہ چار نہرین نکلتی ہیں اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے دیکھنے کے بعد مجھ کو ساتویں آسمان کے بالائے سطح پر لے گئے بان تک کہ آپ ایک نہر پر پہونچے جیسے قوت و ربوئی اور زبرد کے پیالے

رکھے تھے اور اُس پر سبز لطیف پرندے بھی تھے جب نبیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ کوثر اتر
 جو آپ کے رہنے آپ کو دی ہے اُس کے اندر برتن سونے اور چاندی کے بڑے ہیں اور
 وہ یا قوت اور زور کے سنگریزوں پر چلتی ہے اُس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے
 میں نے ایک برتن لے کر اس میں سے کچھ پیا تو وہ شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے
 زیادہ خوشبودار تھا اور یہ حق کی حدیث میں ابو سعید کی روایت سے ہے کہ وہاں
 ایک چشمہ تھا جس کا نام سلسبیل تھا اور اُس سے دو نہریں نکلتی تھیں ایک کوثر اور دوسری
 نہر رحمت اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مجھ کو سدرۃ المنتہی تک پہنچایا گیا اور وہ
 جیسے آسمان میں ہے اور زمین سے جو اعمال صعود کرتے ہیں وہ اُس تک پہنچتے ہیں
 اور وہاں سے اوپر اُٹھالیے جاتے ہیں اور جو احکام اوپر سے آتے ہیں وہ (اول)
 اُسی پر نزول کرتے ہیں اور وہاں سے نیچے (عالم دنیا میں) لائے جاتے ہیں (او)
 اسی واسطے اُس کا نام سدرۃ المنتہی ہے اور بخاری میں ہے کہ سدرۃ المنتہی کو ایسی رنگتوں
 نے چھالیا کہ معلوم نہیں وہ کیا تھیں اور مسلم میں ہے کہ وہ پروانے تھے سونے کے
 اور ایک حدیث میں ہے کہ مڈیاں تھیں سونے کی اور ایک حدیث میں ہے کہ اُس کو
 فرشتوں نے چھالیا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب خدا کے حکم سے اُس کو ایک
 عجیب چیز نے چھالیا تو اُس کی بہتیت بدل گئی سو کوئی شخص غلامین سے اُس کا صفت
 بیان نہیں کر سکتا۔ اور ایک روایت میں سدرۃ المنتہی کے دیکھنے اور برتنوں کے
 پیش کیے جانے کے درمیان میں یہ ہے کہ پھر میرے روبرو بیت المعمور بلند کیا گیا (کذا)
 رواہ مسلم اور ایک روایت میں بعد سدرۃ المنتہی دیکھنے کے یہ ہے کہ پھر میں جنت میں
 داخل کیا گیا تو اُس میں موتیوں کے گنبد ہیں اور مٹی اُس کی مشک ہے (کذا فی مشکوٰۃ عن اشعین

وقت ظاہر الاحادیث سے سدرۃ المنتہی کا ساتویں آسمان پر ہونا معلوم ہوتا ہے اور چھٹے میں ہونے کی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ اُسکی جڑ ممکن ہے چھٹے میں ہو اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ چار نہروں چھٹے میں ہوں جیسا کہ روایات میں ہے کہ یہ نہروں اُسکی جڑ سے نکلتی ہیں اصل یہ ہے کہ جب چھٹے آسمان سے گذر کر ساتویں کے اندر کو نفوذ کرتا آگے پہنچا تو یہ موقع نفوذ کا اُسکے لیے بھرنہ جڑ کے ہے جو ساتویں میں ہے تو وہ نہروں اس دوسری جڑ سے نکلیں اور یہ جو اندر کو جاری تھیں یہ کوثر اور نہر رحمت معلوم ہوتی ہے کہ وہ دونوں سلسبیل کی شاخیں ہیں ممکن ہے کہ یہ سلسبیل اور اُسکا وہ موقع جہان سے کوثر و نہر رحمت کا اس سے انشعاب ہوا ہے یہ سب سدرہ کی دوسری جڑ میں ہوں اور ابن ابی حاتم کی روایت بالا سے ظاہر کوثر کا خراج جنت ہونا معلوم ہوتا ہے سونوا لیا خراج وہ حصہ ہے جو سدرہ کی جڑ میں ہے باقی زیادہ حصہ اُسکا جنت کے اندر ہے جیسا اور حدیثوں میں اُسکا جنت کے اندر ہونا وارد ہے۔ اور نیل و فرات کا آسمان پر ہونا اس طرح ممکن ہے کہ دنیا میں جو نیل و فرات میں ظاہر ہے کہ بارش کا پانی جذب ہو کر تپھر سے جاری ہوتا ہے اور بارش آسمان سے ہے سو جو حصہ بارش کا نیل و فرات کا مادہ ہے ممکن ہے کہ وہ حصہ آسمان سے آتا ہو پس اس طور پر نیل و فرات کی اصل آسمان پر ہوئی اور سدرۃ المنتہی کے الوان کی نسبت فراش و چراگاہا تشبیہا ہے ورنہ وہ فرشتے تھے۔ اور یہ فرمانا کہ معلوم نہیں وہ کیا تھے اس کے معنی یا تو یہ ہیں کہ اولاً معلوم نہ ہوا ہو یا یہ فرمانا تعجباً ہے کہ اُسکے حسن کی تعبیر کا طریقہ نہیں معلوم کس طرح بیان کیا جاوے اور مسلم کی روایت سے جو کہ بیت المعمور کے متعلق ہے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ سدرۃ المنتہی سے بھی اوپر ہے جیسا اس لفظ سے

معلوم ہوتا ہے بلند کیا گیا جو ترجمہ ہے ثم رفع الی البیت المعمور کا اور یہ رفع مؤخر ہے
 سدرۃ المنتہی کے دیکھنے سے جیسے کلمہ ثم سے معلوم ہوتا ہے اور خود سدرۃ المنتہی کا مقام
 ابراہیم علیہ السلام سے بالا تر ہونا بھی معلوم ہوتا ہے جیسا اس لفظ کا مدلول ہے
 کہ پھر مجھ کو سدرۃ المنتہی کی طرف بلند کیا گیا جو ترجمہ ہے ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی کا
 اور یہ مؤخر ہے ابراہیم علیہ السلام کے مٹنے سے جیسا کلمہ ثم سے معلوم ہوتا ہے پھر
 اسکے کیا معنی کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی کمر بیت المعمور سے لگائے ہوئے تھے جیسا
 واقعہ ہفد ہم میں ہے سو اسکی توجہ یہ قریب یہ ہے کہ بنیاد اُسکی ساتوین آسمان ہو
 اور ابراہیم علیہ السلام اسفل دیوار سے مگر لگائے ہوں مگر ارتقاء اُسکا رفع سے
 بھی رفع ہو کہ سدرۃ المنتہی ہے جو کہ ساتوین آسمان سے بلند ہے نیز بلند تر ہوا اور
 واقعہ ہفد ہم میں جو آپ کا نماز پڑھنا بھرا ہی ابراہیم علیہ السلام کے پاس اُلون کے
 مذکور ہیں بھی شکل نہیں کیونکہ نازیب کے درجہ میں ہوگی جیسا اکثر مساحدین بیٹھا
 ہوتا ہے۔ اور طبری نے قنادہ سے روایت کیا ہے کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیت المعمور ایک مسجد ہے آسمان میں مقابل خانہ کعبہ کے
 اسطرح پر کہ اگر بالفرض وہ گرے تو عین کعبہ کے اوپر گرے اُسین شہر ہزار فرشتے روزانہ
 داخل ہوتے ہیں اور جب وہ کمال آتے ہیں تو انکی باری دوبارہ نہیں آتی اور جنت میں
 داخل ہونا جو اوپر مذکور ہوا ہے ممکن ہے کہ بیت المعمور دیکھنے سے پہلے ہوا اور ممکن ہے
 کہ بعد میں ہو لیکن اتنا قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت سدرۃ المنتہی کو قریب
 اور اُسین دونوں احتمال ہیں کہ جنت کا ارتقاء بیت المعمور سے ارفع ہو یا نہ ہو
 اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ گویہ جنت قریب سدرۃ المنتہی کے ہے

مگر اُس سے ارفع بھی ہے چنانچہ بیہقی نے ابو سعید خدریؓ سے بعد سدرۃ المنتہیٰ کی سیر کے یہ روایت کیا ہے کہ تم رفعت الی الجنۃ یعنی پھر مجھ کو جنت کی طرف بلند کیا گیا واللہ اعلم اور بیہقی کی حدیث مذکور میں یہ بھی ہے کہ بعد سیر جنت کے پھر دوزخ میرے روبرو کیا گیا اُس میں اللہ کا غضب اور عذاب و انتقام تھا اگر اُس میں تھپڑ اور لوہا بھی ڈال دیا جاوے تو اُس کو بھی کھالے پھر وہ بند کر دیا گیا اہل اسکے القاف سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ اپنی جگہ پر رہا اور آپؐ اپنی جگہ رہے درمیان سے حجاب اٹھا کر آپؐ کو دکھلا دیا گیا واقعہ تو زور ہم بخاری میں بعد ذکر بیت المعمور اور دوزخ وغیرہ کے برتنوں کے پیش کیے جانے کے روایت ہے کہ پھر مجھ پر پچاس نمازین ہر یوم میں فرض کی گئیں اور ایک روایت میں بعد لقاء ابراہیم علیہ السلام کے کہ پھر مجھ کو عروج کرایا گیا یہاں تک کہ میں ایک ہموار میدان میں پہونچا جہاں میں نے قلموں کی آواز (جو لکھنے کے وقت پیدا ہوتی ہے) سنی سو مجھ پر اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازین فرض کیں (کذا فی مشکوٰۃ عن الشیخین) و پہلی روایت سے وضیت صلوٰۃ کا سیر بیت المعمور سے متراخی مہلت ہونا جلیسا لفظ پھر کا مقتضا ہے جو مدلول ہے کہ کثرت کا اور دوسری روایت سے وضیت صلوٰۃ کا اُس میدان میں پہونچنے سے متصل یعنی غیر متراخی مہلت ہونا جلیسا لفظ سو کا مقتضا ہے جو ترجمہ ہے فاء کا ثابت ہوتا ہے جس سے دونوں میں غور کرنے سے یہ ترتیب سمجھ میں آتی ہے کہ بعد عرض بیت المعمور کے اُس میدان میں پہونچنا ہوا اور اُس میدان میں پہونچنے کے بعد نمازین فرض ہو گئیں واللہ اعلم نیز ایک وقرینہ سے بھی اس محل صریح اقلام کا سدرہ اور بیت المعمور سے ارفع ہونا معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ یہ اقلام تقدیر کے ہیں جو احکام

نگویند جزئیہ یومیہ کو لوح محفوظ سے نقل کرتے ہیں اور سدرہ کی نسبت واقعہ ہشتہم
 میں آیا ہے کہ اوپر سے جو احکام نازل ہوتے ہیں وہ اوّل وہاں آتے ہیں تو سدرہ
 اُسکے تحت میں ہوا اسطرح بیت المعمور کی مثل ساتویں آسمان میں ہے اور وہاں فرشتے
 عبادت میں مشغول ہیں اور سموات اس عموم میں داخل ہیں تینزل لامر نہیں تو بلکہ
 بھی اُسکے تحت میں ہوا واقعہ ہستہم ہزار نے حضرت علیؑ سے معراج کے باب میں ایک
 حدیث ذکر کی ہے اور اسمین جبرئیل علیہ السلام کا براق پر چلنا ذکر کیا ہے بیان تک
 کہ حجاب تک پہنچے اور یہ بھی فرمایا کہ ایک فرشتہ حجاب کے اندر سے نکلا تو جبرئیل
 علیہ السلام نے کہا کہ قسم اُس ذات کی جس نے آپ کو دین حق دیکر مبعوث فرمایا کہ جسے
 میں پیدا ہوا ہوں میں نے اس فرشتہ کو نہیں دیکھا اور حالانکہ میں خلائق میں رتبہ کے
 اعتبار سے بہت مقرب ہوں اور دوسری حدیث میں ہے کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام
 نے مفارقت اختیار کی و تمام آوازیں مجھے منقطع ہو گئیں (کذا فی شرح النووی مسلم)
 اور ابو الحسن بن غالب نے ابو الربیع بن سیع کی طرف شفاء الصدور میں حدیث ابن عباسؓ
 سے منسوب کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیلؑ ڈاؤ
 میرے رب کی طرف چلنے میں میرے ہم سفر رہے بیان تک کہ ایک مقام تک پہنچے
 پھر ٹھہر گئے میں نے کہا اے جبرئیل کیا ایسے مقام میں کوئی دوست اپنے دوست کو
 چھوڑتا ہے انھوں نے کہا کہ اگر میں اس مقام سے بڑھوں تو نور سے جل جاؤں اور
 شیخ سعدی نے اسی کا ترجمہ کیا ہے ۵۰ بدو گفت سالار بیت الحرام کہ لے حال
 وحی برتر خرام چو در دوستی مخلص یافتی غنائم صحبت چرات یافتی بگفتا ترا تر مجالم
 نماند بماندم کہ نیروی بالم نماند اگر یکسری برتر پریم فروغ تجلی بسوزد پریم اور اسی

حدیث مذکور میں یہ بھی ہے کہ پھر مجھکو نور میں بیوست کر دیا گیا اور ستر ہزار حجاب مجھکو طے کرانے گئے کہ ان میں ایک حجاب دوسرے حجاب کے مشابہ نہ تھا اور مجھسے تمام انسانوں اور فرشتوں کی آہٹ منقطع ہو گئی اسوقت مجھکو وحشت ہوئی تو اسوقت مجھکو ایک پکارنے والے نے ابوبکرؓ کے لہجے میں پکارا کہ ٹھہر جائیے آپ کا رب صلوٰۃ میں مشغول ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ میں نے عرض کیا کہ مجھکو ان دو ام سے تعجب ہے ایک تو یہ کہ کیا ابوبکرؓ مجھسے آگے بڑھ آئے اور دوسرے یہ کہ میرا رب صلوٰۃ تو بے نیاز ہے ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ یہ آیت پڑھو ہوا الذی یصلی علیک وعلیٰ صلوٰۃ لیسر حکم من الظلمات الی النور وکان بالملئ منین رحیم اسو میری صلوٰۃ سے مراد حجت ہے آپؐ کے لیے اور آپؐ کی امت کے لیے۔ اور ابوبکرؓ کی آواز کا قصہ یہ ہے کہ ہم نے ایک فرشتہ ابوبکرؓ کی صورت کا پیدا کیا جو آپؐ کو انکے لہجے میں پکارے تاکہ آپؐ کی وحشت دور ہو اور آپؐ کو ایسی ہیبت لاحق نہ ہو جو آپؐ کو فہم مقصود سے مانع ہو۔ اور شفاء الصدور کی ایک روایت میں ہے کہ بعد قطع حجابات کے ایک فرقہ یعنی مسند بنیر سے لیے آتا ہی گئی اور میں اس پر رکھا گیا پھر مجھکو اوپر اٹھایا گیا یہاں تک کہ میں عرش تک پہنچا تو میں نے ایسا امر عظیم دیکھا کہ زبان اس کو بیان نہیں کر سکتی مواءم میں ابن غالب کے حوالہ سے ان روایات کو شفاء الصدور سے نقل کر کے کہا ہے والحمد للہ علیہ فی ذلک اھرف بنار کی روایت سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حروج سموات بھی براق ہی پر ہوا ہے واللہ اعلم اور رحمت اُمید کی توجہ کے لیے جو آپؐ کو حکم ہوا ٹھہرنے کا اسکا یہ مطلب نہیں کہ آپؐ کا آگے بڑھنا نمودار اللہ تعالیٰ کو مشغول مانع ہو جاوے گا توجہ رحمت سے جس طرح

مخلوق کے لیے ایک شغل و سر شغل سے مانع ہو جاتا ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ
 اس وقت خاص رحمت فرما رہے ہیں آپ سیر کو منقطع کیجیے اور اسی میں مشغول ہو جائیے کہ چونکہ
 شغل سیر مانع ہوگا کیسویں تمام سے اس رحمت کے اخذ کرنے میں واللہ اعلم واقعہ
 بسنت ویکرم حق تعالیٰ کی روایت اور کلام ترمذی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا
 کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور عبدالرزاق نے بواسطہ محمدؐ کو حسن سے
 روایت کیا کہ انھوں نے حلف کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا
 اور ابن خزیمہ نے عروہ بن الزبیر سے اس روایت کو ثابت کیا اور ابن عباسؓ کے تمام
 اصحاب اسکے قائل ہیں اور کعب جبار اور زہری اور محمد سب سکا جزم کرتے ہیں اور یسائی نے
 باسناد صحیح بطریق عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے اور حاکم نے بھی اسکی تصحیح کی
 انھوں نے فرمایا کیا تم تعجب کرتے ہو کہ خلیفہ حضرت براہیمؓ کے لیے ہو اور کلام حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کے لیے اور روایت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور طبرانی نے اوسطین
 بسند ثقافت ابن عباسؓ سے ذکر کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
 رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے ایک مرتبہ بصر سے اور ایک مرتبہ قلب سے۔ اور خلیل نے کتاب السنہ
 میں مروزی سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام احمدؒ سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ
 فرماتی ہیں کہ جو شخص زعم کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا
 تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بڑا فقر کیا سو کون سی دلیل سے حضرت عائشہؓ
 کے قول کا جواب یا جاوے انھوں نے فرمایا کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے قول سے روایت ربی یعنی میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے (نو امام احمد کی روایت)
 سے یہ حدیث مرفوع بھی ثابت ہو گئی، اور کلام کرنا صحاح میں ان امور کے ساتھ وارد کیا

پانچ نمازین فرض کی گئیں اور خواتیم سورہ بقرہ عنایت ہوئیں اور جو شخص آپ کی امت میں سے
اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرا وہ آپ کے گناہ معاف کیے گئے (کذا)
رواہ مسلم) اور یہ بھی وعدہ ہوا کہ جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اور اُسکو کرنے نہ پاوے
تو ایک نیکی لکھی جاوے گی اور اگر اُسکو کر لیا تو (کم از کم) دس حصے کر کے لکھی جاوے گی
اور جو شخص بدی کا ارادہ کرے پھر اُس کو نہ کرے تو وہ بالکل نہ لکھی جاوے گی اور
اگر اُس کو کرے تو ایک ہی بدی لکھی جاوے گی (کذا رواہ مسلم) اور یہی نے ابو سعید خدریؓ
سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے اُسکا اختصار یہ ہے کہ آپ نے جناب باری تعالیٰ
میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی غلت اور ملک عظیم اور موسیٰ علیہ السلام سے
ہم کلامی اور داؤد علیہ السلام کا ملک عظیم اور لوطؑ کا نرم ہونا اور ہارون کا
مسخر ہونا اور سلیمان علیہ السلام کا ملک عظیم اور انس و جن و شیاطین و بہائم کا مسخر ہونا
اور بنی نظیر ملک دینا اور عیسیٰ علیہ السلام کو نجیل و توراۃ اور ابراہیمؑ و ارمیہؑ و اسیاء
موتی کا عطا ہونا اور اُنکا اور اُنکی والدہ کا شیطان سے پناہ دینا عرض کیا حق تعالیٰ
نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو حبیب بنایا اور سب لوگوں کی طرف مبعوث کیا اور شیخ صدر
و وضع دوز و رفع ذکر و محنت فرمایا سو میرا جب ذکر ہوتا ہے تمھارا بھی ہوتا ہے اور تمھاری
امت کو خیر امت اور امت عادلہ بنایا اور اؤل بھی اور آخر بھی بنایا اور اُنکا کوئی خطبہ
درست نہیں جب تک کہ وہ آپ کے عہد اور رسول ہونے کی شہادت نہ دین اور
تمھاری امت میں ایسے لوگ پیدا کیے جن کے سینے میں اُنکی کتاب لکھی اور تم کو پیدائش
(عالم نور) میں سب سے اؤل اور بعثت میں سب سے آخر اور قیامت کے روز فیصلہ میں
سب سے مقدم بنایا اور میں نے تم کو سب مثنائی اور خواتیم سورہ بقرہ بلا شرکت دوسرے

انبیاء کے اور کوثر اور اسلام اور ہجرت اور جہاد اور نماز اور صدقہ اور صوم رمضان اور
 امر بالمعروف ونہی عن المنکر عطا فرمائے اور تم کو فاتح اور خاتم بنایا اسکی اساتین
 ابو جعفر بن جن کو ابن کثیر نے ضعیف الحفظ کہا ہے ف بعض صحابہ کا نفی رویت کی
 کرتا اپنی رائے سے ہے جو مستنبط ہے بعض عموماً سے جیسے لا تدركہ الابصار لیکن بعد
 اثبات بالنصوص کے ان عموماً کو محمول کیا جاوے گا نفی ادراک بمعنی معرفت کنہ و احاطہ
 اور آپ کا یہ فرمانا کہ نورانی ارادہ محمول سپر ہے کہ نور جس درجہ میں مانع رویت ہوتا ہے
 وہ درجہ مرنی نہیں ہوا اور آخرت میں یہ عادت مبدل ہو جاوے گی اور ایسا انکشاف ہوگا
 کہ اُس سے فوق استعداد بشری کے لیے متصور نہیں اور مطلق رویت کی نفی کو مستلزم نہیں۔
 اور خواتیم سورہ بقرہ وغیرہ کا نزول مدینہ میں ہونا اس روایت کے منافی نہیں کہ وقت
 اجمالاً وعدہ ہوا ہوگا پھر مدینہ میں نزول تفصیلاً عطا ہو گیا اور پانچ نمازوں کے ملنے سے
 مراد یہ ہے کہ آخر میں پانچ رہ گئیں اور ظاہر یہ سب کلام مقام رویت میں ہوئے ہیں قرینہ
 اسکا یہ ہے کہ واقعہ نوزدہم میں مقام صرف الاقلام کے بعد نماز و نکاح فرض ہونا ثابت
 ہوتا ہے اور مقام صرف الاقلام کے بعد ظاہر یہی مقام کلام معلوم ہوتا ہے گو ممکن ہے
 کہ نماز کی فرضیت قبل از انتقال مقام صرف الاقلام کے ہوئی ہو اور خود یہ امور جن کے
 ساتھ کلام واقع ہوا ظاہر امتداد الوقت ہیں جب فرضیت صلوٰۃ کا یہ وقت ہے تو سب

ع کذا قال النووی وما اورد علیہ فی فتح الباری بقول عائشۃ فی قول اللہ تعالیٰ ولقد آہ نزلة أخری
 انہا سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلک فقال اما ہو جبریل وقی رواية ابن مردويه نقلت یا رسول اللہ
 بل رأیت ربک فقال لا انما رأیت جبریل منہبطاً حیث حکمت النبی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال وہو ای جزم النووی
 بان عائشۃ لم تفت الرؤیۃ بحديث مرفوع عجیب فاقول ہذا لا یراد عجیب لان النبی فی ہذا الحدیث المرفوع انما
 یتعلق بالرؤیۃ الانی صۃ المذکورۃ فی ہذا الآیۃ لا مطلق الرؤیۃ واکتلام فی مطلقاً قائم ۱۲ منہ

مکالمات کا یہی ہو گا واللہ اعلم اور یہ جو حدیثوں میں کعب کا قول ہے ان اللہ قسم رہتے
 وکلامہ میں محمد و موسیٰ (کذا رواہ الترمذی) اس سے نفی کلام کی لازم نہیں آتی کیونکہ
 مراد اس سے عادت کلام کی ہے جو مرقہ بعد آخری ہوا و حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
 سے ایسا کلام خاص ایک ہی بار واقع ہوا چنانچہ اسی حدیث میں کعب کا قول ہے
 فکلم موسیٰ مرتین و راہ محمد مرتین اور یہ روایت مرتین جو فرمایا نو غاہر ہی ہو جو ابن عباس
 نے فرمایا کہ ایک بار دل سے دیکھا ایک بار بصر سے اور یہ جو حدیث میں حضرت جابر کی
 نسبت آیا ہے کہ ان کے قبل کسی سے مشافہتہ کلام نہیں ہوا مراد اس سے یہ ہے کہ ایسے
 درجہ کے آدمیوں میں پس اس سے مکالمت نبویہ کی نفی نہیں ہوتی اور یہ جو ابن عباس
 نے فرمایا کہ خلت ابراہیم علیہ السلام کے لیے اور روایت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
 لیے مراد اس سے بعض آثار خاصہ خلت کے ہیں تو ان کے اختصاص بابرہیم علیہ السلام
 سے استثناء نفس خلت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لازم نہیں آتا اور یہ جو ارشاد ہوا
 کہ نیکی کا ارادہ لکھا جاتا ہے اور بدی کا نہیں لکھا جاتا مراد اس سے مرتبہ عزم کا نہیں
 وہ تو خود ایک عمل ہے کہ بدی میں بھی لکھا جاوے گا بلکہ مراد اس سے مرتبہ تمیزی ہے جبکہ ارادہ
 پختہ نہوا ہو لیکن نیکی کی تمیزی کو زائل کرنے کا قصد نہ ہوا اور بدی کی تمیزی کے ازالہ کا قصد ہو
 تو اس حالت میں نیکی لکھی جاوے گی اور بدی نہ لکھی جاوے گی۔ واقعہ بہت دوام
 واپسی فوق سموات سے سموات کی طرف۔ بخاری میں بعد سیریت المعمور اور پیش پہلو
 ظروف خمر و لبن و عسل کے (جس کا ذکر واقعہ ہفتہ ہم میں ہوا ہے) یہ ہے کہ پھر مجھ پر برات
 دن چپاس نمازین فرض ہوئیں پھر میں واپس ہوا آپ فرماتے ہیں کہ میں واپس ہوا اور
 موسیٰ علیہ السلام پر گزرا تو انھوں نے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ہوا میں نے کہا کہ چپاس نماز کا

رات دینین حکم ہوا انھوں نے فرمایا کہ آپ کی امت سے بچا پس نمازین ہرگز رات دینین
 نہ پڑھی جاوین گی واللہ میں آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں اور نبی اسرائیل کو خوب
 بھگت چکا ہوں اپنے رب کے پاس (یعنی اُس مقام کو جہاں یہ حکم ہوا تھا) واپس جائے
 اور اپنی اُمت کے لیے تخفیف کی درخواست کیجیے میں واپس گیا سو اللہ تعالیٰ نے دس
 نمازین کم کر دین میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انھوں نے پھر اُسی طرح کہا میں پھر
 کوٹا سو دس ور کم کر دین میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انھوں نے پھر اُسی طرح کہا
 میں پھر نوٹا سو دس اور کم کر دین میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انھوں نے پھر
 اُسی طرح کہا میں پھر نوٹا تو جبکہ ہر روز میں دس نمازوں کا حکم ہوا میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے
 پاس آیا انھوں نے پھر اُسی طرح کہا میں پھر نوٹا سو ہر روز میں پانچ نمازوں کا حکم ہو گیا موسیٰ
 علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی اُمت (یعنی سب اُمت) ہر دین پانچ نمازین بھی نہ پڑھیں گی
 اور میں آپ کے قبل لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں اور نبی اسرائیل کو بھگت چکا ہوں پھر آپ کے
 پاس جایا اور اپنے لیے تخفیف مانگے آپ نے فرمایا میں نے اپنی رے بہت درخواست کی یہاں تک
 کہ میں شرمنا گیا گو پھر بھی عرض کرنا ملک تھا لیکن ایسا ضعیف ہوتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں آپ فرماتے
 ہیں جب وہاں سے آگے بڑھا ایک پکائی ہوئی لے لے (حق تعالیٰ کی جانب سے) پکارا میں نے
 اپنا فرض جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی۔ اور سلم کی روایت میں پانچ
 پانچ کا کم ہونا آیا ہے اور اُس کے اخیر میں یہ ہے کہ اے محمد یہ پانچ نمازین ہیں دن اور
 رات میں اور ہر نماز دس کی برابر ہے تو بچا پس ہی ہو گئیں۔ اور نسائی میں ہر کہ حق تعالیٰ
 نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میں نے جس روز آسمان وزمین پیدا کیا تھا آپ ہر اور آپ کی
 امت پر بچا پس نمازین فرض کی تعیین ہو آپ اور آپ کی امت اُسکی پابندی کیجیے۔ اور

اُس حدیث میں موسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ بنی اسرائیل دو نمازین فرض ہوئی تھیں مگر اُن سے نہوسکیں اور اُس کے آخر میں یہ ہے کہ یہ پانچ ہین برابر پچاس کے سو آپ وراپ کی امت اسکی پابندی کریں آپ فرماتے ہین کہ میں پہچان گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پختہ بات ہے جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انھوں نے کہا پھر جائیے (اور تخفیف کرائیے) مگر میں پھر نہیں گیا۔ اور یحییٰ کی روایت میں ہے کہ جب کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئیں تو ارشاد ہوا کہ یہ پانچ ہین اور (ثواب میں) پچاس ہین میرے بیان بات نہیں بدلی جاتی (یعنی پچاس کا اجر مقدّر تھا اُس میں تبدیل اور کمی نہیں ہوئی اور پچاس نمازوں کا بدلنا ہی مقدّر تھا اسیلئے اُس میں بھی تبدیل نہیں ہوئی) کذا فی مشکوٰۃ و فیوض صلوٰۃ کے بعد واپس ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ فوراً واپسی ہوئی یعنی درمیان میں رویت و مکالمت وغیرہ ہو کر پھر واپسی ہوئی اور دس دس کم ہونیکے معنی یہ ہین کہ دو دو بار میں یہ دس کی کمی ہوئی پس پانچ پانچ کے کم ہونے کی روایت سے اسکو تعارض نہیں۔ اور نسائی کی روایت سے او مشکوٰۃ سے جو یحییٰ کی روایت نقل کی ہے اُس سے آپ کے شرما جانے اور پھر درخواست نہ کرنے کی وجہ بھی معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا تھا کہ یہ پانچ ہین برابر پچاس کے اور میرے بیان بات نہیں بدلتی اس سے آپ اشارہ اس عدد کے مطلوب و مرضی حق ہونیکا سمجھے گو اس میں تصریح نہیں ہے کہ اس کی ممکن نہیں کیونکہ اُسکے معنی یہ تھے کہ موجودہ عدد جو پانچ کا ہے یہ بھی پچاس کے برابر ہے ثواب میں کمی نہیں ہوئی اُس میں اور کم ہونے کی نہ نفی ہے نہ کم کرانے کی نہی ہے اگر اور بھی کم ہوتی تو ثواب نہ گھٹتا اور وہ عدد پچاس کو برابر ہو جاتا اور پانچ کو جو برابر پچاس کے فرمایا تھا اُس سے یہ لازم نہیں آیا تھا

کہ اس سے کم عدد اُس فضیلت کو نہیں پہنچ سکتا بلکہ اُسکے معنی صرف یہ تھے کہ یہ عدد اُس سے کم فضیلت نہیں رکھتا۔ واقعہ نسبت و سوم واپسی سہوات سے زمین کی طرف محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ کو اُم ہانی بنت ابی طالب سے جنکا نام ہندہ ہر معراج نبوی کے متعلق یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ کہتی تھیں کہ آپ کو جب معراج ہوئی آپ میرے گھر میں ہوتے تھے آپ نے عشا کی نماز پڑھی پھر سو گئے اور ہم بھی سو گئے جب فجر کے قبل کا وقت ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار کیا جب آپ صبح کی نماز پڑھ چکے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی فرمایا اے اُم ہانی میں نے تم لوگوں کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی جیسا تم نے دیکھا تھا پھر میں بیت المقدس پہنچا اور اُس میں نماز پڑھی پھر میں نے اب صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی جیسا تم دیکھ رہی ہو پھر آپ باہر جانے کے لیے اُٹھے میں نے آپ کی چادر کا گوشہ پکڑ لیا اور عرض کیا یا نبی اللہ لوگوں سے یہ قصہ کہیے آپ کی تکذیب کریں گے اور آپ کو ایذا دیں گے آپ نے فرمایا واللہ میں ضرور اُن سے اسکو بیان کروں گا میں نے اپنی ایک حبشی لونڈی سے کہا کہ آپ کے پیچھے پیچھے جا تاکہ جو آپ لوگوں سے کہیں اور لوگ آپ سے کہیں اُسکو سنے جب آپ باہر تشریف لے گئے اُن کو خبر دی اُنھوں نے تعجب کیا اور کہا اے محمد اسکی کوئی نشانی ہے (جس سے ہکو یقین آوے) کیونکہ ہم نے ایسی بات کہی نہیں سنی آپ نے فرمایا نشانی اسکی یہ ہے کہ میں فلان وادی میں فلان قبیلہ کے قافلہ پر گزرا تھا اور اُن کا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا اور میں نے اُنکو تلا دیا تھا اُسوقت تو میں شام کو جا رہا تھا یعنی سفر اسرا آغاز تھا پھر میں واپس آیا بیان تک کہ جب ضحان میں فلان قبیلہ کے قافلہ پر پہنچا میں نے لوگوں کو سوتا ہوا پایا اور اُنکا ایک برتن تھا جس میں پانی تھا اور اُس کو

ڈھانک کھا تھا میں نے ڈھکنے اُتار کر اُس میں کاپانی پیا پھر اُسی طرح بدستور
 ڈھانک دیا اور اُسکی یہ بھی نشانی ہے کہ اُنکا وہ قافلہ اب بضا سے ثنیۃ التعمیم کو
 آرہا ہے سب سے آگے ایک خاکستری رنگ کا اونٹ ہر اُس پر ڈوب رہا ہے میں
 ایک کالا دوسرا دھاری والا لوگ ثنیۃ التعمیم کی طرف دوڑے سو اُس اونٹ سے
 پہلے کوئی اور اونٹ نہیں ملا جیسا آپؐ فرمایا تھا اور اُسے برتن کا قصہ پوچھا انھوں
 نے خبر دی کہ ہم نے پانی بھر کر ڈھانک دیا تھا سو ڈھنکا ہوا تو ملا مگر اُس میں پانی
 نہ تھا اور اُن دوسروں سے بھی پوچھا (جبکا اونٹ بھاگتا بیان فرمایا تھا) اور یہ
 لوگ مکہ آچکے تھے انھوں نے کہا واقعی صحیح فرمایا اُس وادی میں ہمارا اونٹ
 بھاگ گیا تھا ہم نے ایک شخص کی آواز سنی جو اونٹ کی طرف ہلکے بچار رہا ہے
 بیان تک کہ ہم نے اونٹ کو پکڑ لیا (کذا فی سیرۃ ابن ہشام) اور بقی کی روایت
 میں ہے کہ آپؐ نشانی کی درخواست کی تو آپؐ اُن کو بڑھ کے دن قافلہ کے
 آنے کی خبر دی جب وہ دن آیا تو وہ لوگ نہ آئے بیان تک کہ آفتاب غروب کے
 قریب پہنچ گیا آپؐ اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو آفتاب چھپنے سے رک گیا بیان تک
 کہ وہ لوگ جیسا آپؐ بیان فرمایا تھا آگئے ف ان روایات سے چند امور ثابت
 ہوئے اول عشا اور فجر کے درمیان درمیان سفر دبا دبا دیا با ختم ہو گیا اور عشا کی
 ناز کو اس وقت فرض نہ تھی مگر آپؐ پڑھا کرتے ہوئے اور دوسرے مومنین بھی آپؐ کے
 ساتھ پڑھ لیتے ہوئے اور فجر کی یہ نماز گو بعد عراج کے تھی مگر احادیث سے اول
 امامت جبرئیل علیہ السلام کی ظہر کے وقت ثابت ہوتی ہے تو غالباً اس فرضیت کی
 ابتدا اس وقت بہ ظہر ہوگی اور بیت المقدس میں جو نماز پڑھی اُسکی نسبت بعض روایات میں

آیا ہے حانت الصلوٰۃ سو عشا کی نماز مراد لینا مشکل ہے کیونکہ عشا آپ پڑھ چکے تھے تو غالباً یہ تہجد کی نماز ہوگی کہ آپ پر وہ ایک زمانہ تک شل غرض کے ہو کر رہی وہ اذان اسی تہجد کے لیے ہوئی ہوگی جیسا رمضان المبارک میں حضرت بلال کی اذان اُس وقت میں وارد ہے۔ دوسرا امر یہ ثابت ہوا کہ معراج جسمانی تھی ورنہ لوگوں کی تکذیب کی کیا وجہ اور اُس تکذیب میں آپ کے اس جواب نہ دینے کی کیا وجہ کہ وہ جسمانی نہیں ہے بلکہ روحانی و سماوی ہے جس میں متبع سے مستبعد امر کا دعویٰ بھی مقبولیت کی گنجائش رکھتا ہے تیسرا امر سیرۃ ابن ہشام میں جن قافلون کا ذکر ہے ظاہر اودہ دونوں الگ الگ ہیں اور یہی کی روایت میں جنکا ذکر ہے کہ وہ آئے نہ تھے یہ الگ معلوم ہوتا ہے کیونکہ ان دونوں میں سے ایک تو مکہ پہنچا تھا اور دوسرا تیغ کو آتا ہوا ملا اور اس تیسری کی نسبت شام تک آنا اور مجلس شمس ہونا مذکور ہے جس سے ظاہر اسکا متغائر ہونا معلوم ہوتا ہے اور ہوا میں بلا سند دونوں قصے یعنی اونٹ کے بھاگنے اور خاکسری اونٹ کے پیشرہ ہونے کے ایک ہی قافلہ کی طرف منسوب کیے ہیں تو غالباً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں قافلے ایک ہی قافلہ کے ٹکڑے ہیں یہ دو قصے دو جماعتوں میں ہوئے اور تیسرا قصہ وقت پر نہ آنے کا اور مجلس شمس کا تیسری جماعت سے ہوا اور چونکہ یہ سب مجموعہ کے آثار ہیں اس لیے دو قصوں کو ایک ہی قافلہ کی طرف منسوب کرنا بھی صحیح ہو سکتا ہے اور مجلس شمس میں کوئی اشکال غائب نہیں ہے اس لیے وجہ انکار کی نہیں ہو سکتی ہے اور عام چرچا اسکا اس لیے نہ ہوا ہو کہ تھوڑی دیر کے لیے ایسا ہوا ہوا اور کسی نے التفات نہ کیا ہوا اور یہ امر باوجود تلاش کے مجھ کو نہ ملا کہ واپسی آپ کی براق پر ہوئی تھی یا کس طرح اگر کسی کو پتہ لگ جاوے اس مقام پر حاشیہ کا نشان بنا کر اُس میں طعن کر دے

واقعہ سب سے پہلے چارم معاملہ نیا طہین بعد استماع قصہ حضرت عائشہؓ سے روایہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شب شب مسجد اقصیٰ کی طرف لیجا یا گیا (اس میں آگے کی نفی نہیں) تو صبح کو لوگوں سے تذکرہ فرمایا بعض لوگ جو مسلمان ہوئے تھے مرتد ہو گئے اور بعض مشرکین حضرت ابوبکرؓ کے پاس دوڑے گئے اور کہا کہ اپنے دوست کی بھی کچھ خبر ہے یوں کہتے ہیں کہ مجھ کو رات ہی رات بیت المقدس میں لے جایا گیا حضرت ابوبکرؓ نے کہا کیا وہ ایسا کہتے ہیں لوگوں نے کہا ہاں انھوں نے فرمایا کہ اگر وہ کہتے ہیں تو ٹھیک کہتے ہیں لوگ کہنے لگے کیا تم اس امر میں انکی تصدیق کرتے ہو کہ بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے چلے آئے (حالانکہ وہ کس قدر دور ہے۔) انھوں نے فرمایا ہاں میں تو اس سے زیادہ بعید امر میں انکی تصدیق کرتا ہوں یعنی آسمان کی خبر کے بارہ میں جو انکے پاس صبح یا شام کو آتی ہے (جو کہ شب سے مقدس کم ہے) انکی تصدیق کر لیتا ہوں اسی لیے انکا نام صدیق رکھا گیا۔ روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک میں اور ابن اسحق نے وف اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ معراج بیداری میں جسم کے ساتھ ہوئی ورنہ اگر آپ نام کا دعویٰ فرماتے تو وہ ایسا امر مستبعد نہ تھا کہ بعض لوگ مرتد ہو جاتے۔ واقعہ سب سے پہلے مطالبہ محبت از کفار و اقاتل از سید الارابر علیہ صلوٰۃ اللہ العزیز الغفار حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے کو حطیم میں دیکھا کہ قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے متعلق پوچھتے تھے سو انھوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کئی باتیں پوچھیں کہ جن کو میں نے راجحہ ضرورت نہ سمجھنے کے ضبط نہ کیا تھا سو مجھ کو اس قدر گھٹن ہوئی کہ ایسا کہی نہ ہوا تھا پس اللہ تعالیٰ

اُسکو میرے لیے ظاہر کر دیا کہ میں اُسکو دیکھتا تھا اور وہ جو مجھ سے پوچھتے تھے
 میں اُنکو بتلاتا جاتا تھا روایت کیا اُسکو مسلم نے (کذا فی مشکوٰۃ) اور احمد اور
 بزار نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ مسجد لائی گئی اور میں اُسکو دیکھ رہا
 تھا بیان تک کہ عقیل کے گھر کے پاس لا کر رکھی گئی اور آپؐ نے سب بیان فرمایا اور
 میں اُسکو دیکھ رہا تھا اور ابن سعدؒ نے اُم ہانی سے روایت کیا ہے کہ بیت المقدس
 میرے لیے بخیل (تمثیل) کیا گیا اور میں اُن لوگوں کو اُسکے نشان بتلا رہا تھا۔ اور اُم ہانی
 کی اسی حدیث میں ہے کہ لوگوں نے آپؐ سے پوچھا کہ مسجد کے کئے دروازے ہیں آپؐ
 فرماتے ہیں کہ میں نے اُنکو (بوجہ غیر ضروری ہونے کے) گناہ تھا آپؐ فرماتے ہیں کہ
 بس میں اُسکو دیکھتا جاتا تھا اور ایک ایک دروازہ شمار کرتا جاتا تھا اور ابو یعلیٰ کی
 روایت میں ہے کہ یہ پوچھنے والا مطعم بن عدی والد جبیر بن مطعم کا تھا اس سے
 بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر بیداری میں مع الجسم ہوا ہے ورنہ یہ اعتراض متوجہ ہی نہ ہوتا
 اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے آپؐ سے بیت المقدس کے متعلق سوال
 کیا کہ آپؐ بیان فرمائیے کیونکہ میں نے اُسکو دیکھا ہے آپؐ بیان فرماتے تھے اور ابو بکرؓ
 تصدیق کرتے جاتے تھے آپؐ نے فرمایا اے ابو بکرؓ تم صدیق ہو (کذا فی سیرۃ ابن ہشام)
 تو اس میں کچھ تعارض نہیں کیونکہ آپؐ کا پوچھنا شک و امتحان کے لیے نہ تھا بلکہ اس لیے
 تھا کہ گفارسؓ لین اور گفار کو حضرت ابو بکرؓ پر اس امر میں اعتماد تھا کہ بیت المقدس کو
 دیکھے ہوئے ہیں اور یہ بھی اطمینان تھا کہ یہ محسوسات میں خلافت واقع کی تصدیق
 نہ کرینگے اور گفار کا دریافت کرنا تو اُسی مجلس میں ہو پھر بادی خواہ وہ ہوں حضرت
 ابو بکرؓ ہوں اور دوسرے مؤید سوال کا ہو گو قصد ہر ایک کا مختلف ہوا اور یاد مجلس میں ہو

اور بیت المقدس کا اپنی جگہ پر برکظاہر ہونا یا دار عقیل کے پاس آکر رکھا جانا یا
 اُسکی مثال کا منکشف ہونا انہیں جمع کی صورت سہل یہ معلوم ہوتی ہے کہ اُسکی مثال
 منکشف ہوئی اور وہ دار عقیل کے پاس نمایاں ہوئی جیسا فسائی کی حدیث میں آپ کے
 سامنے دوزخ جنت کا مثل ہونا آیا ہے اور غایۃ تشابہ کی وجہ سے اُسکو بیت المقدس کا
 منکشف ہونا فرمایا گیا اب یہ اشکال بھی نہ رہا کہ اگر بیت المقدس بیان آتا تو اپنی
 جگہ سے اتنی دیر غائب رہتا اور ایسا امر عجیب تاریخ میں منقول ہوتا۔ و ہذا آخر ما اردت
 ایرادہ فی ہذا الجزء مضی لللیل و بوالسحر۔ و صلے اللہ تعالیٰ علیٰ ہذا البنی خیر الخلائق و البشر
 و علی آلہ و اصحابہ مصابیح الغفر۔

فوائد متعلقہ واقعہ معراج

چونکہ یہ واقعہ نہایت مہتمم بالشان ہے اسلئے برخلاف دوسرے فضول کے (کہ انکے
 فوائد متعلقہ کو حواشی میں لکھا گیا جیسا کہ مقدمہ رسالہ میں مذکور ہے) اسکے بعض فوائد

۱۵ اور تین قصے روایات معراج میں اور آئے ہیں ایک یہ کہ آپ نے ایک قوم کو دیکھا کہ تاجے کے ناخون سے
 اپنا نسخہ فوجتے ہیں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ غیبت کرنے والے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
 نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت آپ کی امت کو سلام فرما کر پوچھا تیسرے یہ کہ ملائکہ نے عرض کیا کہ اپنی
 امت کو پچھنے لگانے کا معاملہ کے لیے مشورہ دیجیے اسوقت مجھ کو یہ حدیثیں نہیں ملین جس کو ملجا وین حاشیہ میں
 ملتی کہ دین ۱۲ منہ ۱۵ اگر یہ فصل کبھی الگ چھپے تو بعد سرخی فوائد متعلقہ واقعہ معراج یہ عبارت
 کافی ہے چونکہ یہ واقعہ نہایت مہتمم بالشان ہے اس لیے اس کے بعض فوائد متعلقہ کو بھی اس کے
 بعد لکھنا مناسب معلوم ہوا مگر اختصار کے ساتھ اور یہ فوائد دو قسم کے ہیں ایک فوائد حکمیہ
 بعض الاماں جس کا جمل احکام علیہ میں اور دوسرے فوائد حکمیہ کبیر الاماں جس کا جمل تحقیقات علیہ میں اسکے
 بعد سرخی قسم اول آخر سے لکھا جاوے ۱۲ منہ

کو بھی اسکے بعد متن ہی میں لکھنا تحسن معلوم ہو اگر اختصار کے ساتھ آور یہ دو قسم کے ہیں ایک فوائد حکمیہ فیہ الحما جس کا لقب مقدمہ میں باب الاول اور تجویز کیا گیا تھا۔ دوسرے فوائد حکمیہ کسیر الحما جس کا لقب مقدمہ میں باب الامر اور تجویز ہوا تھا۔ قسم اول عملیات ہیں قسم ثانی علمیات ہیں۔

قسم اول فوائد حکمیہ فیہ

نمبر ۱۔ احادیث اسرار میں مذکور ہے کہ آپ کا سینہ مبارک شق کیا گیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مروکومہ کے سینہ کی طرف دیکھنا درست ہے اور گورشتے ذکر و انوشہ سے منترہ ہیں مگر اطلاقات شرعیہ میں اسکا ذکر بصیغہ ذکر آیا ہو ایسے یہ استنباط چسپان ہو گیا نمبر ۲۔ اور اُس میں یہ ہے کہ بیت المقدس پہونچکر براق کو حلقہ سے باندھ دیا گیا اس سے احتیاط فی الامور و مباشرت اسباب کا نافی توکل نہونا ثابت ہوتا ہے جبکہ اعتماد حق تعالیٰ پر ہو۔ نمبر ۳۔ اور اُس میں یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام سے جب آسمان کے دروازہ پر پوچھا گیا کہ کون ہے تو جبرئیل علیہ السلام نے جواب میں اپنا نام بتلایا کہ جبرئیل یون نہیں کہا کہ میں اُس سے معلوم ہوا کہ ایسے پوچھنے والے کے جواب میں ادب ہی ہے کہ نام لے کیونکہ صرف میں کہنا اکثر اوقات معرفت کے لیے کافی نہیں ہوتا ایک حدیث میں اس پر انکار بھی آیا ہے۔ نمبر ۴۔ اور اسی سے استیذان کا مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ کسی کے گھر میں گو وہ مردانہ ہی ہو بلا اذن داخل ہونا نہ چاہیے۔ نمبر ۵۔ اُس میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے کمر لگائے بیٹھے تھے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قبلہ سے کمر لگانا اور

جیسا کہ واقعہ ششم میں مذکور ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اگر راکب اور حاکم کسی جاس
 و راجل کو نہ دیکھنے کی وجہ سے سلام نہ کر سکے تو اس کے لیے افضل ہے کہ راکب عابر کو
 سلام کرے۔ نمبر ۱۱۔ اور ان میں یہ بھی ہے کہ آپ بعض اعمال پر لوگوں کو جزم و طوع
 اور بعض کو ستر ملتے ہوئے دیکھا اس سے ان اعمال خیر و شر کا قابل ترکاب یا اجتناب
 ہونا ثابت ہوا جیسا کہ ظاہر نمبر ۱۲۔ ان میں یہ بھی ہے کہ آپ بیت المقدس میں
 داخل ہو کر نماز پڑھی اس سے حجۃ الہجد کا سنون ہونا ثابت ہوا۔ نمبر ۱۳۔ ان میں
 یہ بھی ہے کہ بیت المقدس میں آپ امام بنائے گئے اس سے ثابت ہوا کہ اہمیت
 افضل القوم کی افضل ہے۔ نمبر ۱۴۔ اور ان میں یہ بھی ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے
 بیت المقدس میں اپنے فضائل کا خطبہ پڑھا اس سے ثابت ہوا کہ اگر حق تعالیٰ کی
 نعمتوں کو بطور شکر و تحمد بالعمدہ کے ظاہر کرے تو محمود ہے۔ نمبر ۱۵۔ اور ان میں یہ بھی
 ہے کہ آپ کو پیاس لگی تو کئی قسم کے مشروبات آپ کے سامنے حاضر کیے گئے اس سے
 ثابت ہوا کہ توسع مآکل و مشارب میں خصوص ضیف کے لیے جائز ہے۔ نمبر ۱۶۔
 اور اگر اس پیشی کی غرض پر نظر کی جاوے کہ امتحان تھا تو اس سے یہ بھی ثابت
 ہوا کہ دین میں امتحان لینا جائز ہے۔ نمبر ۱۷۔ اور ان میں یہ بھی ہے کہ فرشتے آپ کو
 دونوں طرف گھیرے ہوئے تھے جیسا واقعہ دہم میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر
 اکرام کے لیے خادم دونوں طرف گھیرے ہوں تو مذہب میں نہیں۔ نمبر ۱۸۔ اور ان میں
 یہ بھی ہے کہ آپ جب آسمانوں پر پہنچے تو فرشتوں نے اور انبیاء علیہم السلام نے
 آپ کو مرجا کہا اس سے معلوم ہوا کہ ضیف کا اکرام اور اظہار فرحت اس کے آئے پر
 مطلوب ہے۔ نمبر ۱۹۔ اور ان میں یہ بھی ہے کہ آپ نے آسمانوں میں خود انبیاء

علیہم السلام کو سلام کیا اس سے معلوم ہوا کہ آنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے اگرچہ آنے والا افضل ہو نمبر ۲۰- اور انہیں یہ بھی ہے کہ آپ نے دوسرے انبیاء علیہم السلام کے فضائل ذکر کر کے اپنے لیے دعا فرمائی اس سے مقام قرب میں بہت بڑھ چکی دعا کی فضیلت معلوم ہوئی۔ نمبر ۲۱- اُن میں یہ بھی ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے آپ کو مشورہ دیا کہ تخفیف عدد صلوٰۃ کی درخواست کیجئے اس سے معلوم ہوا کہ نیک مشورہ دینا اور خیر خواہی کرنا امر مطلوب ہے جو حکم مشورہ دیا جائے وہ اپنے سے رتبہ میں بڑا ہی ہو۔ نمبر ۲۲- اُن میں یہ بھی ہے کہ آپ نے تخفیف صلوٰۃ کی درخواست کی اس سے معلوم ہوا کہ مفید مشورہ کو قبول کر لینا محمود ہے نمبر ۲۳- اُن میں یہ بھی ہے کہ حضرت اُم ہانی نے آپ سے عرض کیا کہ اس قصہ کو لوگوں سے نہ فرمائیے جیسا کہ واقعہ ۲۳ میں مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس بات کے اظہار سے فتنہ ہوتا ہو اس کو ظاہر نہ کیا جاوے کیونکہ مبنی ان کے مشورہ کا یہی اصل ہے۔ نمبر ۲۴- پھر آپ کے جواب سے معلوم ہوا کہ اُس اصل میں تفصیل ہے یعنی جو امر دین میں ضروری نہ ہو اُس کو ظاہر نہ کیا جاوے اور ضروری میں فتنہ کی کچھ پروا نہ کی جاوے نمبر ۲۵- اُن میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے حالات پوچھے جس سے غرض یہ تھی کہ میری تصدیق کرنے سے کُفار و فاسق کریں گے جیسا کہ واقعہ ۲۴ میں مذکور ہوا اس سے معلوم ہوا کہ مکالمت اہل حق و اہل باطل کے وقت تائید حق کے لیے گفتگو میں ظاہر مخالف کا طرفدار بن جانا بھی جائز ہے یہ کل پچیس ہوئے مطابق عدد واقعات کے واللہ اعلم ثم ثانی فوائد حکمیہ بالکسر اور یہ بھی پچیس میں پندرہ تمبیہ کے عنوان سے پانچ تحقیق کے عنوان سے اور

پانچ دفع اشکال کے عنوان سے چنانچہ آتا ہوا اور قیم ثانی بصورت تفسیر آیت
اسراء لکھی جاتی ہے جس کو اپنی تفسیر بیان القرآن سے نقل کر دیا ہے وہ ہوا۔

تفسیر آیت الاسرار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بسمان الذی سرخی بعد قلیل من المسجد الحرام الی المسجد
الاقصى الذی بالکننا حوالہ لزیبہ من آیاتنا انہ هو السميع البصیر
وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی کے وقت مسجد
حرام (یعنی مسجد کعبہ) مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرد اگر د
(کہ ملک شام ہے) ہم نے (دینی و دنیوی) برکتیں کر رکھی ہیں) دینی برکت یہ ہے
کہ وہاں بکثرت انبیاء مدفون ہیں و دنیوی برکت یہ کہ وہاں اشجار و اہنار و پیداوار
کی کثرت ہے غرض اس مسجد اقصیٰ تک عجیب طور پر اس واسطے لے گیا تا کہ ہم
اُن (بندہ) کو اپنی کچھ عجائبات قدرت دکھلاوین (جنہیں بعض تو خود وہاں تک
متعلق ہیں مثلاً اتنی بڑی مسافت مدت قصیرہ میں طے کرنا سب انبیاء علیہم السلام
کو دیکھنا انکی باتیں سننا وغیر ذلک) بعض آگے کے متعلق ہیں مثلاً آسمانوں پر
جانا اور عجائبات کثیرہ دیکھنا) بیشک اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے
والے ہیں (چونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو سنتے احوال کو دیکھتے
تھے اسلئے اُن کو اس طرح مکرم و مقرب بنایا) و اب اس مقام پر چند تنبیہات اور چند
تحقیقات اور چند دفع اشکالات ہیں تنبیہ اول سجان تنزیہ و تعجیب کے لیے

مستقل ہے چونکہ یہ لے جانا عجیب تھا اور عجیب ہونے کی وجہ سے قدرت عظیمہ
 دال ہے اس لیے اس سے شروع کرنا مناسب ہوا اور اسی لیے احقر نے ترجمہ میں
 لفظ عجیب طور پر کو ظاہر کر دیا اور یہ جانا براق پر تھا جیسا صحاح میں ہے جسکی
 برق رفتاری بھی عجیب تھی۔ تنبیہ دوم اس مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لیجاؤ کہ
 اسراء کہتے ہیں اور آگے آسمانوں پر جانے کو معراج کہتے ہیں اور گاہے دونوں
 لفظ مجموعہ پر اطلاق کیے جاتے ہیں۔ تنبیہ سوم یہاں بعد کہنے سے دو فائدے
 ہیں ایک تو اظہار آپ کے قرب و قبول کا دوسرے اس عجیب معجزہ کی وجہ سے کوئی
 آپ پر الوہیت کا شبہ نہ کر سکے تنبیہ چہارم ہر چند کہ اسرار رات ہی کے چلنے
 کو کہتے ہیں لیکن لیلاً کی تصریح اس لیے ہے تاکہ باعتبار عرف و محاورات کے تعیض
 دال ہو اور زیادہ دلالت کرے قدرت پر کہ حقوڑی ہی رات میں اتنا دراز کا
 کر لیا گیا اور دلالت علی التبعض کی تصریح عبدالقاہر سے اور اسکی توجیہ سیوید اور
 ابن مالک سے صاحب روح نے اس طرح نقل کی ہے اللیل والنہار اذا عرفا کاہم عیلا
 للتعمیم وظرفا ممدوا بخلاف المنکر فلما عدل عن تعریفہ علم انه لم یقصد اطلاق السری
 تنبیہ پنجم شہسی حرام کا اطلاق گاہے مطلق حرم پر بھی آتا ہے اور بیان دونوں
 معنی صحیح ہو سکتے ہیں کیونکہ بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ آپ اسوقت حطیم میں
 تشریف رکھتے تھے اور بعض میں آیا ہے کہ اُم ہانی کے گھر میں تھے پس آیت کو
 دونوں پر محمول کر سکتے ہیں اور وجہ تطبیق دونوں حدیثوں میں بہت سہل ہے کیونکہ
 اُم ہانی کے گھر سے حطیم میں آ جانا اور وہاں سے آگے جانا کوئی امر مستبعد نہیں۔
 تنبیہ ششم مسجد اقصیٰ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اقصیٰ کہ معنی غریب ہیں بہت دور

چونکہ وہ مسجد مکہ سے بہت دور ہے اسلئے اقصیٰ کہا گیا تبذیہ ہضم ہر چند عجائبات کا
مشاہدہ بدون آپ کے لیجائے ہوئے بھی ممکن تھا لیکن امین اور اسی طرح رکو بن اور
زیادہ اکرام و اظہار شان ہے اسلئے آپ کو اسطرح لے گئے تبذیہ ہضم ہر چند عجائبات
میں حکمت لکھی ہے کہ عادۃً وہ وقت خلوت کا ہے اُس میں بلانا دلیل ہے زیادت
اختصاص کی تبذیہ ہضم بیان مسجد اقصیٰ سے مراد صرف اُس مسجد کی زمین ہے کہ حقیقت
میں مسجد اصالۃً زمین ہی ہوتی ہے اور عمارت تو تبعاً مسجد ہوتی ہے وجہ اس مراد لینے کی
یہ ہے کہ یہ امر تاریخ سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ کے درمیان میں اُسکی عمارت منہدم کر دی گئی تھی چنانچہ عنقریب تفسیر آیات
وقضینا الی بنی اسرائیل میں مذکور ہو گا اسلئے ظاہراً اس پر شبہ ہوتا ہے کہ مسجد تھی کا
جب اسوقت وجود ہی نہ تھا پھر وہاں تک لیجانے کے کیا معنی پس اس مراد کے
تعیین سے وہ شبہ جاتا رہا اور اگر اُس حدیث پر شبہ ہو کہ کفار مغرضین نے آپؐ
بیت المقدس کی ہیئت و کیفیت دریافت کی تھی اس کے کیا معنی تو اس کا
جواب یہ ہے کہ اول تو منہدم عمارت کی ہیئت و کیفیت دریافت کرنا بھی ممکن ہے
علاوہ اس کے اُس زمین کے قرب میں لوگوں نے کچھ عمارتیں بنام نہاد
بیت المقدس کے بنائی تھیں اُس سے بھی سوال ممکن ہے تبذیہ ہضم
الذی بارکنا بطور حج کے بڑھایا ہے اور اس سے خود
اُس مسجد کا مبارک ہونا بدرجہ اولیٰ مفہوم ہو گیا کیونکہ جب اُسکے پاس
باوجود مسجد نہ ہونے کے برکت ہے تو خود اُس میں تو ضرور برکت ہوگی کیونکہ
اُس پاس دو قسم کی برکتیں ہیں ایک دنیوی سو اُس سے تو دینی برکت

ضرور زیادہ ہے اور دوسری دینی کہ مدفن انبیاء ہے سو دفن ہونا صرف تلبس جسم کا ہر
اور قبلہ ہونا جیسا کہ اکثر انبیاء علیہم السلام کا وہ قبلہ رہا ہے تلبس روح کا ہے اور یہ
زیادہ موجب برکت ہوگا خصوص جبکہ وہاں ہی رہ کر عبادت کریں کہ جسم کا تلبس
بھی ہو جاوے گا کیونکہ وہ قبلہ ہونے کے ساتھ اکثر انبیاء کا مقبرہ اور محل عبادت بھی
رہا ہے پس اس طرح خود اس مسجد کے مبارک تر ہونے پر دلالت ہوگی پس بعض کتب
میں لکھا ہے کہ موضع جسد شریف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عرش سے بھی افضل ہے
اسکا فضیلت جزئی پر محمول کرنا مناسب ہے واللہ اعلم تنبیہ یا زوڑ ہم لہذہ من آیاتنا
میں آیات کا اطلاق جو کہ عرفا عظم اور کمال پر دال ہوتا ہے اور آیات سماویہ
خصوصاً جبکہ آسمانوں پر انبیاء بھی تھے جیسا احادیث معراج میں ہے آیات ارضیہ
اعظم اور اکمل ہیں اس طرح یہ اطلاق مشیر ہے کہ مسجد اقصیٰ سے آگے بھی آپ کو لے کر
اسی لیے روح المعانی میں یوں تفسیر کی ہے لہذہ من آیاتنا ای لاذفعہ الی السہل
حتی یری ما یری من الجہائب مگر تصریح نہ کرنے میں شاید یہ نکتہ ہو کہ وہ اور
زیادہ عجیب ہے اور انکار اسکا قریب ہے اور نص قطعی کا انکار کفر ہے پس تصریح نہ کرنا
رحمت ہے ضعف کے ساتھ تنبیہ دوا زوڑ ہم من کا بعضیہ لینا اس وجہ سے
ہے کہ واقع میں ایسا ہی ہوا تھا چنانچہ صحاح امین ہے کہ اسمع صرف الا قلام
کہ قلم کے چلنے کی آواز آتی تھی اور ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قلم نہیں
دیکھے و علی ہذا تنبیہ مشرقہ ہم اسرار میں ضمیر غائب کی ہے اس سے شروع کیا گیا
اور لہذا السمع پر کہ اس میں بھی ضمیر غائب کی ہے ختم کیا گیا اور درمیان میں ضمیر
مشکلم کہ دال تعظیم پر بھی ہے لائی گئی اس میں یہ نکات میں اصول تجدید کلام

و متشیط سامع و دوم برکات اور آیات و ارادات کا عظیم ہونا شوم اس کے
 بعد قرب کے زیادہ ہونے کی طرف اشارہ اور قرب کے وقت اصل حکم ہے تنبیہ
 چہار و ہم اندھوا السمع البصیر کو بڑھانے کا فائدہ علاوہ فائدہ مذکور ذی انت
 کے ایک بھی ہو سکتا ہے کہ مذہب کو و عید ہے کہ ہم تمہاری تکذیب مخالفت کو دیکھتے
 سنتے ہیں خوب سزا دینے کی تنبیہ یا نذر و ہم لہذا من ایاتنا کے بعد اس کا
 بڑھانا بشیر اس طرف ہے کہ گوشت عجا ئبات کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو
 ہوئی مگر علم میں ہمارے برابر نہیں ہو گئے کیونکہ ان کو تو ہم نے دکھلایا اور ہم
 بالذات سمیع بصیر ہیں دوسرے انھوں نے بعض آیات کو دیکھا اور ہم علی الاطلاق
 سمیع بصیر ہیں۔ تحقیقات تحقیق اول بیان مسجد اقصیٰ تک جانا مذکور ہے
 اندر جانا احادیث میں مصرح ہے کہ آپ اندر تشریف لے گئے اور انبیاء علیہم السلام
 سے ملے اور آپ نماز میں ان کے امام بنے تحقیق و دوم آگے آسمانوں کی طرف
 جانا اس آیت میں مصرح نہیں ہے گو اس کی طرف اشارہ ہے اور اس سے زیادہ
 صراحت کے قریب اشارہ سورہ النجم میں ہے ولقد راہ نزلة اخرى عند
 سدرة المنتهى یعنی آپ نے جبریل علیہ السلام کو دوسری بار سدرة المنتہی کے پاس
 دیکھا ہے اور پہلی بار کا دیکھنا اس کے قبل دھوا بالا فقی الاعلیٰ میں مذکور ہوا ہے
 سو اس سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ سدرة المنتہی تک پہنچے تھے کیونکہ
 عند متعلق راہی کے ہے پس رویت عند السدرہ سے ظاہر معلوم ہوتا ہے
 کہ رائی اور مرئی دونوں سدرہ کے پاس ہون کے پھر حدیثوں میں آواہی
 اس قدر تصریح ہے کہ مجال نحر ہی نہیں تحقیق شوم جمہور اہل سنت و جماعت کا

مذہب یہ ہے کہ معراج بیداری میں حسیہ کے ساتھ ہوئی اور دلیل اسکی اجماع ہے
اور مستند اس اجماع کا یہ اور ہو سکتے ہیں اول حق تعالیٰ نے جس اہتمام سے قصہ
اسرا کو بیان فرمایا ہے اُس سے اس کا غایت عجیب ہونا معلوم ہوتا ہے اگر یہ
قوم میں یاروحانی طور پر ہوتی تو یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ دوسری بعیدہ
سے ظاہر اہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ حقیقی اور متبادر معنی جا، فی عبد فلان کے یہی ہیں
کہ وہ بیداری میں دھڑا اور جان سمیت آیا پس عبد کا مصداق مجموعہ روح و حسیہ اور
اُس محل کا صدور مقید بالیقظہ ہوتا ہے الا ان یصح علی خلاف ذلک تفسیری اگر
یہ خواب کی حالت میں یاروحانی طور پر ہوتی تو جسوقت کفار نے تکذیب کی تھی یا بالیقظہ
اور اپنے قافلہ کے حالات پوچھے تھے جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے بعضہا فی الصبح
و بعضہا رواہ البیہقی وغیرہ کافی الدر المنثور تو آپ اسوقت بہت سہولت سے جواب
دیتے کہ میں بیداری میں اسکے ہونے کا کب مدعی ہوں جو تم ایسی باتیں کرتے ہو
اور بیت المقدس کی ہیئت و کیفیت بیان کرنے کے متعلق فکر میں نہ پڑتے جیسا
حدیثوں میں ہے کہ آپ کو فکر ہوئی حق تعالیٰ نے منکشف کر دیا اور آپ نے بتلادیا رواہ
مسلم اور بعض کو آیت وما جعلنا الرؤیا الکرہ سے شہدہ ہوا ہے سوا اول تو وہاں
احتمال ہے کہ واقعہ بدر یا عمرہ مکہ کا خواب مراد ہو جیسا بعض مفسرین اس طرف گئے
ہیں جنکا ذکر اجمالاً اذ یریکہم اللہ فی منامک اور لقہ صۃ واللہ رسولہ الرؤیا
میں آیا ہے اور اگر واقعہ معراج ہی مراد ہو تو رؤیا بمعنی رویت ہے کیونکہ رائی کے
دونوں مصدر ہیں مثل قرئی اور قرابت کے یا بقول بعض شب سے رویت کو رؤیا کہتے
ہیں گو بیداری میں ہو یا تشبیہاً رؤیا کہ دیا ہوا اور وجہ تشبیہ کی یا عجائب کا دیکھنا

اور یا شب کے وقت واقع ہونا کذا فی روح المعانی اور بعض کو شریک کی حدیث سے جس کے
آخر میں غم استفیضت ہے شبہ نہ کیا ہے سو چونکہ شریک محدثین کے نزدیک حافظ
حدیث نہیں اور دوسرے حفاظ کے خلاف کیا اس لیے وہ زیادت غیر مقبول ہے
کذا فی روح المعانی یا محمول ہے تعدد واقعہ پر کیونکہ علمائے لکھا ہے کہ عروج روحانی
آپ کو کئی بار ہوا ہے یعنی اس معراج سے پہلی خواب میں عروج ہوا ہے جس کی حکمت
یہ لکھی ہے کہ تدریجاً اس معراج اعظم کی استعداد اور برداشت ہو سکے اور بعض کو حضرت
عابدیہ حضرت عائشہ کے اقوال سے شبہ ہو گیا ہو سو حضرت عائشہؓ تو اس وقت تک
کے نکاح میں کبھی نہ آئی تھیں اور حضرت عابدیہؓ اس وقت تک اسلام بھی نہ لائے
تھے خدا جانے کسی سے شکر کہا ہے یا اجتہاد اگما ہے یا کسی دوسرے واقعہ کی نسبت
کہا ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال تحقیق چہارم میں اہل تقدس
تک جانے کا منکر کا فر ہے اور ماؤل مبتدع ہے اور آگے جانے کا منکر اور ماؤل
مبتدع ہے اور ہر چند کہ سورہ نجم میں قریبا تصریح ہے لیکن عندین احتمال ہے کہ وہ
رأہ کے مفعول کا حال ہو اس لیے آپ کے سدرۃ المفتی تک پہنچنے میں نص
نہیں ہے تحقیق شجرہ اسمین اختلاف ہے کہ حق تعالیٰ کو اس شب میں آپؐ نے دیکھا
یا نہیں اس میں سلف اور خلف سب کا اختلاف ہے اور روایات محتمل تاویل کو
ہیں کیونکہ روایت مثبتہ رویت میں احتمال ہے کہ رویت بالقلب مراد ہو اور نفی
رویت سے کسی خاص رویت کی نفی مراد ہو خلا قیامت کے روز جنت میں جو
انکشاف ہو گا یہ انکشاف اُس سے کم ہو گا اور رویت صادق آوے جیسے دیکھنا
دیکھنا بھی دیکھنا ہے اور عنیک سے اور زیادہ انکشاف ہوتا ہے غرض اس

مسئلہ میں توقف بہتر ہے دفع اشکالات۔ دفع اشکال اول بعض کو یہ
 ہوا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باب میں فرمایا ہے نوحی ابراہیم ملکوت السموات
 والارض اور آپ کے لیے من تبعہ ضیہ کیون فرمایا جو آپ کے لیے کہ ملکوت السموات
 والارض کل آیات تو نہیں ہیں اور ممکن ہے کہ یہ بعض جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 دکھلایا گیا اس بعض سے اعظم ہو دفع اشکال دوم بعض ظاہر پرست شبہہ
 کرتے ہیں کہ خرق والتیام افلاک پر محال ہے۔ جواب یہ ہے کہ اُس دلیل کے سب
 مقدمات باطل ہیں جیسا اپنے محل میں مذکور ہے دفع اشکال سوم بعض کہتے
 ہیں کہ اس قدر سیر سریع کیونکر ممکن ہے جو آپ یہ ہے کہ بعض کو اکب باوجود اس قدر
 عظیم ہونے کے نہایت سریع ہیں اور سرعت کی عقلاً کوئی حد نہیں ہے دفع اشکال
 چہارم بعض کہتے ہیں کہ آسمان کے نیچے ہوا نہیں اور حرارت شدید ہے جسم
 غصری سلامت نہیں رہ سکتا جواب یہ ہے کہ محال ممکن نہیں ہوتا لیکن مستبعد
 واقع ہو سکتا ہے دفع اشکال پنجم بعض کہتے ہیں کہ آسمان ہی موجود نہیں
 جواب یہ ہے کہ ہاں تا برہان کہ ان کے منقوضہ دقین۔

من القصص

ترجمہ علم آپ ایک شب میں حرم شریف مکہ سے حرم عمر
 سورۃ فصلی میں آیا جو دیکھ ان میں فاصلہ چالیس دن کے
 سفر کا ہے ایسے ظاہر و باہر و تیر و مال کی تازہ نشانی تھی
 کہ ورت کے ساتھ انہیں لے گئے جیسا کہ بدر تبارکی کے
 پردہ میں نہایت درخشانی کے ساتھ جاتا ہے اللہ اور
 آپ کی ہیالت ترقی رات گذار تھا و رہا خانہ کی توانی اور ایسا
 قرب تھا چل گیا جب مقرر بان درگاہ خداوندی سے کوئی نہ

سَرَّيْتُ مِنْ حَرَمٍ بَيْلًا إِلَى الْحَرَمِ
 كَمَا سَرَى الْبَدْرُ فِي دَارِهِ مِنَ الظُّلَمِ
 وَبَنَى تَرَقَّى إِلَى أَنْ يَلْتَمِسَ مَنْرَكَةً
 مِنْ قَائِمَةٍ فَسَيَنْ كَوْثُرَ رُكُوكِهِمْ مَتَرَمِ

عہ الملقبہ بالبرۃ ۱۲ عہ لم یقصد تفسیر القرآن اوقصدہ علی بعض الاقوال ۱۲ سنہ

قَدْ مَكَرَ جَمِيعُ الْأَنْبِيَاءِ بِهَا
وَالرُّسُلِ نَقْدًا ثُمَّ تَخَذُوا عَلَى أَخْدَانِهِمْ
فَأَمْرًا فَتَحْتَرِقُ السَّيْبَةُ الْكِبَارُ بِعَمَلِهِمْ
فِي مَوَاقِفٍ كُنْتَ فِيهِ صَاحِبَ الْعِلْمِ
حَتَّى إِذَا كُنْتَ دُعُوكَ الشُّبُوحِ
مِنَ الدُّنْيَا فَالْمَرْقَا الْمُسْتَعْمِلِ
خَفَضَتْ كُلَّ مَكَانٍ بِالْإِضَافَةِ إِذْ
كُنْتَ دُنَيْتَ بِالرُّعْمِ مِثْلَ الْمَعْرِ الْعِلْمِ
كَيْفَ تَقْوَارُ بِوَضْعِهِ أَيْ مُسْتَوْدِ
عَنِ الْعِيُونِ وَاسْتَرَأَى مُكْتَتَمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلَى خَلْقِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

وَلتَحْمَدُ الْكَلَامَ عَلَى وَقْعَةِ الْأَسَاءِ
وَاللَّهُ فَاصِحًا بِهِ أَهْلُ الْاجْتِبَاءِ

ہم نہیں ہو سکتا یا گیا تھا بلکہ اس مرتبہ کا سبب علیہ فیت کسی نے
قصہ بھی نہیں کیا تھا اور آپ کو مسجد بیت المقدس
میں تمام اہلبیادرس نے اپنا امام و پیشوا بنایا حبیب
مخدوم خادموں کا امام و پیشوا ہوتا ہے ۱۲

۱۳ اور (مجلد آپ کی ترقیات کے یہ امر ہے کہ آپ
ساتھ مسلمانوں کو طے کرتے جاتے تھے جو ایک دوسرے پر
اکٹھا ملا کر میں (جو بلحاظ آپ کی عقیدت نشان تالیف
قلبت رکھ آگے ہزارہ تھا اور) جسے سردار اور صاحب
علم آپ ہی تھے ۱۴ (آپ تہذیب عالی کی طرف ہر ترقی
کرتے رہے اور مسلمانوں کو راسطے کرتے رہے) یہاں تک
کہ جب کے بڑھنے والے کی قریب منزلت کی بنا پر ترقی
اور کسی طالبِ فیت کے واسطے کوئی موقع ترقی کا نہ رہا
۱۵ جس وقت آپ کی ترقیات ہمارے رہے بھی گئیں
تو اپنے ہر مقام انہی کو یا ہر صاحب مقام کو نسبت اپنے
مرتبہ کے جو خداوند تعالیٰ اسے عنایت ہوا پسند کر دیا جب
کہ آپ ان کو کد واسطے ترقی مرتبہ کے شل کیا اور نامور
شخص نے کہا کہ ۱۶ (یہ نیا جامہ کی اسیلے تھی) تاکہ
آپ کو وہ صل حاصل ہو جو نہایت رجا انھوں سے پوشیدہ تھا
(اور کوئی مخلوق اس کو دیکھ نہیں سکتی) اور تاکہ آپ کا مینا بن
اس لیے عبید سے جو فیت مرتبہ پوشیدہ ہے ۱۷ عطر الوردہ

بِالصَّلَاةِ عَلَى سَيِّدِ أَهْلِ الْأَصْطِفَاءِ
مَا دَامَتِ الْأَرْضُ وَالسَّمَاءُ

تیرھویں فصل ہجرت حبشہ میں یہ نبوت کے پانچویں سال میں ہوئی جس کا
سبب یہ ہوا کہ کفار مسلمانوں کو بہت تکلیف دیتے تھے اس وقت آپ کی اجازت سے
خبر مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ کا بادشاہ نجاشی نصرانی تھا اس نے
مسلمانوں کو اچھی طرح جگہ دی۔ کفار قریش کو اس سے بہت غیظ ہوا انھوں نے
کئی شخصوں کو تحف و ہدایا دیکر نجاشی کے پاس بھیجا کہ مسلمانوں کو اپنے پاس نہ لے۔

جب انھوں نے جا کر اپنا مطلب عرض کیا نجاشی نے دربار میں مسلمانوں کو بمواجمہ اُن لوگوں کے بلا کر گفتگو کی حضرت جعفرؓ نے کہا کہ ہم لوگ گمراہ تھے اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغمبر بھیجا اور اپنا کلام اُن پر نازل فرمایا تو ہم راہ راست پر آئے وہ بھلے کاموں کا حکم کرتے ہیں اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہیں۔ نجاشی نے کہا جو کلام اُن پر اتر رہا ہے اُس میں سے کچھ پڑھو انھوں نے سورہ مریم شروع کی وہ بہت متاثر ہوا اور مسلمانوں کو تسلی دی اور فرستادگان قریش کو خائب و خاسر رد کر دیا۔ کذا فی تواریخ حبیب آلہ۔

حدیثوں میں تصریح ہے کہ یہ بادشاہ مسلمان ہو گئے تھے اور زاد المعاد میں ہے کہ پھر جب آپ کے مدینہ کو ہجرت فرمانے کی خبر اُن لوگوں کو پہونچی تو ۳۳ آدمی حبشہ سے لوٹ آئے سات تو مکہ میں روک لیے گئے اور باقی مدینہ پہونچ گئے اور لقیہ نے کشتی کے رستہ سال غزوہ خیبر میں مدینہ کو ہجرت کی ان صاحبوں کو دو ہجرتوں کی وجہ سے اصحاب ہجرتین کہتے ہیں۔

من القصیدۃ

وَلَمَّا تَرَانِي مِنْ قَوْلِي غَيْرَ مُنْتَصِيٍّ
بِهِ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَيْرَ مُنْقَضِمٍ
أَحَلَّ أُمَّتَهُ فِي حُجْرٍ مِلَّتِهِ
كَالْيَتِّ حَلَّ مَعَ الْأَشْبَالِ فِي أَجْمٍ
كَوَجَدَ لَكَ كَلِمَاتِ اللَّهِ مِنْ جَدَلٍ

۱۔ اور تو ہرگز نہ دیکھے گا کسی کے دوست کو اسکو
آپ کی کس مدد نہ پہونچی ہو اور نہ تو اسکو کوئی ایسا دشمن
دیکھے گا کہ اسکو شکست فاش نہ پہونچی ہو ۲۔ اے نبیؐ
اجابت کو اپنے دیکھے مضبوط و مستحکم ظلمہ میں تار آنگو کوئی
مغلوط و غیور نہیں کہ سکتا جیسا کہ شبیر نے پوچھ کر لیکر اپنے پیش
میں فروکش ہوتا ہوا کہ کسی کا مغلوب نہیں کہ انکو وہاں ستا سکے
۳۔ اور یہی فقہ کلام اللہ نے خاکِ غفلت پر ڈال دیا

عہ یعنی کہ نہ تو ان سے پھر مدینہ چلے جاوے گئے ۱۲ منہ

فِيهِ وَلَمْ يَخْصَمْ الْبُرْهَانُ مِنْ خَصْمِهِ
بَارِكْ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

اُس شخص کو جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جھگڑا
کیا اور اُن کی نبوت کا انکار کیا اور بہت دفعہ غالب
ہوئیں دلائل آپ کی اثبات رسالت کی منکشف شدہ آنحضرت
بالعظا لورده چنانچہ اس موقع پر صحابہ کا غلبہ ہوا اور
کلام اللہ نے غیاشی بر اثر کیا ۱۲ سنہ

چودھویں فصل زمانہ اقامت مکہ بعد النبوة کے بعض متفرق مہم واقعات
میں مختصراً واقعہ پہلا جب آپ پر وحی اوّل نازل ہوئی اور آپ نے حضرت خدیجہ
سے بیان فرمایا وہ آپ کو ورقہ عسکے پاس لے گئیں انھوں نے آپ کے صاحب وحی
ہونے کی تصدیق کی اور حضرت خدیجہؓ دولت ایمان سے مشرف ہوئیں۔ اور عورتوں
میں سب سے اوّل حضرت خدیجہؓ اور جو انان احرامین سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور
ثمینہؓ اور غلاموں میں حضرت بلالؓ اور آزاد شدہ غلاموں میں حضرت
زید بن حارثہؓ اور بعد ازین حضرت عثمانؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت
طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ ایمان لائے اور روز بروز
لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ دوسرا واقعہ جب آپؐ بیت و انذار
عشیرتک اہل قریب نازل ہوئی آپؐ کوہ صفا پر چڑھ کر بکارا اور سب کو جمع
کر کے شرک پر رہنے کی حالت میں غذا کے ڈرا یا بولے آپؐ کی شان میں سخت
الفاظ کہے سوئے تب ہی نازل ہوئی جس میں اُسکی اور اُسکی جو رو کی مذمت ہو وہ بھی
آپؐ کے ساتھ بہت دشمنی رکھتی تھی انس ابولہب کے دو بیٹے تھے عتبہ اور عقیلہ آپؐ کی
دو صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ اور ام کلثومؓ ان دونوں کے نکاح میں تھیں اُنوقت

۱۵ اس پوری فصل کے مضامین تواریخ جیب آکر سے لیے ہیں گو الفاظ و ترتیب میں تبدل ہوا ہے
۱۶ یہ وہ ہیں جن کا ذکر دسویں فصل کی دوسری روایت میں آیا ہے ۱۲ سنہ

اختلاف دین سے نکاح درست تھا) ابو لہب نے بیٹوں کو کہا کہ اگر تم انکی بیٹیوں کو طلاق نہ دو گے تو تم سے علاقہ نہ رکھوں گا اُن دونوں نے اُسکے کہنے پر عمل کیا اور عتبہ نے تو ایسی بیچیاں کی کہ آپ کے سامنے جا کر یہ کلمات کہہ دیے اس گستاخی پر آپ نے بددعا کی اللھم سلط علیہ کلامک یا اللہ اپنے کُتُون میں سے ایک کُتّا اسپر سلط کر دے۔ ایک بار تجارت کے لیے شام جاتا تھا رستہ میں ایک منزل پر جہان شیر لگتا تھا ٹھہرنا ہوا ابو لہب نے بیٹے کی حفاظت کے واسطے تمام سباب کا ایک ٹیلہ بنا کر عتبہ کو اسپر بٹھلایا اور سب کو اُسکے گرد اگر دُسلایا رات کو شیر آیا اور عتبہ کو مار کر چلا گیا مگر یہ شقاوت تھی کہ اس پر بھی ایمان نہیں لاتے تھے یہ سب قصے قریب زمانہ نبوت کے ہیں۔ تیسرا واقعہ جب ہجرت حبشہ کی ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بھی ارادہ ہجرت حبشہ کا کیا مکہ سے نکل کر برک الہفاد تک چار منزل مکہ سے ہے پہونچے تھے کہ مالک بن دغنے کہ سردار قوم قارہ کا تھا ملا اور انکو اپنی پناہ میں مکہ لے آیا اور سب کُفار قریش سے کہدیا کُفار نے کہا باین شرط ہو کہ منظور ہے کہ یہ قرآن گھر سے باہر اور آب و از بلند نہ پڑھا کریں حضرت صدیقؓ نے چندے ایسا ہی کیا پھر ضبط نہوسکا اور آب و از بلند پڑھنا شروع کیا محلہ کی عورتیں جمع ہو کر سُنے لگیں کُفار نے اُس رئیس پناہ دہندہ سے کہا اُسے حضرت صدیقؓ سے کہا کہ خلا عہد کرتے ہو تو میری پناہ نہ ہے گی اُنھوں نے فرمایا مجھ کو سواے خدا کے کسی کی پناہ میں رہنا منظور نہیں وہ اپنی پناہ تو کر چلا گیا اور آپ بامان الہی محفوظ رہے۔ چوتھا واقعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانان ہماہر آپ کے اکٹھے بھیجے رہتے

اور تالیس تک شمار اہل اسلام پہونچی تھی آپ رقم کے گھر میں تھے اُس زمانہ میں عمر بن الخطاب اور ابو جہل بن ہشام دو بڑے سردار تھے آپ نے دعا فرمائی یا اللہ دین اسلام کو عزت دے اسلام عمر بن الخطاب یا ابو جہل بن ہشام سے سو حضرت عمرؓ کے حق میں وہ دعا قبول ہوئی اور دوسرے دن حضرت عمرؓ مشرف باسلام ہوئے یہ سلسلہ نبوت میں ہوا کہ انی تواریخ حبیب لکھ - پانچواں واقعہ حبیبؓ سے واپس تشریف لائے کسی کو مطعم بن عدی کے پاس بھیجا اور اس من طلب کیا مطعم نے اسن دیا اور ہمراہ آپ کے مسجر میں آیا آپ سپر مطعم کا شکریہ فرمایا کرتے تھے کذا فی السامۃ عن اسد الغابۃ۔

من القصیدۃ

<p>اے اگر کوئی حاسدان آیات نبوت کا براہ تجاہل نہ کرے حالانکہ وہ امور میں پورا ہوشیار و درفہیم ہے تو اسکا تو ہرگز تعجب مت کر اسلئے کہ کبھی آنکہ بسببِ بے آفتاب کی روشنی کو بر سمجھتی ہے اور کبھی دہن بسبب بیماری کے ذالغہ تابش میں کو ناپسند کرتا ہے ۱۲ عطر الوردہ</p>	<p>لَا تَعْجَبَنَّ لِحُسُودٍ رَاحٍ مُسَكِرُهَا تَجَا هَلَّاكَ هَمًّا عَيْنَ الْحَاذِي الْقَهْمِ قَدْ تَسْكِرُ الْعَيْنُ ضَوْءَ الشَّمْسِ مِنْ رَمَدٍ وَيُسْكِرُ الْقَمَرُ طَعْمَ الْمَاءِ مِنْ سَقَمٍ يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ</p>
--	--

پندرہویں فصل ہجرت مدینہ طیبہ میں جب تیرھویں سال نبوت سمیت

۱۲ قصہ لائے اسلام کا تواریخ حبیب لکھ میں مسبوط مذکور ہے ۱۲ منہ علم بخاری میں حدیث ہے کہ جب آپؐ خدمت میں بدر کے کفار قیدی لائے گئے تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی اسوقت زندہ ہوتا اور مجھ سے ان مرداروں کے بابتیں سفارش کی گفتگو کرتا تو اسکی خاطر سے انکو ویسے ہی چھوڑ دیتا۔ اس ارشاد کی وجہ سے

عقبہ ثانیہ واقع ہو چکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی اجازت بھرت مینہ طیبہ کی فرمائی اور اصحاب نے خفیہ روانہ ہونا شروع کیا ایک دن سرداران کفار قریش مثل ابو جہل وغیرہ دارالندوہ میں کہ قریب خانہ کعبہ کے ایک مکان مشورت کا اجتماع ہوئے اور بعد گفتگوے بسیار کے سب کی رائے آپ کے باب میں یہ قرار پائی کہ ہر قبیلہ قریش میں سے ایک ایک آدمی منتخب ہوا اور سب مجتمع ہو کر رات کو محمد کے مکان پر جا کر محمد کو قتل کر دین بنی ہاشم کہ حامی آپ کے ہیں سارے قبائل قریش سے طاقت مقاومت کی نہیں رکھ سکتے بالضرور خونہا پر راضی ہو جاوین گے اور ہم لوگ بے تکلف دیت ادا کر دین گے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس راز پر مطلع فرمایا اور حکم ہوا کہ آپ مدینہ کو ہجرت کر جاوین آپ شب کو گھر میں تھے کہ کفار نے دروازہ مبارک گھیر لیا آپ امانین حضرت علیؑ کو سپرد کر کے گھر سے نکل گئے اور بقدرت خداوندی کسی کو نظر نہ آئے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے گھر تشریف لیا کر ان کو ہمراہ لیکر نہایت احتیاط سے غار ثور میں جا چھے یہاں کفار نے گھر میں جا کر آپ کو نہ دیکھا تو تلاش میں مشغول ہوئے اور تلاش کرتے ہوئے غار تک پہنچے بعد آپ کے غار میں داخل ہونے کے مڑی نے جالا غار کے مٹھ پر پور دیا اور ایک کبوتر کے جوڑے نے آپ کے غار میں اندھے دے کر سیلے شروع کیے کفار نے جب یہ دیکھا کہ لگے کہ اگر اس میں کوئی آدمی جاتا یہ مڑی کا جالا ٹوٹ گیا ہوتا اور کبوتر جنگلی وحشی جانور ہے اس غار میں نہ ٹھہرے تا یہ لکڑی کفار پھر گئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی محافظت کے لیے تار عنکبوت اور بقیہ کبوتر سے ایسا کام لیا کہ صد ہا

زرہ آہنی اور جو انان غلبی اور قلعہ محکم سے نہ ملکتا۔ قصیدہ بردہ کے ان اشعار میں
اسی طرف اشارہ ہے۔

وَمَا حَايَ الْغَارِ مِنْ خَيْرٍ وَمِنْ كَرَمٍ
وَكُلُّ طَرَفٍ مِنَ الْكَفَّارِ عَنْهُ عَجَى
فَالصِّدْقُ فِي الْغَارِ وَالصِّدْقُ لَكُمْ كَمَا
وَلَهُمْ يَقُولُونَ مَا بِالْغَارِ مِنْ أَمْرٍ
تَلَوْنَا الْحَمْدَ وَطَنُوا الْعَنكَبُوتَ عَلَى
خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَمْ تَنْسِبْ وَلَوْ تَحْمُو
وَقَايَةُ اللَّهِ أَعْنَتَ عَنْ مُضَاعَفَةِ
مِنَ الدُّرُوعِ وَعَنْ عَالٍ مِنَ الْأَكْطَمِ

۱۔ اور میں قسم کھاتا ہوں اُس خیر و کرم کی جس کو غایب
نور نے جمع کر رکھا تھا (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
ابوبکر صدیقؓ) ایسے حال میں کہ ہر چشم کفار کی آپ کے
دیکھنے سے اندھ ہی ہو گیا ۲۔ اسی لیے آپ کو سزا صدقہ اور
حضرت صدیقؓ غار سے بے نین اور کفار کہتے تھے کہ
غار میں کوئی بھی نہیں ۳۔ انھوں نے گمان کیا کہ کوثر
اشرف المخلوقاتؓ گرد نہیں پھرے (اور انھوں نے
انڈے نہیں دیے) اور مگر نے آپ پر جالائین تمام
۴۔ خداوند تعالیٰ کی حمایت حفاظت آپ کو دہری
بنی ہوئی زرہ یا اوپر تلے دوز رہوں کے پہننے سے اور
بلند قلعہ میں پناہ گیر ہوئیے بے پروا کر دیا تھا ۵۔

تین دن تک آپ غار میں رہے عامر بن فیہر کہ حضرت ابوبکرؓ کے آزاد کیے ہوئے
غلام تھے متصل غار کے بکریاں چراتے تھے وہ دودھ بکریوں کا آپ کو اور
حضرت ابوبکرؓ کو پلا جاتے اور عبد اللہ بیٹے ابوبکر صدیقؓ کے کہ جو ان تھے مکہ میں
قریش کی مجالس میں جا کر خبریں دریافت کر کے رات کو آپ کے حضور میں آکر بیان
کرتے تھے۔ پہلے سے عبد اللہ بن ارقیطہ ملی کہ مشرک تھا رہبر ہی کے لیے
نوکر رکھ لیا تھا اور اوٹنیاں اُسی کو سپرد کر دی تھیں بعد میں دن کے حسب الحکم
وہ اوٹنیاں در غار پر حاضر لایا اور آپؐ و حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عامر بن فیہر سوار
ہو کر براہ ساحل مدینہ کو روانہ ہوئے راہ میں عجائب غرائب معاملات واقع ہوئے

کہ بیان میں انکے طول ہے تو ارنج حبیب کہ وغیرہ میں دیکھ لیا جاوے۔ مدینہ کے لوگ بخیال آپ کی تشریف آوری کے ہر روز استقبال کے لیے مکہ کی راہ پر کتے اور دوپہر کے قریب لوٹ جاتے جس روز آپ پہنچے اُس روز بھی انتظار کر کے لوٹ چلے تھے کہ ایک بار گی ایک یہودی نے ایک ٹیلہ پر سے آپ کی سواری دیکھی اور چلا کر اُن پھرنے والوں سے کہا یا معاشر العرب ہذا جدا کہ یعنی اسے کہ وہ عرب یہ تمہارا حظ یعنی خوش نصیبی کا سامان آپو بچا وہ لوگ پھرے اور آپ کے ساتھ ہوئے مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے اہل مدینہ کی اُس روز کی خوشی کا اندازہ نہیں ہو سکتا تھا چھوٹی چھوٹی لڑکیاں شوق میں یہ نظم پڑھتی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَّ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَادَعَا لِلَّهِ دَاعٍ
أَيْهَا الْمَبْعُوثُ فَبْنَا
جِئْتُ بِأَمْرِ الْمَطْلَعِ

نعتی ہم پر بد نے طلوع کیا ثنیاات الوداع سے ہم پر
شکر کرنا فرض ہے جب تک انشاء تعالیٰ سے کوئی دعا
کرنا والا ہے اسے نبی جو ہم میں مجوس ہوئے ہیں آپ
ایسا کہ کثرت سے ہیں کہ اس کی اطاعت ضروری ہے
اس کے اسمعی ہیں گھائیاں نصرت کی اہل مدینہ نصرت
کرنے کے لیے مسافر کو جو بجانب مکہ جاتا تھا ان کا ٹھکانہ
جایا کرتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ ثنیاات الوداع مدینہ
سے شام کو یا جب اور شہر کو وقت معاودت آپ کے
غزوہ تبوک سے پڑھا گیا تھا میں کہتا ہوں کہ اگر دونوں
جائیں یا موقع نہ ہو اور ہی نام ہوا اور دونوں وقت یہ
اشعار پڑھے گئے ہوں تو کیا استبعاد ہے ۱۲ منہ

آپ مکہ سے دو شنبہ کے روز ربیع الاول کے تہیتہ میں اور بقول بعض صفر کے

۱۵ عیب ترانین دو قصے ہیں ایک قصہ ام حید کی بکری کے دو دھو دینے کا یہ ایک عورت تھی
شرافے عرب میں خیمہ اُسکا راہ مدینہ میں واقع تھا اور اسکے بعد امداد اُن کا شوہرا ابو عبد شرف
اسلام ہوئے دوسرا قصہ سراقہ کا جو بائیسویں فصل کے عنوان میں آئے گا۔ ۱۶ ممکن ہے کہ مکہ سے
تو آخر صفر میں چلے ہوں اور غار سے چلنے کے وقت ربیع الاول شروع ہو گیا ہو ۱۲ منہ

ترپن سال کی عمر میں چلے تھے اور دوشنبہ ہی کے دن بارہویں ربیع الاول کو مدینہ میں پہونچے اور پہونچکر محلہ قبا میں کہ کنارہ شہر پر ذرا فاصلہ سے ہے منزل بنی عمرو بن عوف میں چودہ دن ٹھہرے اور تیسرے دن حضرت علیؑ بھی اہانتین ادا کر کے آپؐ آئے پھر آپؐ نے شہر مدینہ کے اندر تشریف رکھنے کا ارادہ کیا ہر ایک کی آرزو تھی کہ ہمارے محلہ میں ٹھہریں جب آپؐ سوار ہوئے ہر قبیلہ کے لوگ ساتھ تھے اور وہی آرزو بر زبان تھی آپؐ نے فرمایا میری اونٹنی مامور ہے جہاں بیٹھ جاوے گی وہاں ہی مقیم ہوگا اونٹنی چلتے چلتے وہاں آ بیٹھی جہاں اب مسجد شریف متصل اس محلہ کے حضرت ایوبؑ بضاغی کا گھر تھا وہاں اسباب آپؐ کا آسارا لگیا اور آپؐ انکے گھر ٹھہرے پھر آپؐ نے وہ زمین جہاں اونٹنی بیٹھی تھی خریدی اور مسجد نبویؐ کی تعمیر شروع کی۔ کذا فی التواریخ حبیب کہ وزاد المعاد وغیرہا من الروض

اور آپؐ کو غار میں دو دن صاف چونکے ہوئے وقت کی ایسی مسقت شریفہ مبارک ہوئی کہ آپؐ نے قبل کسی شہر نے اُس کو حاصل نہیں کیا ۱۲ منہ ۵۰ اور دو دن صاف چونکے اُس غار سے نکل کر ہجرت کی جبکہ مدینے کے سفر کا غم نہ کیا اور مدینہ پہونچکر سفر ختم ہو گیا ۱۲ منہ ۵۰ اور اگر کچھ خبر معلوم کرنا ہو تو سرقہ اور تمعبد اکمال پوچھو اُن دو دن سے خبر ظاہر ہوگی ۱۲ منہ ۵۰ آئیے مدینہ پاکیزہ ہو گیا جہاں ہاں مقیم ہو اور آنحضرتؐ اس میں پہونچے تو اسکی خوشبو سے معطر ہو گئے ۱۲ منہ

وَلِيْمَنَّهُ اَذْهَمَانِي الْغَادِ مَنَقَبَةً
شَرِيكُهُ مَسَاحَا اَهَا قَبْلَهُ بَشَرَةً
وَمَا جَرَامِنَهُ لَمَّا حَاوَلَا سَفَرًا
طَبِيبَةً قَاتَلَهَا عِنْدَهَا الشَّقَرَا
فَسَلَّ سَرَاةً مِنْهُ اِنْ تَرُوْهُ خَبَرًا
وَأَمْرٌ مَعْبَا يَجْلُو مِنْهُمَا الْخَيْرُ
لَمَّا بَشِيَهُ طَبِيبَةً لَمَّا أَقَامَ بِهَا
وَقَاتَرُ حَيْنَ اَنَا هَا نَشَرُهَا الْعِطَرُ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
كَلَى عَيْنِكَ مَنْ رَأَتْ بِهِ الْعَصْرُ

شولہویں فصل قدوم مدینہ طیبہ کے بعض اہم متفرق واقعات میں پہلا واقعہ بعد تشریف آوری آپ کے مدینہ میں عبداللہ بن سلام کہ ایک بڑے عالم یہود میں تھے آپ کی ملاقات کے لیے آئے اور آپ سے تین سوال کیے اور جواب صحیح پا کر ایمان لے آئے۔ کذا فی تواریخ حبیب کہ دوسرا واقعہ حضرت سلمان فارسی کہ اصل میں مجوسیان فارس سے تھے اور انکی عمر بہت ہوئی اور دین مجوسی کو چھوڑ کر دین نصاریٰ انھوں نے اختیار کیا تھا اور زبانی علمائے یہود اور نصاریٰ کے خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ بات کہ آپ نے مدینہ ہجرت کر کے آوین گے سُنکر مدینہ میں آ رہے تھے کئی جگہ بکے تھے ان دنوں ایک یہودی کے غلام تھے حضور میں حاضر ہوئے اور علامات نبوت دیکھ کر مسلمان ہو گئے آپ نے فرمایا کہ اپنی آزادی کی فکر کرو انھوں نے اپنے مالک سے کہا اُس نے چالیس وقیعہ سونے پر (کہ بیان کی تول سے سوا سیر سے زیادہ ہوتا ہے) مکتب کر دیا اور یہ بھی شرط کی کہ تین سو درخت چھوڑے کے لگا دیں اور جب وہ بار آور ہوں تب آزاد ہوں آپ نے دست مبارک سے چھوڑے کے درخت لگا دیے وہ سب اسی سال میں بار آور ہوئے اور بقدر ایک بیضہ کے سونا غنیمت میں آیا تھا آپ نے سلمان کو دیا کہ اسکو دیکر آزاد ہو جاؤ انھوں نے عرض کیا کہ چالیس وقیعہ سونا چاہیے یہ کیا کفایت کرے گا آپ نے زبان مبارک اُس پر پھیر دی اور دعائے برکت کی سلمان کہتے ہیں کہ میں نے جو تولا

۱۵ جلا عوام الناس میں ایک کتاب ہزار سکہ کے نام سے مشہور ہے جس میں علامہ شریعہ السلام کا آپ نے ہزار سال کی پوچھنا لکھا ہے اس روایت کے اسکا دروغ محض ہونا ثابت ہوا ۱۲۱ھ ایک وقیعہ وزن میں سات مثقال ہوتا ہے ۱۲

چالیس وقیعہ خانہ کم نہ زیادہ اور ادا کر کے آزاد ہو گئے اور حضور اقدس کی خدمت میں رہے کذا فی تواریخ حبیب کہ تفسیر اواقیعہ مدینہ طیبہ میں بیروہ کا رکہ ایک کنوآن ہے پانی شہر میں تھا اور دوسرے کنوؤں کا پانی کھاری تھا اور اسکا مال ایک یہودی تھا وہ پانی بیچا کرتا تھا۔ اس سبب سے مسلمانوں کو پانی کی تکلیف تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیروہ کو خرید کر مسلمانوں کے ڈول اُسمین جاری کر دے اُسکے لیے جنت ہے حضرت عثمان نے اُس کنوین کو خالص اپنے مال سے خرید لیا اور وقف کر دیا کذا فی تواریخ حبیب کہ

من القصیدۃ

اے مخاطب تجھ کو در باب حجرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کا علم ایسے زمانہ میں کہ بے علم لوگ تھے اور باوجود آپ اُمّی تھے اور نیز یہ کہ آپ بحالت یتیمی نہایت باوجود کافی ہے ۱۲ عطر الوردہ مع تفسیر حبیب عبد اللہ بن سلام نے اسی سال استدلال کیا ۱۲ سنہ

كَفَّاكَ بِالْعِلْمِ فِي الْأُمِّيِّ مَعْجَزَةً
فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْكَادِبِ فِي السُّبْحِ
بَارِبِ صَلِّ قَامِلُهُ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

ستر طہوین فصل آپ کے غزوات میں اور اُنکے ضمن میں بعض دوسرے مشہور واقعات میں تہر تہر سنین۔ آپ کی مدت اقامت مدینہ طیبہ میں ۱۰ سال تک ہل سال دو ماہ ہیں جب جہاد فرض ہوا آپ نے کفار سے قتال شروع کیا اور سپاہ بھیجنے لگے جس جہاد میں آپ بہ نفس نفیس تشریف لے گئے اُسکا بل سہر غزوہ کہتے ہیں اور جو لشکر آپ نے بھیج دیا اور خود تشریف فرما نہیں ہو کر اُسکو سربراہ کہتے ہیں تفصیل سہر غزوہ دوسرے کا حال لکھا دشوار ہے اسلئے بعض بعض کا

لے ان فصل کے مضامین ان کتابے لیے گئے صحیحین شمارہ تواریخ حبیب کے نزاد المعاد سیرۃ ابن ہشام ۱۲ عطر الوردہ ۱۲

بہت مختصر حال لکھا جاتا ہے اور مقارنت مانی کی مناسبت سے بعض دیگر واقعات
 لکھے جاتے ہیں سنہ اول ہجرت جاد فرض ہوا حضرت حمزہؓ کو تیس مہاجرین کے
 ساتھ بھیجا کہ قافلہ قریش سے تعرض کریں یہ مہاجر امضان میں ہوا اور حضرت عبیدہ
 بن الجراحؓ کو ساتھ مہاجرین کے ساتھ بطین رابیع کی طرف شوال میں روانہ کیا اور حضرت
 سعد بن ابی وقاصؓ کو بیس مہاجرین کے ساتھ خزار کی طرف کہ ایک موضع ہے قریب حنفہ
 کے ذلیقہ میں روانہ کیا کہ قافلہ قریش سے تعرض کریں یہ سب سریت تھے پھر مہاجرین
 غزوہ فوارہ واقع ہوا اس میں خود تشریف فرما ہوئے ابواء ایک گانوں تھا درمیان
 مکہ اور مدینہ اسکو غزوہ وڈان بھی کہتے ہیں اور اسی سال آغاز اڈان کا ہوا اور اسی
 سال حضرت عائشہؓ رخصت ہو کر آئیں اور اسی سال مہاجرین وانصار کے درمیان
 عقد اخوت مقرر ہوا سنہ ہجرت ربيع الاول میں غزوہ فوارہ واقع ہوا کہ ایک
 مقام ہے ناحیہ ضروی میں قافلہ قریش سے تعرض مقصود تھا مگر مقابل نہیں ملا پھر
 غزوہ عشیہ (بضم عین) واقع ہوا کہ ایک زمین ہونی ملح کی ناحیہ ینبع میں
 جادی الاولیٰ والاخریٰ میں اور اس میں قافلہ قریش سے تعرض کا ارادہ تھا
 جو مکہ سے شام کو جاتا تھا مگر ملا نہیں اور یہ وہی قافلہ تھا جسکی واپسی کے
 وقت آپ پھر تشریف لے گئے تھے اور وہ نہیں ملا اور غزوہ بدر کا سبب ہو گیا اسی
 اس غزوہ عشیہ کو غزوہ بدر اولیٰ بھی کہتے ہیں پھر رجب میں عید الفطرین محرم الحرام

۱۔ ان تمام واقعات میں جو اس فصل میں مذکور ہیں سال ربيع الاول سے شروع اور پھر بقیہ ہوا کیونکہ ہجرت ربيع الاول
 کے شروع میں واقع ہوئی ہے اور المذاہب بعض علماء کی اصطلاح بھی لکھی ہے اور بعض واقعات کی تقدیم و تاخیر میں اہل سیر
 کے اقوال مختلف ہیں نقل کے وقت احقر کے خیال میں جس کو کسی وجہ سے ترجیح معلوم ہوئی اسکو اختیار کر لیا اور ان
 کتابوں میں اور دوسری کتب میں اور بھی سرائے دعوت ذکر کیے ہیں شیخ مختصر کے لیے ترک کر دیا ۱۲ سنہ ۱۱۲ کراچی لکھا گیا

غزوہ فوارہ و وڈان
 ابتداء اڈان
 زفات حضرت عائشہؓ
 موافقہ مہاجرین انصار
 غزوہ فوارہ
 غزوہ عشیہ
 ہجرت محرم الحرام

بطعن نخلہ کی طرف بھجا اور اسی واقعہ میں یہ آیتیں نازل ہوئیں ^۱یسئلوہ عن
 الشہر الحرام فقال فیہ اور سب سے عظیم الشان غزوہ بدر ہوا جس کا
 لقب بدر کہہ لی ہے رمضان میں آپ نے خبر سنی کہ قافلہ قریش شام سے مکہ کو جا رہا
 آپ صحابہ کو لیکر کہ میں سو تیرہ تھے اُسکے تعرض کے لیے چلے یہ خبر مکہ پہنچی کفار قریش
 ایک ہزار مسلح آدمی لیکر روانہ ہوئے اور گو قافلہ دوسری راہ سے نکل کر مکہ جا پہنچا
 مگر یہ قریش کے لوگ پھر بھی اس غرض سے چلے کہ مقام بدر میں جا کر دیر دہانے
 اور خوب جشن کریں تاکہ تمام عرب میں ہماری ہمت چھا جائے اور یہ احتمال بھی
 نہ تھا کہ میں سو آدمی اور وہ بھی بے سر و سامان ہم سے مقابل ہوں گے مفت میں
 نیک نامی ہاتھ آوے گی۔ اللہ تعالیٰ کو اسلام کا اعزاز اور کفر کا اذلال مقصود
 تھا ہاں ہم مقابلہ ہوا اور اہل اسلام مظفر و منصور اور کفار مقتول و اسیر و غنم و مال ہوئے
 سورۃ انفال میں یہی قصہ ہے اور اس تمام قصہ سے سوال میں فرار ہو گیا پھر
 سات روز بعد بنی سلیم کے غزوہ کے لیے تشریف لے چلے مگر لڑائی نہیں ہوئی پھر
 بدر کے دو مہینے بعد غزوہ سولین ہوا وہ اس طرح ہوا کہ جب کفار بدر میں شکست
 کھا کر مکہ پہنچے پھر ابوسفیان دو سو سو ارلے کر بارادہ جنگ مدینہ کو چلے مدینہ
 قریب پہنچے تھے کہ مسلمانوں کو خبر ہو گئی آپ خود مسلمانوں کو لے کر چلے کفار
 بھاگ گئے اور بوجہ ہلکا کرنے کے لیے سٹو جو کہ زاد راہ تھا چھینک گئے اسی لیے
 اسکا لقب غزوہ سولین ہوا یہ واقعہ ذی حجہ میں ہوا پھر بقیہ ذی الحجہ مدینہ میں قیام
 فرمایا اسکے بعد نجد کو عطفان سے غزوہ کرنے کے لیے چلے اور ختم صفر تک
 وہاں قیام کیا مگر لڑائی نہیں ہوئی اور اسی سال نصف شعبان میں محول قبلہ ہوئی

بدر

بدر

بدر

ابو سلمہ کو ڈیڑھ سو ہاجرین و انصار کی ہمراہی میں مقابلہ کے لیے بھیجا لڑائی نہیں ہوئی اور غنیم کے مواشی ہاتھ آئے وہ لے کر مدینہ آ پہنچے پھر با پنجون محرم کو خالد بن سفیان کے لشکر جمع کرنے کی خبر سن کر حضرت عبداللہ بن انیس کو مقابلہ کے لیے بھیجا وہ اُسکو قتل کر کے اُسکا سر لائے اور واپسی انکی بعد اٹھارہ روز کے تیئیس محرم کو ہوئی تھی پھر صفر کے مہینہ میں سر پہ رجب واقع ہوا کفار مکہ کے بیکانے پر کچھ لوگ قبیلہ عضل و قارہ کے براہ فریبک کی خدمت میں آکر بظاہر مسلمان ہوئے اور درخواست کی کہ ہمارے ساتھ کچھ لوگ کر دیجیے کہ ہمارے حکام سکھلا دیں آپ نے دس آدمی ساتھ کر دیے جب یہ لوگ رجب پر کہ ایک تالاب کے قبیلہ ہذیل کا پہونچے تو ہذیل کو مدد کے لیے بلا لیا اور بعد مدی کی بعضے موت شہید ہوئے جیسے عاصم اور بعضے پکڑ لیے گئے جیسے خبیث اور بعد میں شہید کر دیے گئے اور اسی صفر کے مہینہ میں واقعہ بیر معونہ کا ہوا یہ ایک جگہ پر بلاد ہذیل میں درمیان مکہ و عسفان کے وہ اسطرح ہوا کہ ایک شخص عامر بن لک رہنے والا نجد کا قوم بنی عامر سے حضور اقدس میں حاضر ہوا اور کہا میں مسلمان ہو جاتا مگر مجھ کو قوم کا خیال ہے آپ کچھ لوگ میرے ساتھ کر دیں کہ وہ میری قوم کو دعوت اسلام کریں پھر مجھ کو بھی کچھ تامل نہو گا آپ نے فرمایا مجھ کو اہل نجد کا ڈر ہے اُسے کہا کچھ ڈر نہیں میں اپنی پناہ میں لے لوں گا آپ نے ستر آدمی اصحاب میں سے کہ قرار کھلاتے تھے ساتھ کر دیے جب یہ حضرات بیر معونہ میں پہونچے کفار نے کہ انہیں رعل و ذکوان و عصبہ بھی حسبے وایت بخاری سنئے تقریباً سب کو شہید کر ڈالا ان میں حسبے وایت بخاری حرام بن ثحان بھی تھے

سر طہار شہزادہ انیس

سر طہار شہزادہ قاضی قاضی قاضی

سر طہار شہزادہ قاضی قاضی قاضی

اور بانی اس غدر کا عامر بن طفیل تھا جو بھتیجا تھا عامر بن مالک مذکور کا عامر
 بن مالک کو اسکا بڑا بیٹا ہوا کہ اسکی ماں میں اُسکے بھتیجے نے فتور ڈالا اور
 ان ہی دونوں میں وہ مر گیا۔ اسی عامر بن طفیل نے آپ کے پاس کہلا بھیجا کہ یا نبی
 ملک بانیٹ بیجیے یا اپنے بعد مجھ کو اپنا خلیفہ بنا دیجیے ورنہ بڑا لشکر لاکر آپ سے لڑو لگا۔ آپ نے
 یہ دعا کی اللھم اکفنی عامراً وہ طاعون سے مر گیا آپ نے ایک مہینہ تک ان قراء کے
 قاتلون پر قنوت میں بددعا فرمائی پھر وہ مسلمان ہو کر آگئے تو بددعا ترک فرمادی اور
 اسی واقعہ بیروعہ کے ایام میں غزوہ بنی نضیر ہوا یہ لوگ یہود مدینہ سے تھے قصہ اسکا
 یوں ہوا کہ واقعہ بیروعہ میں عمرو بن امیہ ضمری بھی اسیر ہوئے تھے مگر عامر بن طفیل
 مذکور نے انکی پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑ دیا اسکی ماں کے ذمہ ایک غلام کا آزاد
 کرنا تھا اس میں چھوڑنا عمرو بن امیہ کا محسوب کیا یہ وہاں سے پھرے راہ میں دو شخص مشرک
 بنی عامر کے انھیں ملے انھوں نے ان دونوں کو قتل کیا دین سمجھے کہ یہ بھی ایک طرح کا انتقام
 ہے عامر بن طفیل سے جسے سب اصحاب بیروعہ کو قتل کرایا تھا اور وہ دونوں مشرک آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں میں تھے اس بات کی عمرو بن امیہ کو خبر نہ تھی آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قتل کی نسبت کہ بظا واقع ہوا تھا دیت تجوز کی اور
 بنی عامر اور یہود بنی نضیر ہم عہد تھے لہذا آپ کو منظور ہوا کہ انکے مشورہ سے
 اس معاملہ دیت کوٹے کریں اور یہ امر سبب غزوہ بنی نضیر کا ہوا اسکا قصہ یہ ہے
 کہ جب آپ مدینہ طیبہ میں ہجرت فرما کر تشریف فرما ہوئے تو یہود بنی قریظہ اور
 یہود بنی نضیر نے کہ مدینہ کے باہر ایک ایک محلہ میں رہتے تھے آپ سے عہد کیا
 کہ ہم آپ کے موافق رہیں گے کچھ بد نہ خواہی نہ کریں گے اور آپ کے دشمن کی مدد نہ کریں گے

بیروعہ

جب آپ اس معاملہ میں تشریف لائے اور ان سے اس معاملہ میں گفتگو کی وہ لوگ آپ کو ایک دیوار کے نیچے بٹھلا کر باہم مشورہ کرنے لگے کہ دیوار پر سے ایک پتھر لڑھکا کر آپ کو قتل کرے آپ کو وحی سے اطلاع ہو گئی آپ اٹھ کر مدینہ تشریف لے گئے آپ نے کھلا بھیجا کہ تم نے نقص عہد کیا یا تو دس دن کے اندر نکل جاؤ ورنہ لڑائی ہوگی وہ لڑائی کے لیے تیار ہوئے آپ نے آپس لشکر کشی کی اور اُس کے قلعہ کو محصور کر لیا آخر وہ تنگ ہو کر نکل جانے پر رضی ہوئے آپ نے فرمایا کہ سب ہتھیار چھوڑ جاؤ اور جب قدر اسباب ہمراہ لے جا سکو لے جاؤ بعضے خیبر میں جا بسے بعضے شام میں بعضے اور جگہ مورہ جسر میں ہی قصہ ہے اور اسی سال یا اگلے سال شراب حرام ہوئی اور حضرت امام حسینؑ پیدا ہوئے **سہمہ** ہجرت ابوسفیان اُحد سے پھرتے وقت کہہ گئے تھے کہ سال بیدہ پھر بدر پر لڑائی ہوگی جب وہ زمانہ قریب ہوا اور ابوسفیان کی بدترکائی کی بہت نہ ہوئی اُس نے یہ چاہا کہ کوئی ایسی صورت ہو کہ آپ بھی بدر نہ جاوین تو بہ کج حالت نہ ہو ایک شخص کو کہ نعیم بن مسعود نام تھا مدینہ بھیجا کہ مسلمانوں کو ابوسفیان کے بہت لشکر جمع کرنے کی خبر پہنچا کر مرعوب کر دے مسلمانوں نے شکر کیا **حسینؑ** و نعم الوکیل اور آپ ڈیڑھ ہزار آدمیوں کو لے کر بدر تشریف لے گئے اور حیدر روز مقام کیا کوئی مقابل نہ آیا اور وہاں اصحاب نے تجارت میں خوب نفع حاصل کیا اور خوش و غرم بے جنگ بے یخ پھر آئے۔ اس غزوہ کو بدر ثانی و بدر صغریٰ اور بدر عبدی بھی کہتے ہیں اور یہ واقعہ شعبان میں اور بقول بعض یقعدہ میں ہوا اور اسی سال امام حسینؑ پیدا ہوئے **سہمہ** ہجرت اس میں غزوہ دوشنبہ الجندل

نثر الطیب
فی ذکر النبی الحبیب
ولادت حضرت امام حسینؑ

نثر الطیب
فی ذکر النبی الحبیب
ولادت حضرت امام حسینؑ

ربیع الاول میں ہوا یہ مقام دمشق سے بائیں منزل ہے آپ نے سنا تھا کہ وہاں کچھ قفا
 جمع ہوئے ہیں مدینہ پر چڑھنا چاہتے ہیں آپ ایک ہزار آدمیوں کو لیکر روانہ ہوئے
 وہ خبر سنا کر متفرق ہو گئے آپ چند روز وہاں مقیم رہ کر مدینہ تشریف لے آئے
 اسی سال شعبان میں غزوہ مرسیع ہوا اُسکو غزوہ بنی مصطلق بھی کہتے ہیں آپ
 یہ خبر پہنچی کہ بنی مصطلق لڑائی کا ارادہ رکھتے ہیں آپ خود صحابہ کو لے کر روانہ
 ہوئے اور وہ لوگ مقابل نہیں ہوئے اُنکے اموال و رذرت مسلمانوں کے
 ہاتھ لگے حضرت جویریہؓ اسی غزوہ میں ثابت بن قیس کے حصہ میں لگیں انھوں نے
 مکاتیب بنا دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کتابت واکر کے اُنسے نکاح فرمایا
 اور اسی غزوہ میں قصۃ لافس یعنی حضرت عائشہ صدیقہ کے تہمت لگانے کا دُرناک
 واقعہ ہوا اور اسی سال ثوال میں غزوہ خندق جسکا نام غزوہ احزاب بھی ہے
 واقع ہوا قصۃ اُسکا یہ ہے کہ جب بنی نضیر عطا وطن کے گئے رحی بن اخطب بنی نضیر
 میں بڑا مفسد تھا یہ خیبر میں جا رہا تھا چند مفسدون کو لے کر مکہ پہنچا اور قریش
 آپ کی لڑائی کے واسطے آمادہ کیا اور تدبیر اور آدمیوں سے مدد دینے کا وعدہ
 کیا مختلف قبائل ملکر دس ہزار ہو گئے اور مدینہ کو چلے آئے یہ سنا کر مشورہ حضرت
 سلمانؓ مدینہ کے پاس بجانب کوسلج کے خندق کھودنے کا حکم دیا دوسری جانب
 شہر پناہ اور عمارات سے محکم تھیں اور بعد مرتب ہونے خندق کے وہاں اپنا
 لشکر قائم کیا اور لڑائی کا اہتمام کیا اور جب لشکر کفار کا آ پہنچا خندق کیلئے
 بہت تعجب ہوا اسلئے کہ عرب فقویہ صورت کبھی دیکھی نہ تھی متصل خندق کے خیمہ زن

فی غزوہ مرسیع
 بنی مصطلق
 جویریہ

قصۃ لافس

غزوہ خندق
 احزاب

ہو کر تیر و سنگ لڑتے رہا دھرم بھی تیر و سنگ اُن کو جواب دیا جاتا تھا اور جی بن خباب نے
 بنی قریظہ کو بھی اپنے ساتھ شریک کر لیا آپ نے خراب بن تفرقہ ڈالنے کے لیے مشورہ
 کیا ایک شخص نعیم بن سعود نے کہ قبیلہ غطفان سے تھے اور تازہ مسلمان ہوئے
 تھے اور ہنوز اُنکے اسلام کی کفار کو اطلاع نہ ہوئی تھی عرض کیا کہ میں ایک تیر
 خلاف ڈالنے کی قریش اور بنی قریظہ میں کر سکتا ہوں کیونکہ میرے اسلام کی انکو
 خبر نہیں وہ میرا اعتبار کریں گے آپ نے حسب قاعدہ الحرب قدرۃ اجازت دی
 وہ بنی قریظہ میں گئے اور کہا کہ تم نے جو قریش اور غطفان سے موافقت اور محمد
 (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عہد شکنی کی بجا کیا اگر یہ لوگ بے محمد کے کام تمام کیے ہوئے
 پھر گئے تو محمد تم پر فوج کشی کریں گے اور تم کو تنہا اُنکے مقابلہ کی طاقت نہیں ہوگی
 کہا کہ اب اسکی کیا تدبیر ہے نعیم نے کہا کہ تم اُن لوگوں کو کہلا بھیجو کہ چند سردار
 یا اولاد سرداروں کی تم کو بطور رہن یعنی اُؤل کے دیدین کہ تمہارے پاس رہیں
 اگر محمد تمہارا قصد کریں گے تو اُن سرداروں کی حفاظت کی ضرورت یہ لوگ تمہاری
 مدد کو ضرور آویں گے اگر وہ لوگ اس کو منظور کر لیں تو سمجھ لو کہ دل سے اُنکو تمہارا
 خیال ہے اور اگر نہ مانیں تو وہ دل سے تمہارے دوست نہیں اُنہوں نے کہا
 کہ ہم ابھی پیغام دیتے ہیں پھر نعیم وہاں سے قریش کے پاس آئے اور اپنا خیر خواہ
 ہونا ظاہر کر کے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ قریظہ محمد سے درپردہ ملے ہیں اور محمد نے
 اُن کو کہلا بھیجا ہے کہ ہمارا دل تب صاف ہو جب تم قریش میں سے کچھ اعیان ہمارے
 ہاتھ گرفتار کرادو سو اُنہوں نے اُسکا وعدہ کر لیا ہے سواگر وہ تم سے آدمی طلب
 کریں ہرگز نہ دیکھو اور وہاں سے اُنھیں غطفان کے لوگوں سے بھی اس طرح کہدیا

قرظہ کی طرف سے بیان وہی پیغام آیا قریش نے انکار کر دیا اور پورے طور سے ہر ایک
 دوسرے سے بدگمانی ہو کر یا ہم اچھا خاصا بگاڑ ہو گیا جب احزاب کو زیادہ دن
 گذر گئے اور حضرت بنی قرظہ کی تابوالت سے ان کے دل فسرہ ہو گئے اللہ تعالیٰ نے
 ایک پروردگار ہوائیت تنزیہی کہ شیخ اکھڑ گئے گھوڑے بھاگنے لگے ابوسفیان نے
 کہا کہ اب ٹھہرنا صلاح نہیں اور اسی رات لشکر کفار کا چلا گیا سورہ احزاب میں
 اسی غزوہ کا ذکر ہے اور غزوہ خندق کے متصل ہی غزوہ بنی قرظہ ہوا وہ اس طرح
 ہوا کہ جب بعض غزوہ احزاب دولت خانہ میں تشریف لائے آپ نہایت تھے
 کہ حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ فوراً بنی قرظہ پر
 چڑھائی کیجئے آپ نے اسی وقت لشکر روانہ کیا اور مع لشکر بنی قرظہ کا
 محاصرہ فرمایا انھوں نے گھبرا کر درخواست کی کہ ہم اس طرح اترتے ہیں کہ سعد بن
 جہار سے لیے حکم دین چکا بنظر ہے وہ صحابی قبیلہ (اوس) میں تھے جو بنی قرظہ کا حلیف
 تھے بنی قرظہ کو خیال تھا کہ حلیف ہونیکے سبب عایت کرنیکے انھوں نے بعد اترنیکے حکم
 دیا کہ مردانکے قتل کیے جاویں اور عورتیں لڑکے لونڈی غلام بنائے جاویں
 اور مال جائیداد ان کا سب ضبط ہو جائے اسی طرح کیا گیا اور اسی زمانہ میں
 ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قتل کیا گیا یہ بڑا مالدار سوداگر تھا اور خیبر کے قریب ایک گڑھی میں
 رہا کرتا تھا احزاب کو وادی کی ترغیب دینے میں یہ بھی شریک تھا آپ نے عبداللہ
 بن عتیک کو جزا نصار بن ہریرہ کے اس کے قتل کو بھیجا انھوں نے پونچھ کر
 رات کو اس کے قتل کیا حدیثوں میں اس کا قصہ مفصل مذکور ہے اور خندق اور قرظہ
 کے بعد مکہ پر سے طور سے تاریخ میں نہیں پہلے غزوہ عسفان ہوا حبیب بن جب

غزوہ بنی قرظہ

غزوہ بنی ہریرہ

غزوہ عسفان

روایت ترمذی صلوٰۃ الخوف نازل ہوئی اور اسکے بعد سرسبز بنو اخطا کہتے ہیں جھڑے
 ہوئے پتوں کو صحابی نے شددت جمع سے پتے جھاڑ جھاڑ کر کھائے تھے اس لیے
 یہ نام ہوا امین مدینہ سے پانچ روز کی راہ پر ساحل بحر کے متصل ایک قبیلہ
 جمہینیہ کے مقابلہ کے لیے حضرت ابو عبیدہ کو تین سو مہاجرین کے ساتھ بھیجا تھا
 اور غبرماہی اسی سفر میں دریائے حوہ کے ساتھ کنارہ پر آ گئی تھی جو بہت بڑی
 تھی اور اس غزوہ کا نام غزوہ سفیف البحر بھی ہے اور بعض روایات میں ہے
 کہ قافلہ قریش کے تعرض کے لیے یہ لشکر گیا تھا اور اس سال میں اور بقول
 بعض اس سے پہلے سال میں آیت حجاب نازل ہوئی **لَا تَجِدُ حِلَّ**
 بنی قریظہ کے چھ مہینہ بعد آپ بنی نجاشی کی طرف غزوہ کے ارادہ سے چلے وہ خبر
 سن کر پیاروں میں بھاگ گئے آپ نے وہاں دو روز مقیم رہ کر فوج کے دستے
 مختلف جوانب میں بھیجے مگر وہ لوگ ہاتھ نہیں آئے آپ چودہ دن کے بعد واپس
 مدینہ تشریف لے آئے پھر سرسبز بنو اخطا واقع ہوا یعنی آپ نے ایک لشکر نجد کی جانب
 بھیجا وہ بنی حنیفہ کے رئیس غمامہ بن اثمال کو بکڑ لائے اور وہ بعد گفتگو کے
 مسلمان ہو گئے اسی سال ذیقعدہ میں قصہ شمشیمہ کا واقع ہوا۔ آپ نے
 خواب دیکھا کہ آپ مکہ تشریف لے گئے اور عمرہ ادا کیا آپ نے اصحاب سے
 یہ خواب بیان کیا اصحاب تو شوق و تمنائے مکہ میں بے قرار تھے خواب سن کر
 تیاری سفر کی کر دی اور آپ بھی مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ متصل

لے سیف ساحل ۱۲ قاموس ۱۵ اور اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ یہ قصہ
 حدیبیہ سے پہلے ہوا ہے کیونکہ حدیبیہ کے بعد زمانہ صلح کا رہا ۱۳ منہ

فصل
 در بیان صلح حدیبیہ
 سرایہ اخطا و بکڑ

فصل
 قصہ غبرماہی

فصل
 در بیان بیت حجاب

فصل
 غزوہ بنی لحيان

فصل
 سرایہ بنو اخطا
 نامہ بنی اسد

فصل
 غزوہ حدیبیہ

کدے پہونج گئے اور قریش نے شکر کہا کہ ہم مکہ میں ہرگز نہ آنے دین گے آپ نے وہاں سے پھر کر حدیبیہ پر مقام کیا یہ ایک گمنام ہے اُسکے پاس میدان ہے آپ وہاں ٹھیرے پھر ایک راز قحطہ کے بعد جو کہ بخاری شریف میں مذکور ہے اسپر صلح ہوئی کہ اگلے سال اگر عمرہ کریں اور تین دن سے زیادہ نہ ٹھیریں اور ونٹ برس مدت صلح کی ٹھیری اس عرصہ میں فیما بین لڑائی نہ ہو اور آپ کے حلیفوں قریش نہ لڑیں اور قریش کے حلیفوں سے آپ لڑیں حلیف کہتے ہیں عہد موافقت باندھنے والے کو اور وہاں بنی بکر اور بنی خزاعہ دو قبیلے تھے خزاعہ آپ کے ساتھ ہم عہد ہوئے اور بنی بکر قریش کے ساتھ اسکے بعد آپ مدینہ واپس تشریف آئے اور اسی سنہ میں حدیبیہ کے قبل واقعہ میں نے چند سراپا ذکر کیے ہیں مثلاً ربیع الاول یا آخر میں عکاشہ بن محض کو چالیس ہزار یوں کے ساتھ عمر کی طرف بھیجا وہ لوگ خبر سن کر بھاگ گئے اور انکے دو سو اونٹ ہاتھ آئے جنکو لیکر مدینہ آگئے اور ابو عبیدہ بن الجراح کو ذی القحطہ کی طرف بھیجا وہ لوگ بھی بھاگ گئے ایک شخص ہاتھ آیا وہ مسلمان ہو گیا اور محمد بن مسلمہ کو دس آدمی لیکر بھیجا غنیمت چھپر بیٹھ گئے جب مسلمان سو گئے دفعۃً اُپڑا گرے اور سب کو قتل کر دیا صرف محمد بن مسلمہ زخمی ہو کر لوٹے اور اسی سال زید بن حارثہ کا سریہ مجموعہ کی طرف روانہ ہوا کچھ قیدی اور مواسی ہاتھ آئے اور جادی الاولیٰ میں ہی زید بن حارثہ پندرہ آدمیوں کے ساتھ طرف کی طرف روانہ کیے گئے اور میں اونٹ ہاتھ آئے اور اسی مہینہ میں ہی زید عیش کی جانب بھیجے گئے

۱۲۳

۱۱ ایک موضع ہے کذا فی القاموس ۱۲ ایک موضع ہے کذا فی القاموس ۱۳ وبقال حمص ناحیة
سبطی نخس ۱۴ کذا فی المواہب ۱۵ و ہوا بک علی ستہ وثلثین میلان المدینہ ۱۶ کذا
۱۷ المواہب ہو کلف کذا فی القاموس ۱۸ موضع علی اربع نال من المدینہ ۱۹ مواہب -

اور ابوالعاص بن ربیع آپ کے داماد یعنی حضرت زینب کے شوہر قریش کا مال تجارت
یہ ہوئے شام سے آتے تھے وہ سب لیا گیا اور ابوالعاص نے مدینہ میں آکر
حضرت زینب کی پناہ لی اور درخواست کی کہ یہ مال مجھ کو واپس کرادو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے سب مسلمانوں سے اجازت لے کر واپس کرادیا انھوں نے مکہ میں آکر
سب کی امانتیں ادا کیں اور مسلمان ہو گئے۔ مگر زاد المعاد میں راجح اس قصہ کا
بعد حدیبیہ ہونا بیان کیا ہے اور اسکو ابولہبیر کی طرف منسوب کیا ہے اور انھوں
نے ہی آپ کے ارشاد کی خبر سنکر مال واپس کیا تھا اور اسی میں سرہ عبد الرحمن بن عوف کا
شعبان میں دوتہ الجندل کی طرف بھیجا گیا تھا وہ لوگ مسلمان ہو گئے اور اسی سال
شوال میں عرینہ کے مقابلہ کے لیے سرہ کرز بن خالد فہری کا ہوا نبی آدمی بھیجے
تھے وہ لوگ پکڑے گئے اور قتل کیے گئے جیسا کہ حدیثوں میں ہے ان سب کے بعد
حدیبیہ ہوا پھر بعد حدیبیہ کے غزوہ غابہ واقع ہوا جس کا نام غزوہ ذی قرد بھی ہے
یہ ایک تالاب ہے اور غابہ ایک مقام ہے مدینہ طیبہ کے قریب ہے بیان آپ کے کچھ اونٹ
چر رہے تھے کہ عبد الرحمن فزاری راعی کو قتل کر کے اونٹ ہانک لے گیا آپ کچھ آدمی
لے کر تشریف لے چلے سلمہ بن اکوع نے اُس روز بہت کام کیا اور انکو ذی قرد تک
بھگاتے چلے گئے اور سب اونٹ چھڑا لیے صحیح مسلم میں یہ قصہ بسط سے مذکور ہے
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے مدینہ واپس کر بنیں و ز تقریباً ٹھہرے تھے
کہ غزوہ خیبر واقع ہوا آپ وہاں صبح کو پہونچے وہ لوگ آلات ذراعت لے کر

عمر و کاتبہ و کاتبہ

عمر و کاتبہ و کاتبہ

حدیبیہ سے ناکام واپس آنے سے آپ کے خواب کا غلط ہونا لازم نہیں آتا کہ کوئی خواب
میں کوئی زمانہ معین نہ دیکھا تھا سوا اگلے سال وہ خواب واقع ہوا ۱۲۱ھ

صبح کو نکلے تھے کہ آپ کو دیکھ کر قلعہ میں گھس گئے اور دروازہ بند کر لیا آپ نے
محاصرہ کیا سات قلعے خیبر میں تھے سب قلعے بتدریج فتح ہو گئے بعد فتح ہونیکے
آپ نے یہود خیبر کے جلا وطن ہونے کا حکم دیا اور انکے اموال و درباغ اور زمین
سب ضبط کر لیے یہود نے عرض کیا کہ آپ کو بیان کے تردد کے لیے مزدور و زنی
حاجت ہوگی اگر آپ ہلکو جلا وطن نہ کریں تو یہ کام ہم کر نیگے آپ نے یہ بات ان کی
قبول فرمائی اور ارشاد کیا کہ جب تک ہم چاہیں تمہیں رکھیں گے جب چاہیں نکال دیں
اور بٹائی پر خدمت کے لیے ان کو رکھا پیداوار میں سے نصف حصہ ان کا مقرر
کر دیا پھر حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں جبکہ جزیرہ عرب کو کفار سے خالی کرنا
منظور ہوا تو یہود خیبر کو بھی نکال دیا وہ سب شام کو چلے گئے خیبر سے ملحق ایک
موضع فذک تھا وہاں کے لوگوں نے آپؐ سے اس طرح صلح چاہی کہ آدھی زمین فذک کی
آپ کو دین اور آدھی اپنے پاس رکھیں آپؐ نے قبول فرمایا منجملہ غنائم خیبر کے
حضرت صفیہؓ حضرت وحیہؓ کے حصہ میں آئی تھیں آپؐ نے اُن سے لے کر آزاد کر کے
اُن سے نکاح کر لیا آپؐ نے خیبر میں تشریف رکھتے تھے کہ حضرت جعفرؓ بن ابی طالبؓ
اور ہاجر بن حبشہ کے وہیں تشریف لائے اور ان ہی کے ساتھ کشتی پر حضرت
ابو موسیٰؓ اشعرؓ بن شمرؓ بن کے آئے اور خیبر ہی میں ایک یہودیہ نے دست کے گوشت
میں زہر ملا کر آپ کو دیا آپ نے ایک لقمہ منہ میں ڈالا اور فرمایا کہ اس دست نے مجھ سے
کدیا کہ مجھ میں زہر ملا ہے اور اسی غزوہ میں گدھے کے گوشت کی حرمت بیان فرمائی
اور اسی غزوہ میں متعہ کی مانعت فرمائی اور غزوہ اوطاس میں پھر مباح ہوا تھا
پھر حرام ہو گیا اور آپؐ نے فرمایا کہ متعہ حرام ہے قیامت تک یہ حدیث صحیح مسلم میں موجود

غیبی

قدوم حضرت
ابو موسیٰؓفی ذکر النبی الجلیل
نثر الطیب

پھر آپ خبیر سے فارغ ہو کر وادی القرئی کی طرف متوجہ ہوئے وہاں کچھ یہود اور
 کچھ عرب تھے بعد جنگ کے وہ بھی فتح ہوا اور آپ وادی القرئی میں چار روز
 رہے جب یہود تیار ہو کر یہ خبریں پہنچیں انھوں نے آپ سے صلح کر لی اور اپنے موال پر
 قابض رکھے گئے حضرت عمرؓ نے خبیر اور فدک والوں کو نکالا تھا ورتیاء اور
 وادی القرئی والوں کو اس لیے نہیں نکالا کہ یہ مواضع شام میں سے ہیں پھر
 خبیر سے واپس تشریف لاکر شوال ۳۳ھ ہجری تک آپ کہیں نہیں تشریف لے گئے
 اور اس مدت میں مختلف سرایار وانہ فرمائے۔ (۱) سریہ ابی بکرؓ بجانب نجد بنی قریظہ
 کے مقابلہ میں (۲) سریہ عمرؓ بجانب ہوازن۔ (۳) سریہ عبداللہؓ بن رواحہ بجانب
 بشیر بن دارام یہودی۔ (۴) سریہ بشیر بن سعد بجانب بنی مرہ۔ (۵) ایک سریہ
 بجانب حرقات از قبیلہ جہینہ۔ (۶) سریہ غالب بن عبداللہؓ کلجی بجانب بنی الملوح
 بمقام کدیدہ (۷) سریہ بشیر بن سعد بجانب جماعت عینیلہ زمین وغطفان و
 حیان (۸) سریہ ابی حدرد اسلمی (۹) ایک سریہ بجانب ضم (۱۰) سریہ عبداللہؓ
 بن حذافہ سہمی اور خبیر کے بعد ایک غزوہ ذات الرقاع ہوا اسمین غطفان سے
 مقابلہ ہوا اور اسکو غزوہ نجد اور غزوہ بنی انمار بھی کہتے ہیں اور اسی سال
 قحط پڑا آپ کی دعا سے پانی برسارضان میں **سنہ ہجرت** اوپر کے
 بعضے سرایا اسی سنہ میں ہوئے مگر تاریخ متعین نہ ہونے سے میں تب کو تب خبیر کے

۱۱ اور حضرت اسامہؓ سے وہ غلطی کہ لا الہ الا اللہ کہنے والے کی نیت کو تعقیب پر محمول کیا اسحق اقصیٰ بن عوفی
 ۱۲ سنہ ۳۵ھ اور وہ قصہ اسی میں ہوا تھا کہ انھوں نے ایک نے غصہ ہو کر آگ جلوائی اور ب کو کما امین
 گھس جاؤ بعضے آمادہ ہو گئے اور بعض نے انکو روکا اور آپؐ فرمایا کہ طاعت امر غیر مشروع میں جائز نہیں ہے

فرا
 ذات الرقاع
 و نجد و بنی انمار
 قحط و ہجرت

ذیل میں ذکر کر دیا اسی سنہ میں ذیقعدہ کے مہینہ میں عمرۃ القضا واقع ہوا
 صلح حدیبیہ میں جو شرط ٹھہری تھی اُسی کے موافق حدیبیہ کے ایک سال بعد
 ذیقعدہ میں آپ واسطے عمرۃ القضا کے مکہ کو مع اصحاب تشریف لے گئے
 اور آپ کے حکم فرمایا کہ سفیر حدیبیہ میں جو ساتھ تھے وہ ضرور حلین مکہ پہنچ کر عمرہ
 کیا اور وہاں حضرت میمونہ بنت حارث سے نکاح کیا اور تیسرے دن حسب
 شرط مدینہ کو روانہ ہوئے اور اسی روانگی کے وقت حضرت حمزہؓ کی بچی آپ کے پیچھے
 پکارتی ہوئی ہوئی آپ نے اُسکی خالہ کو جو حضرت جعفرؓ کے نکاح میں تھیں سپرد کر دیا
 جیسا حدیثوں میں ہے **سیدہ ہجرت غزوہ موتہ** یہ جادی الاولیٰ میں ہوا
 سبب اسکا یہ ہوا کہ آپ کا ایک قاصد حارث بن عمیر آپ کا نامہ مبارک لاکر اکہم بصری
 کے پاس لے ہوئے جاتا تھا راہ میں حاکم شہر موتہ نے کہہ کر رضی شام سے ہے
 جس کا نام شرییل بن عمرو عسائی تھا اُس کو قتل کر ڈالا آپ نے اُس قاتل پر
 تین ہزار کا لشکر بھیجا اور حضرت زید بن حارثہ کو امیر بنایا اور فرمایا کہ اگر یہ
 شہید ہو جاوے تو جعفر بن ابی طالب کو امیر بناوے اور جو وہ بھی شہید ہو جاوے
 تو عبداللہ بن رواحہ کو اور جو وہ بھی شہید ہو جاوے تو ایک مسلمان کو مسلمانوں
 میں سے چنانچہ سب اسی ترتیب سے شہید ہوئے تب مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ
 کو امیر کیا اور لڑائی فتح ہوئی اور اسی سال جادی الاخریٰ میں غزوہ ذات السلاسل
 ہو ابیہ وادی القریٰ کے آگے ہے اور یہاں سے مدینہ منورہ و نین کی راہ ہے
 آپ نے سنا تھا کہ قضاہ کی ایک جماعت مدینہ کی طرف آنا چاہتی ہے آپ نے
 لے کبھی غزوہ سے مراد معنی لغوی ہوتے ہیں قطع نظر مطلق مشہور سے کہ جس میں آپ بھی تشریف لکھتے ہوں ۱۱

فہم القضا

صلح حدیبیہ

سیدہ ہجرت

غزوہ ذات السلاسل

حضرت عمرو بن العاص کو تین سو آدمی کے ہمراہ اُس طرف روانہ کیا پھر آپ کو
 خبر ملی کہ جمع اعدا کا زیادہ ہے تو دوسو آدمی دیکر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو
 بھیجا اور انہیں حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ بھی تھے یہ لوگ بڑھتے چلے جاتے تھے
 کچھ غنیمتے مسلمانوں نے حملہ کیا تو سب بھاگ کر متفرق ہو گئے لشکر اسلام ایک
 پانی پر ٹھہرا تھا جس کا نام سلسل تھا اس لیے اس غزوہ کا نام ذات السلسل ہوا اور
 بعض نے کہا ہے کہ سلاسل سلسلہ وار ریگ کو کہتے ہیں وہ زمین ایسی ہی تھی اور
 بخاری میں غزوہ ذات السلاسل سے پہلے غزوہ ذی الخلفہ کا بھی ذکر کیا ہے جو حسینؑ اپنے
 جریز بن عبد اللہ کو احس کے ڈیڑھ سو سوار کے ساتھ ایک مکان کے منہم کرنے کو
 بھیجا تھا جو قبیلہ خثعم میں کہ اہل مین میں تھے کعبہ کے نام سے مقرر کیا گیا تھا پھر اسی
 سال رمضان میں فتح مکہ ہوا اور یہ اعظم فتوح اور مدارعزاز اسلام اور مفتاح شیعہ
 دین ہے سامان اسکا یہ ہوا کہ خزاہ کہ صلح حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 عہد میں اور بنی بکر کہ قریش کے عہد میں ہو گئے تھے آپس میں لڑے اور زیادتی
 بنی بکر کی تھی کہ خزاہ پر شیخون مارا اور قریش نے انکی خفیہ مدد کی آپ قریش کی
 اس عہد شکنی کی خبر پا کر تیاری لشکر کشی کی مکہ پر فرمائی اور مع لشکر ہاجرین و
 انصار و دیگر قبائل عرب کوچ فرمایا بارہ ہزار آدمی لشکر ظفر پیکر میں تھے موکب
 ہمایون داخل مکہ ہوا اور قتال شروع ہوا بہت کفار مارے گئے اور بڑے بڑے سردار قریش
 شہر چھوڑ کر بھاگ گئے اور جو حاضر ہوئے انکی جان بخشی فرمائی گئی اور اُس روز چھوٹی
 دیر کے لیے حرم میں قتال کی اجازت حق تعالیٰ کی طرف سے ہو گئی تھی اور فتح کا قصہ
 نہایت مبسوط ہے تو انچ حبیب اللہ میں دیکھ لیا جاوے یہاں اختصار مد نظر ہے اور

غزوہ ذی الخلفہ

فتح مکہ

آپ نے خانہ کعبہ کے ثبوت کو خود نسبت و نابود کیا اور بعض بُت نواح مکہ میں تھے اُن کے
 توڑنے اور مٹانے کے لیے سرایار وانہ فرمائے چنانچہ حضرت خالدؓ کو غزلی کے
 مٹانے کو قریش اور بنی کنانہ کا بُت تھا اور حضرت عمرؓ و بنی العاص کو سواع کی
 طرف کہ بذیل کا بُت تھا اور سعد بن زید اشملی کو مناة کی طرف کہ مثل میں قدید
 کے قریب اوس اور خزرج و عسنان و غیر ہم کا بُت تھا روانہ کیا اور یہ سب
 کا گزاری کر کے آگئے اور آپ اقامت مکہ ہی کے زمانہ میں حضرت خالدؓ کو بنی خزیمہ
 کی طرف دعوت اسلام کے لیے بھیجا پھر بعد فتح مکہ کے غزوہ حنین ہوا اس کو
 غزوہ اوطاس بھی کہتے ہیں یہ دونوں موضع ہیں مکہ اور طائف کے درمیان ہیں
 اور غزوہ ہوازن بھی کہتے ہیں کیونکہ یہی لوگ آپ کے قتال کو آئے تھے آپ ہان کے
 اُن کفار پر کہ بقصد جنگ جمع ہو کر نکلے تھے بارہ ہزار آدمی کا لشکر لے گئے او
 قتال شروع ہوا درمیان میں کچھ پریشانی لشکر اسلام میں ہو گئی مگر انجام کار
 اللہ تعالیٰ نے فتح دی یہ قصہ مقام حنین میں ہوا پھر کفار حنین سے بھاگ کر
 اوطاس میں جمع ہو گئے حملہ لشکر اسلام سے وہاں بھی شکست پائی اور اسکے
 بعد سوال کے مہینہ میں آپ نے طائف کا کہ وہاں بنی ثقیف تھے محاصرہ کیا یہ لوگ اوطاس
 سے بھاگ کر طائف میں قلعہ کے اندر پناہ گزین ہو گئے تھے مگر علم الہی میں اس کے
 فتح کا وقت نہ آیا تھا آپ ہان سے اُٹھ آئے اور بعد غزوہ تبوک کے کہ جب کا ذکر
 آوے گا وہ لوگ بلا قتال خود حاضر خدمت ہو کر مسلمان ہو گئے اور لات بُت انکی ہاں

غزوہ حنین و اوطاس
 و ہوازن

غزوہ حنین و اوطاس
 و ہوازن

لے جب یہ وہاں پہنچے وہ لوگ مسلمانوں کو جو کہ صابی کہا کرتے تھے اس لیے ہمارے مسلمانوں کے مقابلہ کیا
 کہنے لگے حضرت خالدؓ نے غلطی سے اُن کو قتل کرنا شروع کیا آپ یہی غیر ملکہ ناخوش ہوئے اور اسی قصہ میں
 حضرت علیؓ اور حضرت خالدؓ میں کچھ گفتگو ہو گئی تھی آپ نے حضرت خالدؓ کو نماز فرمادی ۱۱ منہ

تھا وہ بھی توڑا گیا پھر اسی سال کے محرم میں عینہ بن حصن فراری کو بنی تمیم کی طرف
 بچا سوار کے ساتھ غزوہ کے لیے بھیجا وہ لوگ مقابلہ سے بھاگے اور کچھ مرد
 و عورتیں گرفتار ہوئے اور مدینہ لائے گئے پھر ان کے چند رؤساء واقع بن حابس وغیرہ
 مدینہ میں آئے اور بعد مقابلہ نظم و نشر کے مسلمان ہو گئے آپ نے ان کو خوب عطیہ بھی دیا
 پھر صفیر بن قلیب بن عامر کو خشم کی طرف بھیجا اور قتال بھی ہوا پھر کچھ غنیمت کے مدینہ
 آ گئے اور اسی سال حضرت بلہیم علیہ السلام صاحبزادہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ
 وسلم کے پیدا ہوئے اور آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات
 پائی **سفہ** ہجرت ربیع الاول میں ایک لشکر ضحاک بن سفیان کی ہمرہی
 میں بنی کلاب کی طرف بھیجا اور بعد قتال کے کفار کو ہزیمت ہوئی پھر ربیع الآخر
 میں علقمہ بن جحر مدحی کو حبشہ کی طرف بھیجا اور کفار بھاگ گئے پھر ایک لشکر عبد اللہ
 بن حذاقہ سہمی کے ساتھ روانہ کیا اور اسی سال حضرت علیؑ کو ایک بُت خانہ منہدم
 کرنے کے لیے جو کہ قبیلہ طے میں تھا بھیجا حاتم طائی اسی قبیلہ سے تھا چنانچہ وہ بت خانہ
 منہدم کیا گیا اور کچھ قیدی پکڑے گئے حاتم کے بیٹے عدی بھاگ گئے اور انکی بہن
 قید کی گئی آپ نے انکی بہن کو انکی درخواست پر رہا کر دیا اور سواری بھی دی اُس نے
 عدی سے جا کر تعریف کی عدی آئے اور مسلمان ہو گئے پھر رجب میں غزوہ
 تبوک واقع ہوا یہ ایک جگہ کا نام ہے اطراف شام میں اسکو غزوہ عسرت بھی
 کہتے ہیں اسلئے کہ تکلیف کے دنوں میں اسکی تیاری ہوئی تھی سبب اسکا یہ ہوا کہ آپ کو
 خبر ہو چکی کہ قرآن و شاہ روم آپ پر لشکر لاتا ہے آپ کو مناسب معلوم ہوا کہ خود
 اس پر لشکر لے جاویں قبائل عرب کو اکٹھا بھیجا بہت آدمی جمع ہوئے تیس ہزار

وفاات صاحبزادی حضرت زینب

وفاات وہ نبول

آدمی اس غزوہ میں آپ کے ہمراہ تھے آپ مع لشکر موضع تبوک میں پہنچے اور توقف ہوئے اور ہر قل نے مارے ڈر کے کہ آپ کو پیغمبر برحق سمجھتا تھا اور صریح نہ کیا آپ نے اطراف و جانب میں لشکر بھیجے چنانچہ حضرت خالدؓ کو اکیدر حاکم و متہ الجندل کی طرف بھیجا وہ اُسکو گرفتار کر کے لائے بعض نے لکھا ہے کہ اُس نے کچھ نذرانہ مقرر کر دیا اور چھوڑ دیا گیا بعض نے کہا ہے کہ مسلمان ہو گیا جب آپ کی اقامت کو دو ماہ ہوئے آپ صحابہؓ سے مشورہ کر کے مدینہ کو لوٹ آئے اور اسی زمانہ میں مسجد ضرار کے دم کا قصہ ہوا وہ یون ہوا کہ ابوعامر ایک بڑے مفسد قوم خنزیر سے تھا اور کتابین پڑھ کر نصرانی ہو گیا تھا پہلے تو آپ کی خیر نبوت کی بیان کیا کرتا تھا جب آپ مدینہ پہنچے مارے حسد کے مسلمان نہ ہوا اور عداوت میں سرگرم رہتا بعد غزوہ بدر کے پیچھے بھاگ کر قریش سے جا ملا اُحد میں آیا تھا پھر روم کو چلا گیا تاکہ بادشاہ روم کا لشکر آپ پر چڑھا لائے جب یہ صورت بھی نہ بنی مدینہ میں منافقین کو کھلا بھیجا کہ ایک مسجد بناوین وہ جگہ مشورہ کی ہوگی وہ سفر تبوک سے پہلے مسجد قبا کے متصل بناوا چکے تھے اور آپ سے مستدعی ہوئے کہ آپ اُس میں چلکر نماز پڑھ لیں مطلب یہ تھا کہ اس سے اُسکی رونق ہو جاوے گی آپ نے فرمایا اسوقت جہاد کو جاتا ہوں بعد معاودت دیکھا جاوے گا بعد معاودت پھر استدعا کی اللہ تعالیٰ نے اُنکے مکر پر مطلع فرمایا اور یہ آیتیں نازل فرمائیں وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا صِبْغًا خَلًّا اَلَا يَتَذَكَّرُ اَنَّهُمْ اُسْكُو لَٰكُھُمْ وَاُولَٰئِكَ اَوْرَجَلَا دیا اور اسی سال حج فرض ہوا آپ خود بسبب شغل تعلیم بہت و خود کے یعنی مختلف قبائل و مقامات کے ایلچوں کے جن کا ذکر بعد میں آتا ہے اور سبب یہ کہ یہ لوگ زیادہ آئے تھے اور بسبب ہتہام غزوات کے (کہ ہر وقت

نظر سے غرار

مؤمنین حج

مَا ذَا أَرَأَيْتَ مِنْهُ فِي كُلِّ مَصْطَدَمٍ
وَسَلِّ حَنِينًا وَسَلِّ بَدْرًا وَسَلِّ أَحَدًا
فُصُولُ أَحَقِّ لَهْمٍ أَدْلَى مِنَ الْهَيْخَمِ
وَمَنْ يَكُنْ بِرَسُولٍ لِلَّهِ نَصْرًا
إِنْ نَلَقَهُ الْأَسَدُ فِي أَجَامِهَا نَحْمُ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرًا لِحَلْفٍ كُلِّهِمْ

مادہ ہے اگر تجھ کو میرے قول کا یقین نہیں آتا تو اُنکا
حال (و کیفیت استقلال) اُن کے مقابل سے
دریافت کر لے کہ اُس نے اُنکا ہر جنگ گاہ میں کیا کیا
دیکھا ہے۔ اور اُن کا حال مقامات جنگ سے
(یعنی) حنین سے اور بدر سے اور احد سے کفار
کے انواع موت کو یو چھ لے جو اُن کے حق میں رہا ہے
بھی زیادہ سخت ہیں ضرر میں۔ اور جس کی نصرت
بدر پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی اگر اُس کو
شیر اپنے پیشوں میں ملین تو وہ دم بخود رہ جادین
۱۲ عطر الوردہ

اٹھارہویں فصل وفود کے بیان میں عظمت خانہ کعبہ کی عرب کے دل میں
بہت تھی اور تھوڑے دن قصہ اصحاب قبل کو گزرے تھے لہذا عرب کا یہ اعتقاد
تھا کہ اہل باطل کعبہ پر غالب آویں گے بعد فتح مکہ کے سب عرب کو اعتقاد حقیقت
اسلام کا ہوا اور فوج فوج اہل عرب اسلام میں داخل ہوئے اور قریات اور قبائل
کے لوگ مسلمان ہو گئے کچھ آدمی حضور اقدس میں واسطے سیکھنے شائع اسلام کے
بھیج دیتے وہ لوگ جو حضور میں حاضر ہوتے تھے وفد کہلاتے تھے وفود وفد کی
جمع ہے جس سال میں وفد بکثرت آئے یعنی سنہ وہ عام الوفود کہلاتا ہے
آپ وفود کی بہت خاطر داری اور توقیر کرتے اور انعام دیکر رخصت کرتے نیز عام
اہل عرب اسکے بھی منتظر تھے کہ آپ کا معاملہ آپ کی قوم سے کیا ہوتا ہے قریش کے
اسلام قبول کرنے سے بھی اور لوگ نرم ہوئے اکثر وفود تبوک کے بعد حاضر ہوئے
اب بعض وفود کا ذکر محض فہرست کے طور پر کیا جاتا ہے قصے ان کے کتب سیر میں

۱۴ اور بعض قبیلہ نے بجائے اسلام کے استسلام اختیار کیا جیسے وفد نصاریٰ بخران ۱۲ سنہ

مذکور میں (۱) وفد ثقیف جن کا ذکر غزوہ طائف کے ذیل میں آچکا ہے کہ وہ لوگ
 خود حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے آپ غزوہ تبوک سے رمضان میں واپس ہوئے تھے
 اور اسی ماہ میں یہ لوگ حاضر ہوئے تھے (۲) وفد بنی تمیم جن کا ذکر بعد غزوہ
 طائف کے گذرا ہے کہ اقرب بن حابس وغیرہ حاضر ہوئے تھے (۳) وفد طے غزوہ
 تبوک سے پہلے ذکر ہوا ہے کہ عدی حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے (۴) وفد عبد القیس
 (۵) وفد بنی حنیفہ ان میں مسیلہ کذاب بھی آیا تھا اور انہیں بعض لوگ مسلمان ہونے
 کے بعد پھر مرتد ہو گئے تھے اور یہ لوگ سلسلہ کے اخیر میں آئے تھے (۶) دوسرا
 وفد طے انہیں زید خیل آئے تھے (۷) وفد کندہ انہیں اشعث بن قیس بھی تھے
 (۸) وفد اشعریین و اہل یمن (۹) وفد اردان میں مرد بن عبد اللہ بھی آئے
 تھے (۱۰) وفد بنی الحارث بن کعب بیع الثانی یا جادی الاولیٰ سلسلہ میں
 (۱۱) وفد ہمدان (۱۲) وفد مزینہ (۱۳) وفد دوس (۱۴) وفد نجران۔
 (۱۵) وفد بنی سعد بن بکر یہ آنے والے ضمام بن ثعلبہ تھے (۱۶) طارق بن
 عبد اللہ مع اپنی قوم کے (۱۷) وفد نجیب (۱۸) وفد بنی سعد بن زید قبیلہ
 قضاعہ (۱۹) وفد بنی فزارہ بعد تبوک (۲۰) وفد بنی اسد (۲۱) وفد ہجر
 (۲۲) وفد عذرہ منفر سلسلہ میں (۲۳) وفد بنی ربیع الاول سلسلہ میں (۲۴)
 وفد ذی مرہ (۲۵) وفد غولان شعبان سلسلہ میں (۲۶) وفد محارب سال

۱۷ اشج عبد القیس جن کی بیع حدیثوں میں آئی ہے ان میں سے آئے تھے ۱۸ منہ ۱۹ سبیلہ کا قصہ ان ہی
 لوگوں سے ہوا تھا انھوں نے اسلام کو قبول نہیں کیا مگر مطیع اور باجگذار ہو گئے ۲۰ منہ ۲۱ زاد المعاد میں
 اسی طرح ہے شاید حرم سے ابتدا کے اعتبار سے یہ سلسلہ ۱۲ منہ ۱۳ بر وزن رضی قبیلہ کذا فی القاموس

حجۃ الوداع میں (۲۷) وفد صدائے شہد میں (۲۸) وفد عثمان رضی اللہ عنہ
میں (۲۹) وفد سلمان شوال سنہ میں (۳۰) وفد بنی عبس (۳۱) دوسرا
وفد ازدان میں سوید بن الحارث آئے تھے (۳۲) وفد بنی مستفق (۳۳) وفد
نخج اور یہ آخر وفد ہے کذا فی زاد المعاد۔

من القصیدۃ

يَا خَيْرَ مَنْ بَخَّمَ الْعَالَمُونَ سَاحَتَهُ
سَعْيًا وَفَوَانِ مَسُونِ الْاَيُّمِ الْمُسْمَرِ
وَمَنْ هُوَ الْاَيَةُ الْكُبْرَىٰ لِمُعْتَبِرٍ
وَمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعَظْمَىٰ لِمُعْتَبِرٍ

اے اور اگر نگران کو بوجہ اسلام نہ لانے کے کالہ مارا
حاوے اور ازاد اور طے کے دونوں وفدوں کے
مجموعہ کو ایک کے حکم میں رکھا جائے تو میں ہوتے
ہیں ۱۲ منہ سے اے ستر میں اُن کے مسائل دوڑتے
ہوئے اور تیز رواؤں میں یوں کی پشتوں پر سوار ہو کر
اُن کی نگاہ کا فصد کرتے ہیں (جیسے وفد آتے تھے)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلَىٰ حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

فصل نسیون حکام اور اہل کاروں کے متعین فرمانے میں واسطے انتظام
ملکی و تحصیل صدقات و جزیرہ کے جن بلاد میں اسلام کا تسلط ہو گیا وہاں اس کام
کے لیے ان صاحبوں کو مامور فرمایا۔ (۱) مہاجر بن ابی امیہ بن بخیرہ کو
صنعا پر (۲) زیاد بن لعبید انصاری کو حضرموت پر (۳) عدی کو طے پر
اور بنی اسد پر (۴) مالک بن نویرہ یربوعی کو بنی حنظلہ پر (۵) زبرقان

لے زیاد بن حارث صدائی جبکی اذان کا قصہ حدیث میں آیا ہے وہ اسی قبیلہ سے ہیں ۱۲ منہ سے آپ نے
اُن سے حضرت خالد بن سنان کی اولاد کو پوچھا اُنھوں نے کہا کہ ایک لڑکی تھی اُسکی انسل منقطع ہو گئی تھی
فرمایا بنی تھی اُنکی قوم نے اُنکو ضائع کر دیا یعنی اُنکی قدر نہ پہچانی ۱۲ منہ سے اور اے وہ ذات کہ وہ بڑی نشانی
ہے متامل کے لیے اور وہ بڑی نعمت ہے قدر دان کے لیے کہ آپ کی قدر سمجھ کر وفد آتے تھے (عطر الوداع میں لکھا ہے)

بن بدر کو بنی سعد کے بعض علاقوں پر (۶) قیس بن عاصم کو بنی سعد کے دوسرے بعض علاقوں پر (۷) علاء بن اخضر کو بحرین پر تحصیل کے لیے (۸) حضرت علیؑ کو اہل نجران پر کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور حدیثوں سے (۹) عتاب بن اسید کا مکہ پر اور (۱۰) معاذ بن جبل اور (۱۱) حضرت ابو موسیٰ اشعری کا ملین پر حاکم مقرر ہونا چاہیے۔

من القصیدۃ

مِنْ كُلِّ مُنْتَدِبٍ لِلَّهِ مُحْتَسِبٍ
يَسْطُوْا بِمُسْتَأْصِلٍ لِلْكَفْرِ مُصْطَلِمٍ
حَتَّىٰ عَدَدُ نَمِلَةٍ إِلَّا سَلَامٌ وَهِيَ بِحَمْدِ
مِنْ بَعْدِ غَرْبِهَا مَوْصُوْلَةٌ الرَّحِمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلَىٰ حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

۱۵ اصحاب کرام میں ہر ایک مجاہد عوت حق ہے کہ آپؐ
جہان بھجھ یا چلے گئے اور اسید و اعطاسے حق
ہے کہ ذاب کے لیے چلے گئے جو حملہ کرتا ہے بندہ
ایسے حربہ کے جو کفر کی بیخ کنی کا کاربند ہے۔ ۱۲
۱۵ یہاں تک کہ ملت اسلام اپنی غربت اور کمزوری
کے بعد متصل القرابت ہو گئی اس حال میں کہ وہ ملت
اسلام اُن سے ملحق و ملصق ہے یعنی ایسی حالت
کی جیسے وہ اُن کی قرابت وار ہو چنانچہ وہ اسلام
کی خدمات بجالائے ۱۲ عطر اللوردہ بیچ رہا۔

فصل ہشویں فرمانوں کی روانگی میں ملوک و سلاطین کی طرف (۱) ہرقل
شاہ روم کو وحیہ بن خلیفہ کے ہاتھ نامہ مبارک روانہ فرمایا اور وہ باوجود یقین
نبوت کے ایمان نہیں لایا (۲) کسریٰ شاہ فارس کو عبداللہ بن عذافہ سہمی
کے ہاتھ اُس نے نامہ مبارک کو بجاڑ ڈالا آپؐ نے سُکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُسکی
سلطنت کو بارہ بارہ کر دیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا (۳) نجاشی شاہ حبشہ کو عمرو
بن امیہ ضمیری کے ہاتھ کذا فی الملوہا ہب وریہ وہ نجاشی نہیں ہے جسکے زمانہ میں
ہجرت حبشہ ہوئی تھی اور جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھی تھی یہ اُس نجاشی کے
بعد ہوا اور اسکے اسلام کا حال معلوم نہیں ہوا کذا فی زاد المعاد (۴) مقوقس

شاہ مصر کو حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ یہ ایمان نہیں لایا مگر ہدایا بھیجے (۵)
منذر بن ساوی شاہ بحرین کو عسلا بن المحضر می کے ہاتھ یہ مسلمان ہو گئے اور
بدستور برسر حکومت قائم رکھے گئے (۶) ذوالشہادہ عمان جعفر بن حلبندی
وعبد بن حلبندی کو عمرو بن العاص کے ہاتھ اور یہ دونوں مسلمان ہو گئے
(۷) ہوزہ بن علی حاکم یامہ کو سلیط بن عمرو عامری کے ہاتھ وہ مسلمان نہیں
ہوا (۸) حارث بن ابی ثمر غسانی حاکم غوطہ دمشق کو شجاع بن وہب کے ہاتھ
حدیبیہ سے واپس ہونے کے زمانہ میں کذا فی زاد المعاد (۹) جبکہ بن اہم
غسانی کو شجاع بن وہب کے ہاتھ کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور اسی کے
ذیل میں اُن عرائض کا بھی ذکر مناسب ہے جو سلاطین نے آپ کے حضور میں
بھیجیں علاوہ اُن سلاطین کے جنہوں نے آپ کے فرمانوں کے جواب عرض کیے
جنکا ذکر اوپر آچکا ہے سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ جب آپ تبوک سے تشریف
لے آئے تو شاہان حمیر نے ملک یمن سے عرائض مشعر اپنے اسلام کے قاصدوں
کے ہاتھ بھیجے اُنکے نام یہ ہیں (۱) حارث بن عبد کلال (۲) نعیم بن عبد کلال
(۳) نعمان حاکم ذورعین و معا فزوہدان (۴) زرعہ ذوزین یہ سب ملوک
یمن ہیں اور (۵) فروہ بن عمرو نے جو کہ سلطنت روم کی جانب سے عامل تھا
اپنے اسلام کی جو قاصد کے ہاتھ بھیجی اہل روم نے اول اسکو قید کیا اور
پھر قتل کر دیا کذا فی سیرۃ ابن ہشام (۶) یاذان صوبہ دارمین از جانب کسری
مع اپنے دونوں بیٹوں اور اُن لوگوں کے جو اہل فارس اور اہل یمن سے

اُسکے پاس تھے اسلام لایا اور اپنے اسلام کی خبر آپ کے پاس بھیج دی کذا
فی تواریخ حبیب آلہ مع قصۃ سبب اسلام۔ یہ سب مکتوب الیہ اور کاتب
ملک پرندہ ہوئے اور سیرۃ ابن ہشام میں رفاعہ بن زید جذامی کے ہاتھ کہ وہ
مسلمان ہو گئے تھے اُن کی قوم کی طرف ایک فرمان لکھ دینا اور اُن لوگوں کا
مسلمان ہو جانا مذکور ہے اور بخاری کی شرح کرمانی میں ملوک مین میں سے
ذوالکلاع احمیری اور ذوعمر و کا مسلمان ہو کر حضور میں حاضر ہونے کے لیے
روانہ ہونا مگر آپ کی حیات میں نہ پہنچ سکا لکھا ہے۔

من القصیدۃ

أَيُّهُ الْغُرُّ لَا يَجْنِي عَلَى أَحَدٍ
يَدُ قَيْمِ الْعَدْلِ بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ
مَحْكَمَاتِهِ فَمَا يُبْقِيَنَّ مِنْ شُبُهٍ
لِذِي شِفَائِي وَلَا يُبْقِيَنَّ مِنْ حَكَمٍ
مَا حَوَّارِيَّتَ قَطْرِ الْأَعَادِ مِنْ حَرْبٍ
أَعْدَى الْأَعَادِي إِلَيْهَا مُلْقَى السَّلَامِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

۱۔ اب کے روشن احکام کسی پر مخفی نہیں
ارچانچہ ان سلاطین پر ظاہر ہو گئے کہ قبول
کیا یا مغلوب ہوئے بدو اُن احکام
کے لوگوں میں عدل قائم نہیں ہوا - ۱۲
۲۔ وہ احکام (امور متنازع فیہا میں)
حکم اور فیصلہ کنندہ قرار دیے جاتے ہیں سو
وہ شبہات کو باقی نہیں چھوڑتے کسی مخالفت
کے لیے اور نہ وہ احکام اپنے سوا کسی اور
فیصلہ کنندہ کے طالب ہیں (کیونکہ وہ خود
اسکے لیے کافی ہیں) ۳۔ اُن احکام سے
کبھی لڑائی یعنی مقابلہ نہیں کیا گیا مگر اُس کا
انجام یہی ہوا کہ دشمن سے دشمن بھی لڑائی
سے باز آ کر اُن کی طرف صلح کی سپرد آتا ہوا
نظر آیا (جیسا ان سلاطین نے عجز کا اقرار
کیا) عطر الوردہ مع تعمیر ۱۲۔

فصل کیسویں آپ کے بعض شمائل و اخلاق و عادات میں۔ ایمین سالیم الحبيب
مصنفہ حضرت مولانا مفتی الہی بخش صاحب کاندھلوی خاتم شنوی کے (جس کا
ملحقہ مقدمہ میں ذکر آیا ہے سبب اسکے کہ شمائل میں کافی مقدار پرتل ہے) ترجمہ
مع الاصل کے ایراد کو کافی سمجھا گیا اور نام اس کا شمس الطیب ترجمہ شمیم الحبيب ہے
اس فصل کے اجزا کو بلفظ وصل تعبیر کیا جاوے گا۔ ومن الله التوفيق۔

شمیم الحبيب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
أَحْمَدُ اللَّهِ الَّذِي أَرْسَلَ الْبَنَّا
رَسُولًا عَرَبِيًّا شَمِيمًا مَدِينًا
سَيِّدًا أَمِينًا صَادِقًا مُصَدِّقًا
قُرْشِيًّا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ
وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ كَانُوا لَهُ حِفْظًا نَجِيًّا
وَعَدًّا فَإِنَّ الْعُلَمَاءَ قَدْ جَمَعُوا
شَمَائِلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَكُوا فِيهِ مَسَلَكًا طَرِيقًا وَتَجَمُّعًا
مَنْحَبًّا سَوِيًّا وَلَكِنَّ بَعْضَهُمْ

شمس الطیب

(ترجمہ شمیم الحبيب)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس نے
ہماری طرف ایک سول کو بھیجا جو عربی ہاشمی کی طرف
سزا میں سچی خبر دینے والے سچی خبر دینے والے
اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر
جو کہ آپ کے محب خاص و دراز دار با اختصاص
تھے رحمت نازل فرماوے۔
بعد حمد و صلوة کے مدعا یہ ہے کہ علماء (میشہوی)
نبی صلا اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل کو جمع
کرتے رہے۔

اور اس باب میں نو تنو سلاک اور
اعتدال طریق پر چلتے رہے لیکن
بعض نے

قَدْ أَطْنَبُوا إِلَيْنَا بِأَمَلٍ وَبَعْضُهُمْ
 أَوْجَزُ وَالْآخَرُ أَفْخَرُ فَإِنَّا نَأْتِي بَيْنَهُمَا رِجَالًا
 وَشَائِقَ وَطَالِبَ تَأْتِي فَأَرَدْتُ أَنْ
 أَذْكَرُ بَدَأَ مِنْ تَحْسِينِهِ وَمَكَارِمِهِ
 وَشَطْرَ أَمْنِ شَمَائِلِهِ وَخَصَالِهِ الْمُخْتَصَرَةِ وَأَفِيئَةٍ
 وَمُنْجَزٍ أَشَافِيًا فَإِنَّ الْعَاشِقَ الْهَامِمَ
 الْمُجْتَمِعُ إِذَا ذَفَعُوا لَوْصَالِ بَيْتِهِ كَرَّمَ اللَّهُ
 وَالْحَمْدُ وَتَعَلَّلُ يَوْصِفُ الْجَمَالَ وَ
 تَذَكُّرُ الْحَمْدِ وَمَعَ ذَلِكَ فَارْجُو
 بِهِ التَّوَاتُّعَ وَالتَّجَاهُ مَرَّةً الْعَذَابِ
 وَالشَّفَاعَةَ مِنْ حَبِيبٍ بِكَ الدَّيَابِ
 وَالْذُّعَاءُ مِنَ الطَّلَافِ لِأَجَارِ كَيْفَ وَلَا
 وَسِيلَةَ لِمَنْ حُسْنُ الْعَمَلِ وَالْعَمْرُ مَصْرُورٌ
 فِي الْمَعَامِي وَالزَّلِيلِ فَمَسَّكَ بِذَيْلِ
 تَمَامِهِ وَتَشَبَّثَ بِذِي كَرَمٍ مَدَامِجِهِ
 وَخَصَائِلِهِ قَبْلَ اللَّهِ عَنِّي وَعَنْ جَمِيعِ

۱۳۹
 ۱۳۹

اسقدر زطویل کی جس سے دل اُکٹا جائے
 اور بعض نے اسقدر اختصار کیا کہ فہم مطلب ہی میں
 خلل پڑ جائے اور لوگ مختلف ہوتے ہیں بعض
 (زطویل یا ایجاز سے) بھاگتے ہیں اور بعض
 اُسکے شائق اور طالب ہوتے ہیں (سب زطویل
 و اختصار سے نفع عام نہیں ہوتا بخلاف مقدار
 اوسط مانا سب کے کہ وہ ہر شخص کے مذاق کے
 موافق ہوتا ہے) ایسے میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے
 محاسن اوصاف و مکام اخلاق اور شمائل اور
 خصال میں سے ایک مختصر حصہ مگر کافی شافی قلبینہ
 کروں کیونکہ عاشق سرگشتہ و مجبور جب محروم
 الوصال ہوتا ہے تو منزل محبوب یا خط و خال ہی کو
 یاد کر کے اپنے دل کو سمجھاتا ہے اور محبوب کے حال
 اور اوصاف کا بیان و تذکرہ کر کے اپنا جی بھلاتا ہے
 اور اسی کے ساتھ میں اس میں حصول ثواب
 اور نجات میں اللہ اب اور شفاعت محبوب
 رب الارباب و ردعائے طالبین و احباب کی بھی
 امید رکھتا ہوں۔ اور یہ اُمید کیسے نہ رکھوں
 جبکہ حسن عمل کا کوئی وسیلہ میرے پاس نہیں۔
 اور عمر تمام معاصی اور لغزشوں میں صرف ہوئی
 ایسے میں نے آپ کے شمائل و مدارج و فضائل
 کے تذکرہ کا دامن پکڑا۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے
 اور سب مسلمانوں سے اسکو قبول فرماوے۔

الْمُسْلِمِينَ وَاجْعَلْ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ
 لَهَا كَانَ الْكِتَابُ الْمُسْتَقْبَلُ الشَّامِلُ
 لَا بِي عَيْسَى بْنِ مَرْيَمَ الشِّفَاءُ لِقَاضِي
 عَمَّا ضَرَحَهُمَا اللَّهُ الْقِيَاضُ مَعَهُ وَأَضْطَ
 فِي هَذَا الْبَابِ فَالْقَطْعُ مِنْهُمَا مَا يُعْنِي
 الطَّالِبُ الْمُنْتَاقَ وَيَسْلُوبُهُ الْمُجْعُورُ
 الْمُشْتَقَ فَلْنَبْدِءُ بِحَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ
 عَلِيٍّ عَنْ هُنْدٍ قَالَتْ فِي غَايَةِ الْفَصَاحَةِ
 وَالْبَلَاغَةِ وَأَقْصَى حَيْثُ تَبَيَّنَ خُصَائِصُ
 مَعْدِنِ النَّبَوَّةِ وَالرِّسَالَةِ عَلَيْهِ مِنَ الصَّلَاةِ
 وَالسَّلَامِ أَمَّهُمَا وَأَكْمَلُهُمَا أَقُولُ
 رَوَى الْقَاضِي بِإِسْنَادِهِ الْمُعْتَمَدِ الْمُبْتَصِلِ إِلَى
 عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَهُوَ إِمَامُ الْإِسْلَامِ مِنْ رُفِيعِ
 الْعُلَمَاءِ بَيْنَ أَهْلِ الْقُرُونِ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ
 سَأَلْتُ خَالَئِي هُنْدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ حَلِيقَةِ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ وَصَافًا قَانَا

مستحق جمع محامد کا وہی رب العالمین ہے اور
 چونکہ کتاب الشامل امام ترمذی رحمہ اللہ کی اور
 کتاب السقا قاضی عیاض رحمہ اللہ کی اس باب میں
 جامع نرا اور ضابطہ ترتبی اس لیے میں نے ان ہی
 دو کتابوں سے ایسے مضامین منتخب کیے جو
 طالب راعب کو (دوسری کتابوں سے)
 بے نیاز کر دیں اور جن سے بھور شتاق دل کو
 تسلی دے سکے۔ سو ہم امام حسن بن علیؑ کی
 روایت سے جو کہ ہند بنہ سے مروی ہے شروع
 کرتے ہیں کیونکہ وہ فصاحت و بلاغت کے
 منتہی مقام پر ہے اور معدن نبوت و رسالت
 یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ و سلاماً
 تائین کا ملین کے بیان خصوصیات کے اعلیٰ
 درجہ میں ہے پس میں کتابوں (اصل اول
 آپ کے حلیہ شریفہ میں) قاضی مدوح نے
 اپنے اسناد معنی سے جو کہ امام زین العابدینؑ
 تک پہنچتی ہے روایت کیلئے کہ انھوں
 نے کہا کہ حضرت حسن بن علیؑ نے فرمایا
 کہ میں نے اپنے مامون ہند بن ابی ہالہ
 سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ
 دریافت کیا اور وہ حضور کا کثرت ذکر
 اوصاف کیا کرتے اور میں اسید وار ہوا کہ ان
 اوصاف میں سے کچھ میرے سامنے بھی

أَرْجُو أَنْ يَصِفَ لِي مِنْهَا شَيْئًا أَتَعْلَقُ بِهِ
 قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مَعَهُ تِلْكَ الْأَوْجُهُ تَلَا أَلْفَ لَفْظٍ لِكَلِمَةِ الْبَيْتِ
 مَعطى في الصدور والعيون كذا قال سلاسا راجع ان يكون في هذا
 أَطْوَلُ مِنَ الْمَرْبُوعِ وَأَقْصَرُ مِنَ الْمَشْدُودِ
 عَظِيمِ الْهَامِ رَجُلٌ شَعْرَانِ أَفْرَاقُ
 عَظِيمَةٍ فَرَفٍ وَلَا فَلَاحِيَا وَشَعْرَةٌ
 أَذْنُهُ إِذَا هُوَ وَفَرَّ أَرَاهُ الْكَلْبُ وَاسِعُ
 الْجَبِينِ أَرْجُو أَنْ يَصِفَ لِي مِنْهَا شَيْئًا أَتَعْلَقُ بِهِ
 فَمِنْ بَيْنَهُمَا عَرَفَ عَرَفَةُ الْعُظْمَى
 الْعَرَبِيَّةُ لَهُ مَنْ يَعْلُو وَيَحْسِبُ مَنْ لَوْ
 يَتَأَمَّلُهُ أَشْعَمُ كَثُ الْحِمَةِ أَدْعَسُ
 أَخَذَ بِي صَلْبِهِ أَلَمْ أَشْنِبْ مَعَهُ الْإِنْسَانُ
 دَقِيقُ الْمَرْقَةِ كَانَ عَنَقُهُ حِمِيَّةً دُمِيَّةً
 فِي صَفَاءِ الْفَضْلِ

یعنی ان کو بفرق تصور کرے بعد ماجہ عقیقہ قلمے تر کر فرقا والا اثر
 کل تر قلمہ قلمہ قال قلمیہ کاں بڑا ذوال اسلام قلم قلمہ بعد بڑا
 لہ قال لوجہری السمر تھا عقیقہ الاف س استواء اعلاہ

یاں کرین حکو میں اپنے ذہن میں حالوں میں
 اُھوں لے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 راجی دات میں عظیم تھے (نظرون میں) معظم تھے
 آپ کا چہرہ مبارک ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا بادل
 سیانہ قد آدمی سے تو قامت میں قدرے نیچے
 ہوئے تھے اور دراز قد سے وقامت میں کم
 تھے سر مبارک (اعتدال کے ساتھ) کلان تھا۔
 موے سر سیدھے قدرے بل دار تھے۔ اگر سر کے
 بالوں (کو جمع کرتے وقت اُن میں اتنا سا افزون
 مانگ نکل آتی تو مانگ سکی رہنے دیتے ورنہ نہیں
 (یعنی ابتداء اسلام میں ایسا معمول تھا اور
 بعد میں تو قصداً مانگ نکالتے تھے ایکے موے سر سرور
 گوش سے تیار در کھاتے تھے جبکہ آپ بالوں کو فرماتے ہوئے
 تھے۔ آپ کا رنگ مبارک چمکدار تھا مینائی فرخ تھی
 اردو خم دار بالوں سے پر تھی اور باہم پیوستہ نہ تھیں
 اُن دونوں کے درمیان میں ایک رگ تھی کہ وہ
 خفصہ میں ابھر جاتی تھی لندی تھی سی مبارک پر ایک
 نور یا ان تھا کہ جو شخص نامل کرے آپ کو دراز مینی بھیجے
 ریس مبارک بھری ہوئی تھی پتلی خوب سیاہ تھی رخسار
 مبارک سک تھے دہس مبارک (اعتدال کے ساتھ)
 فرخ تھا (یعنی تنگ نہ تھا نہ کہ زیادہ فرخ تھا)
 دندان مبارک باریک اُبدا رتھے اور اُن میں
 (درازا) رینج تھیں سینہ سے ناف تک بالوں کا
 ایک باریک خط تھا گردن مبارک ایسی (خوبصورت)
 تھی جیسی تصویر کی گردن (خوبصورت تراشی جاتی
 ہے صفا فی میں جاندی جیسی تھی۔

۳
 بفتح الیم
 وسکون الین
 المسطحة والار
 بالمعقودہ الشمر
 الذی فی وسط
 الصدور الی الی
 ۱۲
 بفتح المعقودہ
 الشمر ذال
 المعقودہ کو حق
 ام باوصوۃ
 بوالی الی الی
 فی خانہ ۱۲

الانوار الذی

۱۲ کان مراد باریک

مَعْدِلُ الْخَلْقِ بَادِنَا مَسْكَ سَوَاءٍ
 الْبَطْنِ وَالْقَدْرُ مَشِيحُ الصَّدْرِ عَدَدُ
 مَا بَيْنَ الْمُسْكَيْنِ حِمْمُ الْكَلْبِ الْمَيُوتِ
 الْمَجْرَدُ مَوْصُولُ مَا بَيْنَ الْبَنَةِ وَالشُّعْرِ
 بِشَعْرِ كَبِيرٍ كَالْخَطِّ عَمَادَةُ الْيَدِ مَسَاوِي
 ذِيكَ أَشْعَرُ الذَّرَاعَيْنِ وَالْمُسْكِينِ
 أَعْمَالُ الصَّدْرِ طَوِيلُ الزَّيْدِ رَحْبُ
 الرَّاحَةِ شَيْئُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ
 سَائِلُ الْأَطْرَافِ أَوْ قَالَ سَائِلُ
 الْأَطْرَافِ سَبْطُ الْعَصِي حَصَانُ
 الْأَحْمَصَيْنِ مَسِيحُ الْقَدَمَيْنِ بَيْنَ عَيْنَيْهِمَا
 الْمَاءُ إِذَا زَالَ زَالَ تَقْلَعُ وَتُخْطِطُ
 تَكْفُوًا وَهَيْشِي هُونًا وَزَيْعُ الْمَشْيَةِ إِذَا
 مَشَى كَمَا نَمَا يَخْطُ مِنْ صَبَبٍ وَ

لہ فی صراح الانصاف دخل فی ما بین القدم فلم یصل الاض
 والراوا اعتدالہ ولا ہو غیر محمردہ لم یکن خصمہ مرقعا احد فام
 و فی حدیث الی ہرقہ و لیسرہ (مخلص و ادو طی ہندو
 و طی سکھا سقا و ہذا یوافق قولہ مسیح القدمین ۱۲

مدن جسامت میں معتدل و سرگوشٹ اور کسا ہوا
 تھا شکم اور سینہ مبارک ہموار تھا اور سینہ
 قدرے کم بھرا ہوا تھا آپ کے شانوں کے درمیان
 قدرے (اورون سے زائد) فاصلہ تھا جوڑ کی
 ہڈیاں کمان تھیں کپڑا اتارنے کی حالت میں
 آپ کا بدن روشن تھا سینہ اور ناف کے
 درمیان لکیر کی طرح بالوں کی ایک متصل دھاری
 چلی جاتی تھی اور ان بالوں کے سواندین (وغیرہ)
 یر بال تھے (البتہ) دونوں بازو و شانوں
 سینہ کے بالائی حصہ پر (مناسب مقدار سے)
 بال تھے کلائیوں دراز تھیں ہتھیلی فراخ تھی
 کفین اور قد میں سرگوشٹ تھے (ہاتھ یا ٹون کی)
 انگلیاں لمبی تھیں یا راوی نے بلند کہلے (کہ
 اسکا بھی وہی حاصل ہے) اعصاب آپ کے برابر تھے
 آپ کے ٹوڈ (قدرے) گہرے تھے (کہ چلنے میں نرمی
 نہ لگتے) قدم مبارک ہموار اور ایسے صاف تھے
 کہ پانی ان پر (بالکل) ڈھل جاتا (یعنی میل کھیل
 خشونت وغیرہ سے پاک تھے چلنے ہونے سے
 پانی ان کو ذرا نہ لگا رہتا) جب چلنے کے لیے
 پاؤں اٹھاتے تو قوت سے پاؤں اٹھاتا تھا اور
 قدم اس طرح رکھتے تھے کہ آگے کو جھک جاتا اور تواضع
 کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے۔ چلنے میں ایسا معلوم
 ہوتا گویا (کسی بلندی سے) لستی میں اتر رہے ہیں

دورینہ
 ازین صفا
 زینجی سما
 مسالین
 فیما رج
 والا شاف
 ولا کما
 اصا بام
 یقلع بازل
 سرافہ الی
 نہ
 عا
 باغہ الی
 حنیہ
 ہما

إِذَا التَّفَتِ التَّفَتِ مَجِيعًا فَضَّ

یعنی سب سے بگشت ۱۲

الطُّرُفَ نَظْرًا إِلَى الْأَرْضِ أَطْوَلَ

مِنْ نَظَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ جُلَّ نَظَرُهُ

الْمَلَا حِظَةً لِيُسَوِّقَ أَصْحَابَهُ وَيُبْدِلَ

مِنْ لِقَبِهِ بِالسَّلَامِ قُلْتُ صِفْ لِي

مَنْطِقَهُ قَالَ كَانَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَوَّاعِلَ الْأَحْزَانِ دَامَ

الْفِكْرُ وَلَيْسَتْ لَهُ رَاحَةٌ وَلَا يَنْكَلِمُ

فِي غَيْرِ حَاجَةٍ طَوِيلُ السُّكُوتِ

يَفْتَتِحُ الْكَلَامَ بِمُحْتَمَةٍ بِأَشَدِّ اقْدَرِ

وَيَتَكَلَّمُ بِمَجَامِعِ الْكَلِمِ فَضْلًا لَا قُصُولَ

فِيهِ وَلَا قَصِيرَ دَمًا لَيْسَ كَلِمًا جَانِي

وَلَا الْمُهِنَ يُعْظِمُ النِّعْمَةَ فَإِنْ دَفَعَتْ

يَدُهَا عَنْهَا شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَنْدُمُ

لَهُ لَمْ يَكُنْ يَدِينُ أَحَدًا شَيْءَ حَلْفَةٍ لَكِنْ تَقْدِيمُ

تَوَاضَعًا كَذَا قَالَ ابْنُ مَرْوَى ۱۲ ۱۳ بَطْحُ الْيَمِيمِ مِنَ الْمَاءِ رَدُّهَا

وَبِقِمْ لِمِيمٍ مِنَ الْإِبَاهِ أَيْ لِمِيمٍ مِنْ النَّاسِ ۱۴

جب کسی (کروٹ کی) طرف (کی چیز) کو دیکھتا تھا

تو نوے بھر کر دیکھتے (یعنی کن انکھیں نوے دیکھنے کی

عادت نہ تھی) نگاہ نیچی رکھتے آسمان کی طرف

نگاہ کرنے کی نسبت زمین کی طرف آب کی نگاہ

زیادہ رہتی عموماً عادت آب کی گوشہ حشمت سے

دیکھنے کی تھی (مطلب یہ کہ غایت حیا سے

یوراسر اٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے) اپنے اصحاب

کو چلنے میں آگے کر دیتے جس سے ملتے خود اجدا

بسلام فرماتے پھر میں نے (یعنی امام حسنؑ)

ہند بن ابی ہاشمؑ کہا کہ آپ کی گفتگو کے متعلق

مجھ سے بیان کیجیے انھوں نے کہا کہ رسول اللہؐ

صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت (آخرت کے) غم

میں اور ہمیشہ (امور آخرت کے) سوچ میں رہتے

کسی وقت آپ کو چین نہیں ہوتا تھا اور بلا ضرورت

کلام نہ فرمانے تھے آپ کا سکوت طویل ہوتا تھا

کلام کو شروع اور ختم منہ بھر کر فرماتے (یعنی

گفتگو اوّل سے آخر تک نہایت صاف کرتے)

کلام جامع فرماتے (جبکہ الفاظ مختصر ہوں مگر

یہ غرض ہوں) آپ کا کلام (حق و باطل میں فیصلہ کن

ہوتا جو نہ حشو و زائد ہوتا اور نہ تنگ ہوتا۔ آپ

نرم مزاج تھے نہ مزاج میں سختی اور نہ غلطی کی

الہامت فرماتے نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب بھی

اُسکی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ فرماتے

مگر کھانے کی چیز کی مذمت اور مہج دو نوں فرماتے

ذَوَافًا وَلَا يَمْدَحُهُ وَلَا يُقَامِرُ
لِغَضَبِهِ إِذَا عُرِضَ لِحَقِّ شَيْءٍ عَجَزَ
يَنْصَرُّ لَهُ وَلَا لَغَضَبٍ لِنَفْسِهِ وَلَا
يَنْتَصِرُ لَهَا وَإِذَا أَسَارَ أَسَارَ بِكَفٍّ
كُلِّهَا وَإِذَا نَحَتْ قَلْبَهَا وَإِذَا تَحَدَّثَ
أَنْصَلَ بِهَا فَضْرَبَ بِأَيْهَا لِمَعْنَى
رَاحَةِ الْيَسْرِ وَإِذَا غَضِبَ أَعْرَضَ
وَأَشْرَكَ وَإِذَا فَرَحَ غَضَّ طَرَفَهُ حُلَّ
ضَحْكِهِ التَّسْمِيمُ مَوْفَقُهُ عَنْ مِثْلِ حَتَّ
الْغَمَامِ قَالَ أَحْسَنُ فَنَكَبْتُمَا عَيْنَ
الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَمَانًا تَحَدَّثَتْ
فَوَجَدْتُهُ فَدَسَبَقْنِي الْمَرْفَسَ أَلْبَاهُ
عَنْ مَدْخَلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۵۱ فتح الازل المعجم الروایہ لدوق المعجم ۱۲۱ یعنی
کسر جالت غصبت بحسب شفاعت علی سلامتی سے کسی
پیر اور بچے کی حق تا آ کہ انصاف و میداد ۱۲۱ قال
ابن الاثیر وادان اشارتہ محکمۃ کان للتوحید و التثدیہ لسمہ
و لغیرہ و لکف ۱۲۲ اے الی الحدیث المستل علی الصغات ۱۲

(نزدت تو اس لیے نہ فرماتے کہ وہ نعمت تھی اور میں
زیادہ اس لیے نہ فرماتے کہ اکثر اسکا سبب صل و
طلبت ہوتی ہے) جب مرحوم کی کوئی شخص ذرا
خی لفت کرتا تو اسوقت آپ کے غصہ کی کوئی تاب
نہ لاسکتا تھا جب تک کہ اس حق کو غالب کر لیتے
اور اپنے نفس کے لیے غصہ ناک نہ ہوتے تھے اور
نہ نفس کے لیے انتقام لیتے اور (گفتگو کے وقت)
جب آ یا اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ
کرتے اور جب کسی مرید تعجب فرماتے تو ہاتھ کو ہٹاتے
اور جب آپ بات کرتے تو اسکو یعنی دامنہ انگوٹھے
کو بائیں مٹھلی سے متصل کرتے یعنی اسپرارتے اور جب آپ
غصہ آتا تو آپ دھڑ سے مٹھ بھر لیتے اور کروٹا بدل
لیتے اور جب خوش ہوتے تو نظر نیچے کر لیتے (برہ و نو ن
انرا شی جاسے ہین) اکثر ہنسنا ایک تبسم ہوتا اور ہین
دردن مبارک جو ظاہر ہوتے تو ایسے معلوم ہوتے جیسے
بارش کے اُولے (فصل دوم) آپ کے تفسیر و قات و
طرح معاشرت میں (حضرت خلیفہ فرماتے ہیں کہ
میں نے ایک ماہ تک حسین بن علی سے اسکو چھپائے رکھا
پھر جو میں نے اُن سے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے
پہلے اپنے والد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر
جانا مہر آنا نشست و برخاست طرز طریق سب
۱۵۲ اشاری ان اباد فی ہما التقیۃ والی ان البصریہ یا
مہم بعیر قولہ یا ہما مدوالی ان فصل تفسیر صحیفہ فافہم منہ

وَفَحَّجَّهِ وَجَلَّسَهُ وَشَكَّلَهُ فَلَمَّا كُنْتُ

مِنْهُ شَبَابًا قَالَ مُحْسِنٌ سَأَلْتُ

أَبِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا عَنْ خَوَالِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ

دُخُولُهُ لِنَفْسِهِ مَا ذُو نَالٍ فِي ذَلِكَ

فَكَانَ إِذَا أُدْخِلَ إِلَى مَبْرِئِهِ جَرَّ دُخُولَهُ

ثَلَاثَةَ أَخْزَاءَ جُزْءٍ لِلَّهِ تَعَالَى وَ

جُزْءٍ لِأَهْلِهِ وَجُزْءٍ لِنَفْسِهِ شَوْ

جُزْءُ أَجْوَدِهِ نَبْنَهَ وَبَيْنَ النَّاسِ

فَيُرَدُّ ذَلِكَ عَلَى الْعَامَّةِ بِالْخَاصَّةِ

وَلَا يَدُخِرُ عَنْهُمْ شَيْئًا وَكَانَتْ

يَعْنِي جَبْرِ الرَّايِشَانِ بَارِئِ الْمِيْلَاتِ بِرَجَبِ سِيَرَةِ سَيِّدِ الْوَسْطَى

مِنْ سِيَرَةِ فَجْزَةِ الْأَمَةِ إِشَارَ

أَهْلِ الْفَضْلِ بِأَذْنِهِ وَتَقْسِيمِهِ عَلَى

أَهْلِهِ مَا سَمِعْتُ مِنْ شَيْءٍ لَمْ يَكُنْ كَوْرَةً يَعْنِي وَاقِعًا بَيَانًا عَلَى

وَسَائِدِهِ يَعْنِي إِذَا دُنِيَ بَرْدُ كَارِئِ السَّيْرِ بِرُكَا حَاثِ جَوْدِ الْكَرَامَاتِ

حَاثِ حَقِيقَةِ حَاثِ اسْتِغْنَاءِ الْوَقْفِ وَدَوْرَةِ الْأَمَةِ قَالَ بَرِئُ الْأَشْبَةِ

أَرَادَ أَنْ يَلْحَظَ تَلَفُظَ الْوَقْفِ فِي تِلْكَ الْوَقْفِ فَكَانَتْ الْخَاصَّةُ تَحْرُوقًا

بِمَا سَمِعْتُ فَكَانَ أَهْلُ الْوَقْفِ فِي الْعَامَةِ السَّابِقَةِ وَفِي سِلْ

یو چھ چکے میں اور کوئی بات بھی (بے تحقیق کیے ہوئے)

نہیں چھوڑی۔ غرض امام حسینؑ فرماتے ہیں کہ میں نے

اپنے والد ماجد سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے گھر میں تشریف رکھنے کے متعلق پوچھا انھوں نے فرمایا

کہ آپ کا گھر میں اپنے ذاتی جوائج (طعام و منام وغیرہ)

کے لیے تشریف لیجانا آپس باب میں (منجانب اللہ)

بازوں تکے سوا آپ اپنے گھر میں تشریف لائے

تو ایسے اندر رہنے کی وقت کو تین حصوں پر تقسیم فرماتے

ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے اور ایک حصہ

اپنے گھر والوں (کے حقوق ادا کرنے) کے لیے (جیسے

اُسے ہنسنا بولنا) اور ایک حصہ اپنے نفس (کی

راحت) کے لیے پھر اپنے حصہ کو اپنے اور لوگوں کے

درمیان تقسیم فرماتے (یعنی اُس میں سے بھی بہت سا

وقت اُس کے کام میں صرف فرماتے) اور اُس حصہ

وقت کو خاص اصحاب کے واسطے عام لوگوں کے کام لگا دیتے

(یعنی اس حصہ میں عام لوگ تو نہیں آسکتے تو مگر وہیں

حاضر ہوتے اور دین کی باتیں سن کر عوام کو پوچھتے

اسطرح سے عام لوگ بھی کن منافع میں شریک ہوتے جاتے

اور لوگوں سے کسی چیز کا اخفا نہ فرماتے (یعنی نہ

احکام دینیہ کا اور نہ متاع دنیوی کا بلکہ ہر طرح

ان اسرار میں سے جو ان صفات سے مندرجہ ہیں ان سے مراد ان کے خاص و عام ہیں

وَيَخْرُجُنَّ أَدْلَةً لِّعَيْنِي تُقِيمَاءُ

قُلْتُ فَأَخْبِرْنِي عَنْ فَخْرٍ كَيْفَ
تقوله امام حسین ۱۲

بَصْنَمُ فِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ لِسَانَهُ

أَلَا مِمَّا يَعْنِيهِمْ وَيَقُولُ لِقَوْمٍ وَلَا يَفْرَ

وَبِكُرْمٍ كَرِمٌ كُلُّ قَوْمٍ وَلِيْلَتِهِ عَلَيْهِمْ

وَيُخَذِّلُ النَّاسَ وَيَخْتَرِسُ مِنْهُمْ

مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُفَّ عَنْ أَحَدٍ

بَشَرَةٍ وَخُلُقَةٍ وَيَتَفَقَّدُ أَصْحَابَهُ

وَيَسْأَلُ النَّاسَ عَمَّا فِي السَّاسِ

وَيُحْسِنُ الْحَسَنَ وَيُصَوِّبُهُ وَيُفْتِي

الْقَلْبَ وَيُلَاقِيهِ مَعْتَدِلُ الْأُمْرِ عَزِيزُ

خُفَاةٍ لَا يَفْعَلُ فَنَاءً أَنْ يَفْعَلُوا

أَقَامُوا الْكُلَّ حَالٍ عِنْدَ عَتَادٍ

لَهُ نَفْعٌ عَيْنٌ تَهْلُو تَارِشَتُهُ تَوْفَانِيَّةٌ

وَأَوْعَادُ حَالٍ مَلَّةٌ أَوْ يَحْمِلُ لَهَا قَعْمٌ لَامُورٌ

آنے اور کچھ نہ کچھ کھا کر واپس آتے (یعنی آپؐ کو وہ نفع

علی کے کچھ نہ کچھ کھلاتے تھے) اور ہادی یعنی خلیفہ مومنین

آپ کے پاس سے باہر نکلتے۔ امام حسینؑ فرماتے ہیں کہ میں نے

اپنے والد سے عرض کیا کہ آپ کے ہاتھ شریف کھنے کے

حالات بھی مجھے بیان کیجئے کہ اُس وقت میں کیا کیا کرتے

تھے انھوں نے فرمایا کہ آپ اپنی زبان کو لایعنی بالوں سے محفوظ

رکھتے تھے اور لوگوں کی آئین قلب فرماتے تھے اور انہیں تفریق

نہ ہونے دیتے تھے اور ہر قوم کے آبرو و آدمی کی آبرو

کرتے تھے اور ایسا آدمی کو اُس قوم پر سردار مقرر فرما

دیتے تھے اور لوگوں کو (امور ضروریہ) حذر رکھنے کی

تاکید فرماتے رہتے تھے اور ان (کے شر) سے بچانا

بجا رکھتے تھے مگر کسی شخص سے کشادہ دلی اور خوش خوئی

میں کمی نہ کرتے تھے اپنے ملنے والوں کی حالت کا استفسار

رکھتے تھے اور لوگوں میں حوادث ہوتے تھے آپ

انکو پوچھتے رہتے (تاکہ مظلوم کی نصرت اور غصہ کا

انسداد ہو سکے) اور اچھی بات کی تحسین اور تصویب

اور بری بات کی تفتیح اور تحقیر فرماتے۔ آپ کا ہر حمل

نہایت اعتدال کے ساتھ ہوتا تھا اس میں بے انتظامی نہیں

ہوتی تھی کہ کسی طرح کر لیا کبھی کسی طرح کر لیا لوگوں کی

تعلیم صلیو سے غفلت نہ فرماتے بوجہ اس حال کے کہ

راگراگرا لوگوں کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو بعض تو خود

خالف جاوید کیا بعضے انور دین میں اعتدال سے زیادہ غفلت

دیں گے ان کا جائز ہر حالت کا آپ کو بیان ایک خاص مقام

يَكُونُ هُوَ الْمُنْصَرَفُ مَنْ سَأَلَهُ
 حَاجَةً لَمْ يَسُدَّهَا إِلَّا بِهَا وَأَبَى عَيْسَى
 مِنَ الْقَوْلِ قَدْ وَسَّعَ النَّاسُ بَسْطَهُ
 وَخَلَقَهُ قَصَارَ لَهُمْ أَيْ قَصَارًا وَصَارُوا
 عَنْهُ فِي الْحَقِّ مَقَارِبِينَ مَقَاضِلِينَ
 فِيهِ بِالتَّقْوَى وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى
 صَارُوا عِنْدَهُ فِي الْحَقِّ سَوَاءً فَجَلِيسَةٌ
 فَجَلِيسُ حِلْمٍ وَعِلْمٍ وَحَبَاءٍ وَصَبْرِ
 وَآمَانَةٍ لَا تَرْفَعُ فِيهِ الْأَصْوَاتُ وَلَا
 تُؤَبِّنُ فِيهِ الْحُرُوفُ وَلَا تَنْشِبُ فِيهِ
 فَلْتَانَهُ يَتَعَاطَفُونَ بِالتَّقْوَى
 مُتَوَاضِعِينَ يُعَاقِرُونَ فِيهِ الْكِبَرُ
 وَيَرْجَمُونَ الصَّغِيرَ وَيَرْفُزُونَ
 ۱۲

جو شخص آپ سے کچھ حاجت چاہتا تو بدوں
 اسکے کہ اُسکی حاجت پوری فرماتے یا نہی سے
 جواب دیتے اُسکو واپس نہ کرتے آپ کی
 کشادہ روئی اور خوشنوی تمام لوگوں کے لیے
 عام تھی گویا بجائے اُنکے باپ کے ہو گئے
 تھے اور تمام لوگ آپ کے نزدیک حق میں
 (فی نفسہ) مساوی تھے (البتہ) تقویٰ کی وجہ سے
 تفاوت تھے (یعنی تقویٰ کی زیادتی سے تو
 ایک دوسرے پر ترجیح دیتے تھے اور میں یہاں ہم نہ سادہ
 اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حق میں سب آپ کے
 نزدیک برابر تھے آپ کی مجلس علم اور علم اور
 حیا اور صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی مسکین
 آوازین بلند نہ کیجاتی تھیں اور کسی کی حرمت
 کوئی داغ نہ لگایا جاتا تھا اور کسی کی غلیظوں کی
 اشاعت نہ کیجاتی تھی۔ آپ کے اہل مجلس
 ایک دوسرے کی طرف تقویٰ کے سبب
 متواضعانہ مائل ہوتے تھے اُنہیں بڑوں کی
 توقیر کرتے تھے اور چھوٹوں پر جہربانی کرتے تھے
 اور صاحب حاجت کی اعانت۔

۱۔ اینت اراصل اور علیہ بکلمہ سورہ فطون کہ مفعول فی
 درہ والموالات ذکر فیہ الامور المحرمۃ يقال فلان یومین
 کذا لای ذکر لقیح ۱۲ لای بقاء و زلاتہ و لغیرہ فاعل
 اے لم کہن فی مجلس طاعت وان کانت من احد سترت ۱۲

ذَا الْحَاجَةِ وَيَرْجُونَ الْغَرِيبَ

فَسَأَلَتْهُ عَنْ سَيَرِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَجَلَسَ لَهُ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَائِمًا الْبُشْرَ سَهْلَ الْخَلْقِ

لَكِنَّ الْجَانِدَ لَيْسَ بِفَقْدٍ وَلَا عِلْطٍ وَلَا

صَحَابٍ وَلَا فَخْرٍ وَلَا عِيَالٍ وَلَا مَالٍ وَلَا

يَنْفَاقُ عَمَّا لَا يَنْتَهِي وَلَا يُؤْثِرُ مِنْهُ

قَدْ تَرَكَ نَفْسَهُ عَنْ ثَلَاثٍ الرِّبَا وَالْإِلْثَامَ

وَمَا لَا يَحِبُّهُ وَتَرَكَ النَّاسَ عَنْ ثَلَاثٍ

كَانَ لَا يَذِمُّ لِحَدٍّ أَوْ لَا يَحْبِزُهُ فَالَا

يُطْلَبُ عَوْرَتُهُ وَلَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا بِمَنْ حُشِنَ أَبُوهُ

وَإِذَا تَكَلَّمَ أَمَرَ قُضَايَاهُ كَأَنَّمَا عَلَى

رُكَاةٍ سِمْ مِ الطَّيْرِ وَإِذَا سَكَتَ تَحَلَّقُوا لَا

يَتَنَازَعُونَ عَنْهُ كَالْحَدِيثِ مِمَّنْ يَكُونُ عِنْدَهُ

أَفْضَلُ الْحَقِّ يَقِفُ عَنْ حَدِيثِهِمْ حَدِيثًا وَ

لَهُ مِنَ الْعَرَبِ غِيَابُ بَعْضِ الْمُبْرِينَ الْغَيْبَةِ ۱۲

کرتے تھے اور بے وطن پر رحم کرتے تھے پھر میں نے اس کو
آپ کی سیرت اپنے اہل مجلس کے ساتھ دریافت کی انھوں نے
فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ مدت کشتاف
رہتے نرم اخلاق تھے آسانی سے ہوا فی ہوجاتے
تھے نہ سخت ہو تھے نہ درشت گوتے نہ جلا کر بولتے
اور دشناما سب بات فرماتے نہ کسی کا عیب بیان
کرتے اور نہ (مبالغہ کے ساتھ) کسی کی مدح فرماتے
جرات (یعنی خواہش کسی شخص کی) آپ کی
طبیعت کے خلاف ہوتی اس سے تنافل فرما جاتے۔
(یعنی اُس پر گرفت نہ فرماتے) اور (تصریحاً) اُسے
مایوس (بھی) نہ فرماتے (بلکہ غاموش ہو جاتے آپ نے تین
چیزوں سے رو اپنے کو بچا رکھا تھا ریا سے اور کثرت کلام
اور بے سود بات اور تین چیزوں سے دوسرے
آویں کو بچا رکھا تھا کسی کی مذمت نہ فرماتے کسی کو عار
نہ دلانے اور نہ کسی کا عیب تلاش کرتے اور وہی کلام
فرماتے جس میں اسید خواب کی ہوتی اور جب آپ کلام
فرماتے تھے آپ تمام جلسوں کے سر جھکا کر بیٹھ جاتے
جیسے اُن کے سرو پر پرندے آکر بیٹھ گئے ہوں اور جب
آپ بات پوتے تھے وہ لوگ بولنے آپ کے سامنے کسی
بات میں نزاع نہ کرتے۔ آپ کے پاس جو شخص ہوتا اس کے
فلاں ہونے تک سر غاموش رہتے (یعنی بات کے
چرچ میں کوئی نہ بولتا) اہل مجلس (میں سے ہر شخص)
کی بات (رغبت کے ساتھ) سننے جاتے (میں)
ایسی ہی ہوتی جیسے سب میں پہلے شخص کی بات
تھی (یعنی کسی کے کلام کی سقداری نہ کیا تھی)

يَفْعَلُ مِمَّا يَتَحَكَّمُونَ وَيَجِبُ مِمَّا

يَعْبُونَ وَيَصْبِرُ الْغَيْرُ عَلَى الْخُفْوَةِ
وَالْمُطِيقُ يَقُولُ إِذَا أَيْتُمْ صَاحِبَ الْحَاطَةِ

يَطْلُبُهَا فَرْدٌ وَلَا يَطْلُبُ الشَّاهِدَ إِلَّا

مِنْ كَانِي وَلَا يَقْطَعُ عَلَى أَحَدٍ حَيْثُ حَتَّى

يَجُوزَ فَيَقْطَعُهَا بِإِتْمَاعٍ وَفِي كُوفِي

رَوَايَةُ فَلْتُ كَيْفَ كَانَ سُكُونُهُ مَصْلُوحٌ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ سُكُونُهُ عَلَى الرَّجُلِ عَلَى

الْحِلْمِ وَالْحِذْرِ وَالْقَدْرِ وَالْفَكْرِ فَاكَمَا

تَقْدِيرُهُ فَقِي سَوِيَّةَ النَّظَرِ وَالِاسْتِمَاعِ

بَيْنَ النَّاسِ وَمَا تَفَكَّرَ فَيَفْهَمُ بَقِيَّةَ لَيْقِي

وَجَمْعُهُ الْخِلْمُ فِي السَّمِينِ كَانَ لَا يَغْصِبُهُ

شَيْءٌ يَسْتَفْرِهُ وَجَمْعُهُ لَمْ يَفْهَمْ لَمْ يَرْجِعْ

أَخَذَهُ بِأَحْسَنِ لِقْدَمَيْهِ تَرَكَهُ لِقْدَمُهُ

لِيَسْتَهْجِي عَنْهُ وَاجْتِهَادُ الرَّأْيِ بَمَا

أَصْلَحَ أَمْتَهُ وَالْقِيَامُ لَهُمْ بِأَجْمَعٍ لَهُمْ

جس باج سب ہنستے آپ بھی ہنستے جس سے سب

تعب کے لئے آپ بھی تعب فرماتے (یعنی خدا باحتساب

اپنے جلسوں کے ساتھ شریک ہتے) اور سر دلی ہی

کی بے تیزی کی گفتگو پر محفل فرماتے اور فرمایا کرتے

کہ جب کسی صاحب حاجت کو طلب حاجت میں

دیکھو تو اس کی اعانت کرو (اور کوئی آپ کی شتا

کرنا تو آپ اسکو جائز نہ رکھتے البتہ اگر کوئی احسان

کی اسکا فائز طوری کرنا تو ضرور وجہ مشروع ہونے

اُس تنازع کے شرط عدم تھا ورنہ اُسکو گوارا

فرمایا) اور کسی کی بات کو نہ کاٹتے یہاں تک وہ

حد سے بڑھنے لگتا اسوقت اسکو ختم کر دینے سے یا

اُٹھ کر بے ہوجا میسے قطع فرماتے اور ایک روایت

میں ہے کہ میں نے کہا کہ آپ اسکو کس کیفیت کا تھا

انھوں نے کہا کہ آپ اسکو کس جوار میں پہنچتا تھا

علم اور بیدار مغزی اور انداز کی عابت اور فکر آگے

ہر ایک کا بیان ہے) سو انداز کی رعایت یہ کہ مختار

کی طرف نظر کرنے میں اور اپنی عرض معروض ہونے میں

برابری فرماتے تھے اور فکر باقی اور فانی میں فرماتے

تھے (یعنی دنیا کے فنا اور عقبی کے بقا کو سوجا کرتے)

اور علم آپکا صبر یعنی ضبط کے ساتھ جمع کر دیا گیا

تھا اگر اُس ضبط کا بیان ہے) سو آپ کو کوئی چیز ایسا

غضبناک نہ کرتی تھی کہ آپ کو از جا رفته کر دے اور

بیدار مغزی آپ کی جارام کی جامع ہوتی تھی ایک

نیک بات کو اختیار کرنا تاکہ اور لوگ آپ کا

اقتدار کریں دوسرے بُری بات کو ترک کرنا تاکہ

اور لوگ بھی باز رہیں تیسرے رائے کو ان امور

میں صحت کرنا جو آپ کی اہمیت کے لئے مصلحت ہو

چوتھے اہمیت کے لئے ان امور کا اہتمام کرنا جنہیں

اَمْرًا دُنْيَا وَاٰخِرَةً اَعْلَمُ اَنْ مِثْلَ
 هَذِهِ الشَّامِلِ وَرَدَ فِي حَدِيثٍ شَتَّى عَنْ
 اَسْرَ اَوَّلِي هُرَيْرَةَ وَبَدَأَ بِرَبِّ عَائِشَةَ
 وَابْنِ حُجَيْفَةَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَاُمِّ مَعْبُدٍ
 وَابْنِ عَبَّاسٍ وَمُعَرِّضِ بْنِ مُعَيْقِبٍ
 وَابْنِ الْطَفِيلِ وَعَدَاءِ بْنِ خَالِدٍ وَحَرِيمِ
 ابْنِ قَاتِكٍ وَحَكِيمِ بْنِ حَزَامٍ وَلُحَيْثِبِ
 بَدْرٍ مَبْدُ مِنْهَا اَيْضًا فَكُلُّهُ اَرْضَى اللّٰهَ
 عَنْهُمْ اَجْمَعِينَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّوْا
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدْعَى عَجَلَ اَشْكَى اَهْدَبَ
 الْاَشْفَارِ اَلْبَلَّ اَرْجَ اَفْجَ اَفْجَ مَدَقَارَ
 الْوَجْهِ كَانَتْ قِطْعَةً مِّنْ كَثِّ الْحَبْرِ عَلَا صَدْرَهُ
 سَوَاءً اَبْطَرْنَ اِلَ الصَّدْرِ وَاَسْمَ الصَّدْرِ عَظِيمُ
 الْمَنَاسِكِ فُحْمُ الْعِظَامِ عَيْلٌ اِلَ ذُرَاعَيْنِ
 وَالْعَصْدَيْنِ وَالْاَسْفَلِ رَجَبُ الْكَفَيْنِ
 وَالْقَدَمَيْنِ دَقِيقُ الْمُسْرِبَةِ

۴
 ما جاء في
 الصحيحين

اُنکی دُنیا و آخرت دونوں کے کاموں کی دینی
 ہو اور وصل سوم تتمہ وصل اول میں
 جانا چاہیے کہ اسی طرح کے شامل متفرق
 حدیثوں میں ان حضرات سے وارد ہوئے
 ہیں حضرت انسؓ حضرت ابو ہریرہؓ حضرت
 بلالؓ بن عازبؓ حضرت عائشہؓ حضرت ابو حنیفہؓ
 حضرت جابر بن سمیرہؓ حضرت ام حبشہؓ حضرت ابن
 عباسؓ حضرت معمر بن معیقبؓ حضرت
 ابو الطفیلؓ حضرت عداء بن خالدؓ حضرت
 حریم بن قاتکؓ حضرت حکیم بن حزامؓ ہم بھی
 ثواب حاصل کرنے کی غرض سے مختصر سا
 انہیں سے ذکر کرتے ہیں پس ان سب حضرات
 نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کا رنگ مبارک چمکا ہوا تھا آپ کی
 شبلی نہایت سیاہ تھی بڑی بڑی آنکھیں تھیں
 آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے مڑ گائیں آپ کی
 دراز تھیں دونوں ابروؤں کے درمیان
 قدرے کشادگی تھی ابرو خدا تھی نبی مبارک
 بلند تھی دندان مبارک میں کچھ چین تھیں یعنی
 بالکل اوپر تلے چڑھے ہوئے نہ تھے (بہرہ مبارک)
 گول تھا جیسا چاند کا قطرہ ایش مبارک
 آنچان تھی کہ سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی شکم
 اور سینہ ہموار تھا سیتہ چوڑا تھا دونوں
 شانے کلان تھے استخوان بھاری تھیں دونوں
 کلائیان اور بازو اور اسفل بدن (ساق وغیرہ)
 بھرے ہوئے تھے دونوں کف دست اولہ قدم
 شادہ تھے سینہ سے نان تک لاونکا ایک ریک خط

رَبْعَةَ الْقَدِّ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَارِئُ وَلَا
 بِالْقَصِيرِ الْمُرْدِدُ وَلَا يَكُنْ يَمَاشِيَهُ
 أَحَدٌ يُنْسَبُ إِلَى طَوِيلِ رَجُلٍ شَخَرٍ
 وَإِذَا فَرَضَ أَحَدًا فَرَعَنَ مِثْلَ سَبَابِقِ الدَّقِ
 وَعَنْ مِثْلِ حَبَابِ النَّمَاءِ وَإِذَا تَكَلَّمَ رَأَى
 كَالنُّورِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَائِيهِ أَحْسَنَ
 النَّاسِ مَقَالًا لَيْسَ بِطَهْمٍ وَلَا مَكْلَمٍ
 مَتَمَّاسِكَ الْبَدَنِ خَيْرٌ بِالْحَقِّ فِي رُؤْيَا
 أَحْسَنَ سَجَرِ الْعَيْنِ خَيْرٌ الْمَشَارِقِ إِذَا
 وَطِئَ بِقَدِّهِ وَطِئَ بِكَلِمَاتِ لَيْسَ لَهُ
 أَحْمَصُ هَذَا كُلُّهُ خُلَاصَةٌ مَا فِي
 الشِّفَاءِ وَرَوَى الزُّمَيْدِيُّ فِي مِثَالِهِ
 عَنْ أَنَسٍ كَانَ حَبِيبًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ شَتَّى الْكَلْبَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ خَيْرٌ
 الرَّأْسِ خَيْرٌ الْكَرَّادِ لَيْسَ لَمْ يَكُنْ
 بِالطَّوِيلِ الْمُعْطِ وَلَا بِالْقَصِيرِ الْمُرْدِدِ

قدم سارک میانہ تھا نہ تو بہت زیادہ دراز اور
 نہ بہت کوتاہ کہ اعضا ایک دوسرے میں جیسے چھو
 ہوں اور رفتار میں کوئی آپ کے ساتھ نہ رہ سکتا
 تھا (یعنی رفتار میں ایک نہ سرعت تھی بلکہ خلف) آپ کا
 قامت قدرے درازی کی طرف نسبت
 کیا جاتا تھا (یعنی طویل تو نہ تھے مگر دیکھنے میں
 قد اونچا معلوم ہوتا تھا) بال قدر سے بل دار تھے
 جب ہنسنے میں دندان مبارک ظاہر ہوتے تو جیسے
 برق کی روشنی نمودار ہوتی ہے اور جیسے اُولے
 بارش کے ہوتے ہیں جب آپ کلام فرماتے تو سننے
 کے دانو تکیے بیچ میں سے ایک نور سا نکلتا معلوم
 ہوتا تھا گردن نہایت خوبصورت تھی چہرہ مبارک
 پیولا ہوا نہ تھا اور نہ بالکل گول تھا (بلکہ بالکل
 بند و پیر تھا) بدن گٹھا ہوا تھا گوشت ہلکا تھا
 اور دوسری روایتوں میں ہے کہ آنکھوں میں سفیدی کی
 ساتھ سرخی تھی جو بندگان کے جب میں پہنچاؤں
 رکھتے تو پورا پانوں کہتے تھے تو میں زیادہ
 کرہ عائد تھا یہ تمام کتاب شفاء کے مضمون کا خلاصہ ہے
 اور ترمذی نے اپنے شمائل میں حضرت انس سے
 روایت کیا ہے کہ ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے
 دونوں کف دست اور دونوں قدم پر گوشت
 تھے نہ سارک کلاں تھا جوڑ کی ہڈیاں بڑی

كَانَ فِي وَجْهِهِ تَذْوِيْبٌ أَبْقَرَ
 مُسْرَبٌ أَدْبَحَ الْعَيْنَيْنِ أَهْدَبَ
 الْأَشْفَارِ جَلِيلُ الشَّاشِ وَالْكَثْدِ
 أَجْرَدُ ذُو مُسْرِبَةٍ إِذَا التَفَتَ
 التَفَتَ مَعَاكِنُ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ
 النَّبَوَةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
 وَفِي رِوَايَةٍ جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ كَانَ قَبْلِيَعُ
 الْفِمْ مَنَعُوهُ مِنَ الْعَقَبِ أَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ
 إِذَا انْظَرْتُ إِلَيْهِ قُلْتُ لَأَكْثَلَ الْعَيْنَيْنِ
 وَلَيْسَ بِأَكْثَلَ أَحَدٍ لَيْسَ بِمُكْتَحِلٍ
 وَقَالَ أَبُو الطُّفَيْلِ اللَّيْثِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 كَانَ أَبِصْرٌ مِلْحًا مُقْتَصِدًا عَنْ آئِسٍ
 كَانَ رُبْعَةً حَسَنَ الْجِسْمِ أَسْمَرَ اللَّوْنِ عَظِيمَ
 الْجُمَةِ إِلَى شَحْمَةٍ أَدْنَاهُ عَلَيْهِ حَلَّةٌ حُمْرَاءُ
 وَرَوَى فِي شَرَاهِ الْبَزْمِ مَدِي عَنْ أَنَسٍ
 بَرِيحًا إِلَيْهِمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

آپ کے چہرہ مبارک میں ایک گونہ گولائی تھی
 رنگ گورا تھا اس میں سُرخ دھکی تھی سیاہ
 آنکھیں تھیں مڑ گانین دراز تھیں شانے کی
 ہڈیاں اور شانے بڑے بڑے تھے۔ بدن
 مبارک بے بو تھا (یعنی بدن بھر پر بال تھے
 البتہ) سینہ سے ناف تک بالوں کی باریک
 دھاری تھی جب کسی (کروٹ کی) طرف
 (کی چیز) کو دیکھنا چاہتے تو پوسے بھر کر دیکھتے
 آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت
 تھی اور آپ خاتم النبیین تھے اور حضرت بابر
 بن سمرقانی روایت میں ہے کہ آپ کا دہن باریک
 (اعتدال کے ساتھ) فراخ تھا۔ ایڑیوں کا
 گوشت ہلکا تھا۔ آنکھوں میں سُرخ ڈھیرے
 تھے جب آپ کی طرف نظر کرتے تو یوں سمجھو کہ آپ کی
 آنکھوں میں سرمہ پڑا ہے حالانکہ سرمہ پڑا
 نہ ہوتا تھا اور حضرت ابو الطفیل لیثی نے
 کہا ہے کہ آپ گورے طبع میانہ قدر تھے
 حضرت انس سے روایت ہے کہ آپ
 میانہ قامت خوش اندام گندین رنگ تھے
 موے سروراز تھے بن گوش تک۔ آپ پر
 ایک سُرخ (دھاری دار) جوڑا تھا اور
 شامل ترمذی میں حضرت انس سے
 روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ وَلَا
بِالْأَمْعِ الْأَمْعِ وَلَا بِالْأَدَمِ وَلَا
بِالْحَجْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّطِطِ بَعَثَهُ اللَّهُ تَعَالَى
عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَأَقَامَ مَلَكَ عَشْرَ
سِنِينَ وَقَالَ بْنُ عَبَّاسٍ ثَلَاثَ عَشْرَةَ
يَوْمًا حَيَّ الْبَنِي وَيَا لِمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ
فَوَفَّاهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ
سَنَةً وَقَالَ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ
وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَاسْتَيْتَمَّ سَنَةً
وَقَالَ الْخَمَارِيُّ ثَلَاثٌ وَاسْتَيْتَمَّ
أَكْثَرُ حَيٍّ فِي الرَّيَّاسَةِ وَكَانَ فِي
رَأْسِهِ وَحَيْثُ عَشْرُونَ شَعْرَةً
بِضَاءٍ قَالُوا لِحَقِّقُونَ إِنَّ الشَّعُورَ
لَا تَقْصُرُ فِي رَأْسِهِ وَحَيْثُ كَانَ
سَبْعَةَ عَشَرَ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ
رَأَيْتُ الْخَاقِمَ بَيْنَ كَتِفَيْ رَسُولِ اللَّهِ

نہ بہت دراز تھے اور نہ کوتاہ قامت تھے
اور نہ بالکل گورے پھوکے تھے اور نہ سفید
تھے اور سوے مبارک آپ کے نہ بالکل
خمدار تھے اور نہ بالکل سیدھے (بلکہ
کچھ بلند تھے) اللہ تعالیٰ نے آپ کو
چالیس برس کے ختم پر نبی بنایا پھر مکہ میں
دس برس مقیم رہے اور حضرت ابن عباسؓ
کے قول پر تیرہ برس رہے کہ آپ پر وحی
ہوتی تھی (دس برس کی روایت میں
کسر کھاسب میں نہیں آیا پس دونوں روایتیں
مستطابق ہیں) اور مدینہ میں دس سال رہے
پھر ساٹھ سال کی عمر میں اور ابن عباسؓ کے
قول پر ترسٹھ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ
نے آپ کو وفات دے دی اور امام بخاریؒ
نے فرمایا کہ ترسٹھ سال کی روایتیں زیادہ
ہیں اور (باوجود اتنی عمر کے) آپ کے
سر اور ریش مبارک میں سفید بال ہیں بھی
نہ تھے اور تحقیق نے کہا ہے کہ آپ کے سر اور
دارھی میں سفید بال کل سرہ تھے اور حضرت
جابر بن سمورؓ نے فرمایا کہ میں نے عمر نبوت کو آپ کے
دونوں شانوں کے درمیان میں ایک سونچا اور
ابھرا ہوا گوشت مثل سفید کبوتر کے دیکھا

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَّةَ حُمْرَاءَ
مِثْلَ بَيْضِهِ الْحَمَامِ وَعَنِ السَّائِبِ
بْنِ يَزِيدٍ مِثْلَ زَيْرِ الْجَلَّةِ وَعَنْ مَمْرُ
ابْنِ أَخْطَلٍ لَأَنْصَارِي شَعْرَاتِ حُمْرَةٍ
وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ كَانَ فِي ظَهْرِهِ
بَضْعَةٌ تَأْتِرُهُ وَفِي رِوَايَةٍ مِثْلُ
الْجَمْعِ خَالَهَا خَيْلَانٌ كَأَنَّهَا تَأْتِيهِ
قَالَ لَبْرَاءُ مَا سَأَيْتُ مِنْ ذِي لَمَةٍ
فِي حُلَّةِ حُمْرَاءَ أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ
مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الشَّمْسُ
تَجْرِي فِي وَجْهِهِ وَإِذَا اضْطَحَلَ
يَتَلَاكَ لَأَنَّ رُءُفَةً فِي الْجَدْرِ قَبْلَ
مَجَابِرٍ كَانَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالسَّيْفِ قَالَ لَبْلُبُ

اور حضرت سائب بن یزید سے روایت
ہے کہ وہ مثل بھیرکٹ (مسہری) کی گھڑی
کے تھی اور عمرو بن اخطب انصاری سے
روایت ہے کہ کچھ بال جمع تھے اور حضرت
ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آپ کی
کمربرایک ابھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا
اور ایک روایت میں ہے کہ مثل سٹھی کے
تھی اسکے گرد اگر دتل تھے جیسے نستے
ہوتے ہیں (اور ان روایات میں کچھ
تافی نہیں سب اوصاف کا جمع ہونا
ممکن ہے) حضرت براثر کہتے ہیں کہ میں نے
کوئی بالون والا نسخ جوڑا (یعنی مخطوط لکھی چڑھ)
پہنے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ
حسین نہیں دیکھا اور حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ
میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ
حسین نہیں دیکھا گویا آپ کے چہرہ میں آفتاب چل رہا ہے
اور جب پشتر تھے تو دیوانہ پر چپ پرتی تھی اور
حضرت جابر سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
چہرہ مبارک میں تلوار کے اشفاق تھا انھوں نے کہا کہ میں نے

كَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ ۖ كَانَ مُسْتَدِيرًا
وَقَالَتْ أُورُوعْبَدٍ كَانَ أَجْمَلَ النَّاسِ
مِنْ بَعِيدٍ ۖ وَأَجْلَاهُ وَأَحْسَنَهُ مِنْ
مِثْلِهِ ۖ قَالَ عَلِيٌّ مَنْ رَأَاهُ نَدَاهُ هَابَةً
وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ ۖ لَمْ أَدْبَلْهُ
وَلَا بَعْدَهُ ۚ وَمِثْلُهُ قَالَ أَنَسٌ مَا شِئْتُ
عَنْدَرًا قَطُّ وَلَا مِسْكًا وَلَا شِدًّا ۚ أَطْلُبُ
مِنْ رِئِيسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَكَانَ بَصَاحًا فِي الْمَصَاحِمِ ۖ قِطِلَ يَوْمَ مَعَا
يُحْيَا رَجُوعًا ۖ فَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى سَرَأْسِ
الصَّبِيِّ فَيُحَرِّقُ مِنْ بَيْنِ الصَّبَّانِ
بِرِيحٍ ۖ قَاتَا هَرَفِي دَارِ النَّاسِ ۖ فَعَرَقَ
فَجَاءَتْ مَاءً نَقَارًا ۖ رَادَّةٌ تَجْمَعُ فَيُخَافُهَا
فَسَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ نَجَحَلُهُ فِي طَبِينَا وَهَوَّ
أَطِيبُ الطَّيْبِ ۖ ذَكَرَ الْأَمُّ الْبَخَارِيَّ

مثلاً آفتاب اور مانتاب کے مدور تھا
(تلوار کی تشبیہ میں یہ کمی تھی کہ وہ مدور نہیں
ہوتی) اور حضرت ام معبدؓ نے کہا آپؐ سے
سب سے زیادہ جمیل و زبردست سب سے زیادہ
خوبصورت اور حسین معلوم ہوتے تھے اور حضرت
علیؓ نے فرمایا ہے کہ جو شخص آپؐ کو اول و ہدایت
دیکھتا تھا مرعوب ہو جاتا تھا اور جو شخص
شنا سائی کے ساتھ ملتا جلتا تھا آپؐ سے محبت
کرتا تھا میں نے آپؐ جیسا (جب جال صاحب کمال،
نہ آپؐ پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپؐ کے بعد کسی کو
دیکھا) (صل جہارم آپؐ کے طیب و طیب بنین)
اور حضرت انسؓ نے فرمایا کہ میں نے کوئی غیر اور کوئی
مشک اور کوئی (خوشبودار) چیز رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی جہاں سے زیادہ خوشبودار نہیں دیکھی اور اگر آپؐ
کسی سے مصافحہ فرماتے تو تمام تمام دن اس شخص کو
مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی اور کبھی کسی بچے کے سر پر
ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو کے سبب سر پر لڑکھوین
بچہ ناجاتا اور آپؐ کیا حضرت انسؓ کے گھر میں تھے
اور آپؐ کو پسینہ آیا تھا اور حضرت انسؓ کی اللہ ایک شیشی
لا کر آپؐ کے پسینہ کو جمع کرنے لگیں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے انسؓ سے کہا بوجھا انھوں نے عرض کیا
کہ ہم اس کو اپنی خوشبو میں ملا دیں گے اور یہ پسینہ اعلیٰ
درجہ کی خوشبو ہے۔ اور امام بخاری نے تاریخ کبیر

فِي التَّارِيخِ الْكَبِيرِ عَنْ جَابِرٍ لَمْ يَكُنْ
 يَمُرُّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَرِيقٍ
 فَيَتَّبِعُهُ أَحَدٌ إِلَّا عَرَفَتْ أَنْ سَلَكَهُ
 مِنْ طَيْبِهِ قَالَ إِسْحَقُ بْنُ رَاهُوْبٍ
 إِنَّ تِلْكَ كَانَتْ رَاجِعَةً بِالْطَّيْبِ
 وَرَوَى ابْنُ أَبِي هَيْمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ
 عَن جَابِرٍ أَنَّهُ أَرَادَ فَنَجَّى رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَقَمَتْ خَاتَمُ
 النَّبُوَّةِ رِيعِي فَكَانَ بَيْنَهُمَا عَلَى مَسَكَا
 وَرِيَّ أَنَّهُ إِذَا الْغَوَاظُ انْتَقَتِ
 الْأَرْضَ فَابْتَلَعَتْ غَايِطَةً وَتَبَوَّأَهُ
 وَقَاحَتْ لِذَلِكَ رَاجِعَةً طَيْبَةً كَذَا
 رَوَتْ عَائِشَةُ وَلِذَا أَقْبَلَ بِطَهَارَةٍ
 الْحَدِيثَيْنِ مِنْهُ حَكَاهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ سَابِقٍ
 إِلَى الْكَلْبِيِّ وَأَبُو نَضْرٍ وَشَرِبَ مَلَاكُ بْنُ
 سِتَّانٍ دَمَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَمَصَّهُ فَقَالَ

میں حضرت جابر سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم جس سمت سے گذرتے اور
 کوئی شخص آپ کی تلاش میں جاتا تو وہ خوشبو
 سے پہچان لیتا کہ آپ اس سمت سے تشریف
 لے گئے ہیں اسحق بن راہویہ نے کہا ہے کہ یہ
 خوشبو بدون خوشبو لگائے ہوئے (خود آپ کے
 بدن مبارک میں) تھی اور ابراہیم بن اسماعیل
 فرمائی نے حضرت جابر سے روایت کی ہے کہ مجھ کو
 (ایک بار) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اپنے پیچھے سواری پر بٹھالایا میں نے ہر نبوت کو
 اپنے منہ میں لے لیا سو اس میں سے مشک کی
 لپٹ آرہی تھی اور مروی ہے کہ آپ جب
 بیت الخلا میں جاتے تھے تو زمین بھٹ جاتی
 اور آپ کے بول براز کو نگل جاتی اور اس جگہ نہایت
 پاکیزہ خوشبو آتی حضرت عائشہ نے اسی طرح روایت
 کیا اور اسی لیے علما آپ کے بول و براز کے
 ظاہر ہونیکے قابل ہوئے ہیں ابو بکر بن سابق مالکی اور
 ابو نصر نے اس کو نقل کیا ہے اور مالک بن سنان یوم
 احد میں آپ کا خون (زخم کا) چوس کر پی گئے آپ نے فرمایا

كُنْ يُصِيبُهُ النَّارُ وَشَرَّتْ عَبْدُ اللَّهِ
 زُبَيْرٌ دَمَ حَاجِمٍ مِنْهُ وَشَرَّتْ تَرْكُهُ
 بَوْلُهُ وَأُمُّ آيْمَنٍ خَادِمَةٌ لِسُورِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَحِدْ إِلَّا
 كَمَاءٍ عَذَابٍ طَيِّبٍ وَدَدُوا لِيْلَ فُخُوتًا
 مَقْطُوعِ الشَّرِّهِ مُكَلَّلًا كَالْمِنْةِ أُمِّهِ
 قَالَتْ إِنَّهُ لَطَيْفٌ مَائِيهِ قَدَرُوا كَانِ يَنَامُ
 يَكُونُ لَهُ غَطْطٌ فَيُصَلُّوهُ وَلَا يَتَوَضَّأُ وَلَا
 عِلْمُهُ وَكَانَ فَحْرًا سَاعِدًا حَالِي الْمَنَامِ
 قَالَ وَهَبُ بْنُ مُنَبِّهٍ قَسَمْتُ فِي
 أَحَدِ لَوْ سَبْعِينَ كِنَابًا فَوَجَدْتُ فِي
 جَمِيعِهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَرْجَحُ النَّاسِ عَقْلًا وَأَفْضَلُهُمْ رَأْيًا
 فَكَانَ يَرَى فِي الظُّلُمَةِ كَمَا يَرَى فِي النُّورِ
 كَمَا رَأَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ يَرَى
 مِنْ بَعْدِهِ كَمَا يَرَى مِنْ قَرِينِهِ كَانِ

اسکو کبھی دوزخ کی آگ نہ لگے گی اور عبد اللہ
 بن زبیر نے آپ کا خون جو کھینچنے لگانے سے
 نکالا تھا پی لیا تھا اور برکت اور آپ کی غادہ
 ام ایمن نے آپ کا بول پی لیا تھا سو اگوا ایسا
 معلوم ہوا جیسا شیر بن نفیس پانی ہوتا ہے
 اور آپ (قدرتی) مختون نول نال کٹے ہو
 سر نہ لگے ہوے پیدا ہوئے تھے حضرت آمنہ
 آپ کی والدہ کہتی ہیں کہ میں نے ایک پان صاف
 جاکہ کوئی آلودگی آپ کو لگی ہوئی نہ تھی اور آپ
 باوجودیکہ ایسا سوتے تھے کہ قرآن مجید لکھتے
 تھے مگر بدون وضو کے ہوئے نماز پڑھ لیتے تھے
 (یعنی سونیسے آپ کا وضو نہیں ٹوٹا تھا)
 روایت کیا اسکو عمرہ نے اور (وجہ اسکی
 یہ تھی کہ) آپ سونے میں حدیث سے محفوظ تھے
 (صل بنجم آپ کی قوت بصرو بصیرت
 میں) وہاب بن منبہ کہتے ہیں کہ میں نے اکثر
 کتابوں میں پڑھا ہے اور سب میں یہ مضمون
 پایا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم عقل میں
 سب پر ترجیح رکھتے تھے اسے میں سب سے
 افضل تھے اور آپ غلبت میں بھی سطر دیکھتے تھے
 جسطرح روشنی میں دیکھتے تھے جیسا کہ حضرت
 عائشہ نے روایت کیا ہے اور آپ ور سے
 ایسا ہی دیکھتے تھے جیسا نزدیک دیکھتے تھے اور اپنے

بَرِّی مِنْ خَلْفِهِ کَمَا بَرِّی مِنْ أَمَامِهِ
 وَكَانَ رَأًی حَاذِرَةً لِّلْجَاشِیِّ وَصَلَّی
 عَلَیْهِ وَرَأًی بَیْتَ الْمُقَدَّسِ مِنْ مَمْلَکَةٍ
 حَیْنٍ وَصَفَہُ لِفُرَیضٍ وَالْکَعْبَہُ حَیْنٍ
 بَنَى مَسْجِدَہُ وَالْمَدِیْنَةُ وَكَانَ یَرِی
 فِی الثُّرَیَّا أَحَدَ عَشَرَ کُتُبًا وَكَانَ یَرِی
 رُکَّانَةَ أَشَّةٍ أَهْلَ زَمَانٍ حَیْنٍ دَعَا
 إِلَى الْإِسْلَامِ وَصَارَ أَبَا رُکَّانَةَ فِی
 الْجَاهِلِیَّةِ وَاعَاوَدَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
 ذَٰلِکَ بَصَرُہُ وَكَانَ أَسْرَعَ فِی الْمَشِیِّ
 کَمَا فَا الْأَرْضُ نَطْوٰی لَهُ قَالَ أَبُو ہُرَیْرَةَ
 إِنْ الْجَعْدَةَ أَنْفَسْنَا وَإِنَّہُ غَیْرُ مُکَلِّثٍ
 فَكَانَ ضَحْکُہُ مُتَشَبِّہًا وَإِذَا نَفَثَ التَّفَثَّ
 مَعًا وَاتَّی جَوَامِعَ الْحِکْمِ وَجُعِلَتْ
 لَهُ کُلُّ الْأَرْضِ مَسْجِدًا وَطُفُؤًا
 وَاحِدًا لَهُ الْغَنَائِمُ وَاعِدَّتْ

بھیجی ہوئی ایسی دیکھتے تھے جس طرح سامنے سے
 دیکھتے تھے اور آپ نے نجاشی کا خانہ (حصہ میں)
 دیکھ لیا تھا اور سب سے بڑی اور آپ نے بیت المقدس
 کو مکہ معظمہ سے دیکھ لیا تھا جبکہ قریب کے سامنے اسکا
 نقشہ بیان فرمایا (یہ سب علاج کی صبح کو قصہ ہوا تھا)
 اور جب نے مدینہ منورہ میں اپنی مسجد کی تعمیر شروع
 کی اسوقت خانہ کعبہ کو دیکھ لیا تھا اور ایک فرمایا میں
 گیارہ سال نظر آکر رہے (اصل ششم کی قوت
 مدینہ وغیرہ میں) اور آپ کی قوت کی کیفیت تھی
 کہ آپ نے رکنا کو جو اپنی اہل زمانہ میں بہت قوی (شہر)
 تھا کشتی میں گرا دیا جبکہ اسکو اسلام کی دعوت دی اور
 (انھوں نے اپنے اسلام کو اس پر تعلق کیا کہ مجاہد کشتی میں
 اگر دیکھے) اور قبل زمانہ اسلام کے اپنے اور کانہ کو
 کشتی میں گرا دیا تھا وہ دوسری تیسری بار بھی آپ سے
 مقابل ہو آپ ہر بار میں اسکو بچھا رہے تھے اور آپ
 تیز چلتے تھے طبیعت میں لپٹی چلی آ رہی ہو حضرت
 ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم بڑی کوشش کرتے تھے کہ آپ کی
 ساتھ چل سکیں (اور آپ کی اتہام بھی نہ فرمائی تھے
 پھر بھی ہم چاہتے تھے اور آپ کا ہنسنا تبسم ہوتا تھا
 اور جب (گوشہ کی) کسی چیز کو دیکھتے تھے تو پورے
 اس طرف مڑ کر دیکھتے (یعنی در دیدہ نظر سے نہ ہوتی)
 (اصل سہم آپ کے بعض خصائص میں) اور آپ کو
 کلمات جا معہ عطا کیے اور تمام زمین آپ کے لیے مسجد
 اور آلہ طہارت بنائی گئی (یعنی یہ زمین کے خاص
 مسجد ہی میں نماز درست ہو اور جگہ درست ہو اور اس طرح
 ہر جگہ کی ٹہنی سے بشرط یا کہ ہونے کے سبب درست ہے) اور آپ کو
 لیے عنایت کو حلال کیا گیا (اور پہلی تیرے بقولین م)

لَهُ الشَّفَاعَةُ الْكُبْرَىٰ وَالْمَقَامُ الْمَحْمُودُ
وَبُعِثَ إِلَىٰ الْحِجْنَ وَالْإِثْنِ كَافَّةً
الْمَحْلُوقَاتِ وَعَلِمَ السِّنَّةَ الْعَرَبِ
كَلِمًا أَقُولُ بَلَّ السِّنَّةَ الْعَرَبِ كَلِمًا
قَالَتْ أَوْ مَعْبُدٌ كَانَ حُلُوًّا الْمَنْطُوقِ
لَا تَذَرُوهُ لَا هَذَا كَانَ مَنَظِقَةً خَزَائِنِ
نُفُوسٍ كَانَ قَبْلَ الْأَكْلِ بِالتَّوَمُّ وَكَانَ
لَا يَشْكِي وَلَا كُلَّ وَمَعَاهُ عِنْدَ الْحَقِيقِينَ
أَنَّهُ لَا يَعْبُدُ عَلَىٰ شَيْءٍ مَا تَحْتَهُ قَالَا
مَا شِئْنَا إِلَىٰ شَيْءٍ أَمَا كَانَ جُلُوسُهُ
لِلْأَكْلِ جُلُوسَ الْمُسْتَوْفِزِ مُقْبِعًا وَكَانَ
يَقُولُ أَكُلْ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَاجْلِسْ
كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ وَكَانَ تَوَمُّهُ عَلَىٰ تَقْوَاهُ
الْأَمِيرِ اسْتَظْهَرَ أَعْلَىٰ قَلْبَهُ الْمَنَامُ قَالَ
أَنْسَ عَنِ قُوَّةِ ثَلَاثِينَ رَجُلًا آخَرَ
لِلنَّسَائِزِ وَرَوَى قُوَّةَ أَرْبَعِينَ رَجُلًا فِي الْحَالِ

اور مقام محمود مخصوص کیا گیا اور آپ جن والوں اور تمام
علائق کی طرف مبعوث ہوئے (پہلے مشتم آپ کے
کلام و طعام و منام و قعود و قیام میں)
اور عرب کی سب زبانیں جانتے تھے میں کتابوں کہ
بلکہ تمام زبانیں (یہ بعض کا قول ہے) ام معتمد کہتی ہیں کہ
آپ شیرین کلام اور واضح بیان تھے نہ بہت کم گو تھے
(کہ ضروری بات میں بھی سکوت فرما دینا) اور نہ زیادہ
تھے (کہ غیر ضروری امور میں مشغول ہوں) آپ کی گفتگو
ایسی تھی جیسے موتی کے دانے پر وہی گئے ہوں اور
آپ کھاتے اور سوتے بہت کم تھے کھاتے ہوئے سہارا
لگا کر نہیں بیٹھتے تھے اور معنی اسکے اہل تحقیق کے نزدیک
یہ مہن کہ نہ ایسی چیز کا سہارا لیتے جو آپ کے نیچے ہوتی
(جیسے گدہ او وغیرہ) اور نہ کسی کروٹ پر (ہاتھ یا ٹیکہ
سہارے) بوجھ دیکر بیٹھتے۔ آپ کی نشست کھانیکے
لیے ایسی ہوتی جیسے کمرے ہونے کے لیے کوئی تیار
ہو کر بیٹھا ہے یعنی اوڑھ بیٹھتے تھے اور آپ فرمایا
کرتے کہ میں غلام کی طرح کھاتا ہوں اور غلام کی
طرح بیٹھا ہوں اور آپ کا سونا داہنی کروٹ پر ہوتا
تھا تا کہ تھکنا مہن میں ہو (وصل نہم آپ کی
بعض صفات و مکارم اخلاق شجاع
و سخاوت و ہمت جاہ و بے نفسی و شایستگی
میں) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ انیس مردوں کی
قوت دی گئی تھی روایت کیا اسکو انسؓ نے اور ایک
روایت میں یہ ہے کہ آپ کو ہشتاد وین چالیس
مردوں کی قوت دی گئی تھی

وَرَوَى عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضِلْتُ
 عَلَى النَّاسِ بِأَرْكَمِ السَّخَاءِ وَالشُّجَاعَةِ
 وَكَثْرَةِ الْجَمَاعِ وَقُوَّةِ الْبَطْشِ وَكَانَ
 ذَا وَجَاهَةٍ قَبْلَ النَّبُوءَةِ وَابْعَدَهَا
 رِوَايَ عَنْ قَيْلَةَ أَنَّهُ لَمَّا رَأَتْهُ أُرْعِدَتْ
 مِنَ الْفَرَقِ فَقَالَتْ يَا مُسْكِينَةَ عَلَيْكَ
 السَّكِينَةُ وَعَيْنُ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَامَ
 بَيْنَ يَدَيْهِ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرِو فَأَمْرَعَهُ
 فَقَالَ هَوِّنْ عَلَيْكَ فَإِنِّي كُنتُ
 لِمَلِكٍ جَبَّارٍ لَقَدْ أُمِرْتُ أَنْ أَخْرَجَ
 الْأَرْضَ وَمَقَاتِلَ الْبِلَادِ وَفُتِحَ عَلَيْهِ
 فِي حَيَاتِهِ بِلَادُ الْحِجَازِ وَالْيَمَنِ وَجَمِيعُ
 جَزِيرَةِ الْعَرَبِ رَدًّا حَتَّى الْإِلَاقَةِ وَالْعَدَا
 وَجُلَيْتُ أَيْهَا الْأَخْمَاسُ وَالصَّدَقَاتُ
 وَالْأَعْشَارُ وَأُهِدِيَتْ مِنَ الْمُلُوكِ
 هَذَا يَأْفَضَتْ كُلُّهَا لِحَبِّهِ اللَّهُ

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ مجھ کو
 اور لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی۔
 سخاوت اور شجاعت اور قوت مردی اور مقابلہ
 علیہ وراپ نہتے کے قبل بھی اور بعد میں بھی صاحب
 وجاہت تھے حضرت قبلہ سے روایت ہے
 کہ انھوں نے جب آپ کو دیکھا تو مہبت کے ماتھے
 کا پٹنہ لگیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے غریب دل کو
 برقرار رکھ (یعنی دُرت) اور حضرت ابن مسعودؓ
 سے روایت ہے کہ آپ کے روبرو عقبہ بن عمرو
 کھڑے ہوئے تو فوف سے کانپنے لگے۔ آپ نے
 فرمایا کہ طبیعت پر آسانی کرو میں کوئی جا بجا پوچھا
 نہیں ہوں اور آپ کو تمام خزان روئے زمین کے
 اور تمام شہروں کی کنجیاں (عالم کشف میں) عطا
 کی گئی تھیں اور آپ کی حیات میں بلاد حجاز اور
 یمن اور تمام جزیرہ عرب و نواحی شام و عراق
 فتح ہو گئے تھے اور آپ کے حضور میں خمس و صدقات
 اور عشر حاضر کیے جاتے تھے اور سلاطین کی طرف
 سے ہرایا بھی پیش ہوتے تھے۔ ان سب کو آپ نے
 لوجہ اللہ صرف فرمایا

وَأَعْنَى بِهِ الْمُسْلِمِينَ وَقَالَ مَا لَيْسَ لِي فِي
 أَتَرَكِي أَحَدًا أَذْهَبًا يَدِيَّتْ عِنْدِي مِنْهُ
 دِينًا رَافِدِيًّا رَأَى أَرْضِيهِ كَالِدِينِي وَهَذَا
 مِنْ كَمَالِ سَخَائِهِ وَجَدَّهِ وَعَطَائِهِ فَإِنَّهُ
 مَاتَ وَادْرَعَهُ مَرْهُونَةً فِي نَفَقَةِ عِيَالِهِ
 وَكَانَ مُقْتَصِرًا فِي نَفَقَتِهِ قَامِلِيًّا وَكَانَ
 عَلَى مَا تَدْعُوهُ الضَّرْفَةُ إِلَيْهِ وَكَانَ
 يَكْبِسُ فِي الْغَالِبِ الشَّمْلَةَ وَالْكَسَاءَ الْخُشْنَ
 وَالْبُرْدَ الْغَلِيظَ وَيَقْسِمُ عَلَى أَصْحَابِهِ
 أَقْبِيَّةَ الدِّيَابِ الْمَسْجُورِ بِالذَّهَبِ
 وَفَرَقَ لِمَنْ لَوْ يَحْضُرُهُ وَعَنْ عَائِشَةَ
 كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ يَرْضَى بِرِضَاهُ
 وَيَسْخَطُ بِسَخَطِهِ حَتَّى قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
 إِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ جَبَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى
 فِي أَصْلِ بَطْنِهِ عَلَى مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ
 فَارْتِزَانَةِ الطَّبِيعِ وَاعْتَدَ إِلَى الزَّاجِرِ

اور سنانوں کو غنی کر دیا اور دنیا کی ہر چیز سے انہیں اتنی کہ ہرے
 لیے کوہ احد سونابن حاوے اور پھر رات کو چھین
 ایک بنا رہی میرے پاس رہے بجز ایسے دنیا
 کے جسکو کسی واجب مطالبہ کے لیے تمام لون
 اور یہ آپ کی کمال سخاوت جو دو عطا ہے -
 چنانچہ (اسی کمال سخاوت کے سبب آپ قرض
 رہتے تھے حتیٰ کہ) آپ نے حقوق و فوات فرمائی
 ہے تو آپ کی زرہ اہل و عیال کے اخراجات میں
 رہن رکھی ہوئی تھی اور آپ اپنے ذاتی خرچہ اور
 پوشاک اور مسکن میں صرف قدر ضرورت یہ لکھا
 فرماتے تھے اور غالب و فوات آپ کمال اور
 کھیس درگاڑھی جا دینتے تھے اور (معصوم
 اپنے اصحاب کو دیبا کی قابین جبین سے لے کر
 ہر قسم فرماتے تھے۔ اور جو ان میں موجود نہ ہوتے ان
 لیے اٹھا رکھتے اور حضرت عائشہ نے فرمایا کہ آپ کا
 خلق قرآن تھا اسکی خوشی کی بات سے آپ خوش
 ہوتے تھے اور اس کی ناخوشی کی بات سے
 آپ ناخوش ہوتے تھے (یعنی قرآن سے
 جوابات حق تعالیٰ کے خوش یا ناخوش ہونے کی نشانی
 ہے) اسی خوشی و ناخوشی کی بنا پر تھی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ
 فرمایا کہ آپ خلق عظیم پر قائم ہیں اللہ تعالیٰ (اہل
 فطرت میں حکام حقائق و رشتہ منطبق اور عہد ملحق ہر

وَقَالَتْ آمِنْتُ بِرَبِّكَ وَهَبَ لَكَ نَبِيًّا
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَاسِطًا يَدَيْهِ
 إِلَى الْأَرْضِ رَافِعًا رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ قَالَ
 اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَشَأُ
 بُغِضَ إِلَى الْإِبْرَاهِيمَ وَالشَّعْرُ وَلَمْ أَهْوِ
 بِشَيْءٍ مِنْ أُمَمٍ رَجَاءُ هَلِيَّةٍ إِلَّا مَرَّتَيْنِ
 فَعَصَمَنِي اللَّهُ تَعَالَى مِنْهُمَا ثُمَّ أَعْدَوْكَ
 أَصْبَرَ النَّاسِ عَلَى إِذَا هُمْ وَأَحْلَاهُمْ يُعْفُو
 عَنْ مُسِيئَتِهِمْ وَيَصِلُ مَنْ قَطَعَهُ وَيُعْطَى
 مَنْ حَرَمَهُ وَيُحْفَظُ مَنْ ظَلَمَهُ وَكَانَ كُنْهًا
 أَيْسَرَ الْأَمْرِينِ مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا وَمَا اسْتَمَّ
 رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ
 حَتَّى رُوِيَ فِي سِيَرَةِ ابْنِ هِشَامٍ أَنَّ عُبَيْدَ
 ابْنَ أَبِي وَقَّاصٍ أَخَا سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ
 رَوَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَوْمَ حَيْدٍ فَلَمَّا رَأَى عُبَيْدَةَ أَيْمَنَ الشَّفْلَى

اور حضرت آمنہ بنت وہب کہتی ہیں کہ آج جو وقت پیدا
 ہوئے تو آپ کے دونوں ہاتھ زمین کی طرف کھلے ہوئے
 تھے اور سر آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے اور
 وہم آگے عصمت میں، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ جب مجھ کو ہوش آیا تو اس سے اور شوگر کوئی سے مجھ کو نصرت
 تھی اور کبھی کسی امر جاہلیت (یعنی امر غیر مشروع) کا
 مجھ کو خیال تک بھی نہیں آیا) بجز دوبار کے
 اور اس سے بھی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو محفوظ
 رکھا پھر اس (خیال) کی بھی نوبت نہیں آئی۔
 (جملہ ناز و ہم تمتہ وصل نہم میں) اور آپ کو کون
 ایذا دینے پر سے زیادہ صابر تھے اور سب پر حکم
 حلیم تھے بڑائی کر نیوالے سے درگزر فرماتے تھے اور
 خوشحال سے بدسلوکی کرتا تھا آپ اس سے سلوک کرتے تھے
 اور خوشحال کیونکہ دنیا آپ کو دیتے اور خوشحال آپ کو ظلم
 کرتا آپ اس سے درگزر فرماتے اور کسی کام کے دوپلوں
 میں جو آسان ہوتا آپ کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ
 نہ تھا۔ (اس میں اپنے متبعین کے لیے آسانی کی رعایت
 دہانی نیز تجربہ ہے کہ آسانی پسند طبیعت دوسروں کے لیے
 بھی آسانی تجویز کرتی ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اپنی ذات کے لیے کبھی انتقام نہیں لیا حتیٰ کہ سیرت ابن
 ہشام میں مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کھائی
 عتبہ بن ابی وقاص نے اس کے سر پر آج سے چھ عطا کیا اس سے آپ کا
 ذراں باغیہ برین جانب است کا غلستہ ہو گیا (یعنی چھڑ گیا)
 اور باغیہ کبھی میں سامنے کو یا دانتوں کو نہ لڑائی دیتی تھی

وَسَبَّحَ وَجْهَهُ فَقَالَ لَوْ دَعَوْتُ عَلَيْهِمْ
فَقَالَ اللَّهُ لَهُ فَوَيْلٌ لِّمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ
وَمَا خَرَبَ بَيْدَهُ شَيْئًا قَطُّ إِلَّا أَنْ سَجَّاهُ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَا خَرَبَ امْرَأَةً وَلَا خَدًّا
كَارَوْى عَنْ جَابِرٍ مَا سَمِعَ شَيْئًا
فَقَالَ لَا وَلَنَعْمَ مَا قِيلَ شَعْرًا

مَا قَالَ لَا قَطُّ إِلَّا فِي تَشْهِيدِهِ
لَوْلَا التَّشْهيدُ كَانَتْ لَعْنُهُمْ

وَكَانَ مِثْلُ كُلِّ مَا يَكْسِبُ لِعَدُوِّهِمْ وَلَقَدْ
الضَّيْفَ وَيُعِينُ فِي نَوَائِبِ الْحَقِّ كَمَا فِي
حَجْرِ الْبَغَارِيِّ وَكَرَوَى لِلزَّمْزَمِيِّ أَنَّهُ أُنِيَ
الْيَوْمَ تَسْعُونَ أَلْفَ دِرْهَمٍ فَوُضِعَتْ عَلَى

حَصِيرٍ فَمَارَدَسَاءُ لَحَقَّتْ فَرَحَ مِنْهَا
فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَيْسَ عِنْدِي شَيْءٌ
وَلَكِنْ اتَّبِعْ عَلِيَّ فَإِذَا جَاءَ نَاشِئًا فَضْبَنَا
فَعَالَ عُمَرُ مَا كَفَاكَ اللَّهُ مَا لَا

اور آپ کا چہرہ سارے رخسار پر ہو گیا۔ لوگوں نے عرض کیا
کہ آپ ان پر بددعا کیجیے آپ نے فرمایا کہ میرے لئے اللہ
میری قوم کو ہدایت کیجیے کیونکہ ان کو خبر نہیں اور آپ نے
کبھی کسی چیز کو (یعنی آدمی یا جانور کو) اپنے ہاتھ سے
نہیں مارا البتہ اللہ کی راہ میں جو جہاد کیا وہ اور
بات ہے اور نہ کسی عورت کو مارا نہ کسی خادم کو مارا۔
اور حضرت جابر سے مروی ہے کہ آپ کبھی کوئی
چیز نہیں مارا کبھی کسی حبشیہ آپ نے اس کا فرمایا ہو کسی نے
خوب کیا ہو یہ فردق کا عربی شعر تھا جس کا ترجمہ فارسی
میں یہ ہے صرف لائزبان سارے رخسار پر گر نہ مگر در
اشہد ان لا اہ الا اللہ اور آپ نے ماند و نگاہ آٹھا
لیتے تھے اور نادار آدمی کو مال میدیتے یا دلا دیتے اور
حمان کی ممانی کرتے اور حق معاملات میں اپنی بات
فوتے عیسا صلی علیہ وسلم اور امام ترمذی نے
روایت کیا کہ آپ کے پاس ایک روئے ہزار درہم آئے
اور تقریباً پچیس ہزار روپیہ ہوتا ہے اور
ایک ہونے پر رکھ گئے۔ سو آپ نے کسی سائل
سے غدر نہیں کیا ایمان تک کہ سب ختم کر کے
فانی ہو گئے پھر آپ کے پاس ایک شخص آیا
اور کچھ مانگا آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ باقی نہیں رہا
(جو بکریوں سے سکوہا لیکن تو میرے نام سے) (ضرورت کی چیز)
خو کیجئے پھر اس کے پاس کچھ آویگا ہم ادا کر دیں گے حضرت نے فرماتے
عرض کیا کہ حوض آسمانی قدرت میں حقوق تعالیٰ (آپ کو اس کا
نہیں فرمایا) پھر آپ نے حلیف کیوں آٹھا لے نہیں

تَقْدِرُ عَلَيْهِ فِكْرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ذَلِكَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَا
رَسُولَ اللَّهِ انْفِقْ وَلَا تَحْفَظْ مِنْ ذِي الْحَرَمِ
إِقْلًا لَا تَقْتَسِمَ مَوَارِئَ الْبَشَرِ فِي وَجْهِهِ
وَكَانَ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِفِدَا كَمَا رَوَاهُ الْأَسَدُ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرَّسُولِ الْمُرْسَلَةِ
قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا رَأَيْتُ أَشْجَعًا وَلَا أَجَدَ
وَلَا أَجْوَدَ وَلَا أَرْضَى مِنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَوْمَ بَدْرٍ يُلَوِّدُ
بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الشَّجَاعُ
مَنْ يَقْرُبُ مِنْهُ إِذَا دَنَى الْعَدُوُّ لِقَرِّبِهِ
وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ كَانَ أَشَدَّ حَيَاءً
مِنَ الْعَدُوِّ رَأَى فِي خُدْرِيهَا وَكَانَ لَطِيفَ
الْبَشَرَةِ رَفِيقَ الظَّاهِرِ لَا بُشَاوَهُ لَحَلَّ
بِمَا يَكْرَهُهُ وَعَنْ عَائِشَةَ لَمْ يَكُنْ فَاكِهًا

یغیر صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات خوش نہیں معلوم ہوئی
پھر انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
خوب خیر کھجیو اور ملک عرش (یعنی حق سبحانہ و تعالیٰ)
سے کمی کا اندیشہ نہ کیجیے آپ نے تبسم فرمایا اور آپ کے چہرہ
سارکیر نشاں نمایان ہوئی اور آپ گلے دکن کیلئے
کوئی چیز اٹھا کر نہ رکھتے تھے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ
عائشہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیر
ہو کر مارش خیر سے بھی یادہ فیاض تھے (صلوات و اذہم
دوسرے بعض خلاق جمیلہ و طرز معاشرت
میں) حضرت ابن عمرؓ نے کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ
دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ دوسرے خلاق کے اعتبار
سے پسندیدہ دیکھا اور ہم جنگ کے دن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی اطہرین پناہ لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ شخص
سمجھا جاتا تھا جو (میدان جنگ میں) آپؐ کے نزدیک ہوتا
جبکہ یہ غنیم کے قریب ہوتے تھے کیونکہ اس شخص کو
بھی اس صورت میں غنیم کے قریب ہونا پڑتا تھا اور
حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپؐ شرم دیا
میں اس سے بھی بڑھ کر تھے جیسے کنواری لڑکی پردہ میں ہوتی
ہے اور ان پناہیت لطف الجلد نرم اندام تھے اور کسی شخص کو
بررونا گوارا نہ فرماتے اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نہ
آپؐ سخت گرتے تھے اور نہ تکلف سخت گو بنتے تھے

وَلَا تُفْجِسُنَا وَلَا تُلَاحِظُنَا بِأَبَالِ اسْوَاقٍ وَلَا
يُجْزِي السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ وَلَكِنْ يَغْفُو
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو كَانَ مِنْ حَبَائِهِ لَا
يَنْتَبِ بَصْرُهُ فِي وَجْهِ أَحَدٍ كَانَ يَكْنِي
عَمَّا اضْطُرَّ إِلَيْهِ مِنَ الْمَكْرُوفَاتِ قَاعِنٌ
عَلَى كَأَن أَوْسَعَ النَّاسِ صَدْرًا وَاصْدَقَهُمْ
لُحْجَةً وَأَلْيَنَهُمْ عَرِيكََةً وَأَكْرَمَهُمْ
عَشِيرَةً فَكَانَ مُحِبٌّ مِنْ دَعَاؤِهِ وَيُقْبَلُ
الْعَدِيَّةُ فَكَانَتْ كَرَامَاتُ كِرَاءَا وَمُجِيبٌ عَنِ
الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالْأَمَةِ وَالسَّكِينِ فَالْيَوْمُ
الْمَصْرُ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَيُقْبَلُ عَذْلُ
الْمُعْتَذِرِ قَائِمَةً أَصْحَابُهُ بِالْمُصَافَحَةِ
وَكَمْ يَرْقُطُ مَا دَا إِجْلِيهِ بَيْنَ أَصْحَابِهِ
حَتَّى يَضِيقَ بِهِمَا عَلَى أَحَدٍ وَيَكْتُمُ مَنْ
يَدْخُلُ عَلَيْهِ وَرَبَّاسِطُ ثَوْبَةٍ وَيُؤْتَرُ
بِالْإِسَادَةِ وَلَا يَقْطَعُ عَلَى أَحَدٍ حَدِيثُهُ

اور نہ مازاروں میں خلاف قاریاں کرنے والے تھے
اور رُائی کا عوض بُرائی سے نہ دیتے تھے بلکہ مٹا
فرمادیتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے
کہ غایت حیا سے آپ کی نگاہ کسی شخص کے چہرہ پر
نہیں ٹھہرتی تھی (یعنی آنکھوں میں آنکھیں نہیں
ڈالتے تھے) اور کسی نامناسب چیز کا اگر کسی
ضرورت سے ذکر کرنا ہی پڑتا تو کُنیا میں فرماتے
اور حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ آپ سے بڑھ کر
دل کے کٹنا وہ تھے مات کے سچے تھے طبیعت کے
نرم تھے معاشرت میں نہایت کریم تھے اور شخص
آپ کی دعوت کرتا اُسکی دعوت منظور فرماتے اور
ہر یہ قبول فرماتے اگرچہ وہ (ہدیہ یا طعام دعوت)
گلے یا مکر کی کاپی ہی ہوتا اور ہر یہ کامل بھی پتہ
اور دعوت غلام کی اور آزادی کی اور لونڈی کی اور
غریب کی سب کی قبول فرمالتے اور بدینہ کی انتہا
آبادی پر بھی اگر (مريض) ہوتا اُس کی عیادت
فرماتے اور حضرت کریمؐ کے نوالے کا عذر قبول فرماتے اور
اپنے اصحاب سے ابتدا مصافحہ کی فرماتے اور کبھی اپنے
اصحاب میں بانوں بھیلانے ہوئے نہیں دیکھے گئے جس
اور دن پر جگہ تنگ ہو جائے اور جو آپ کے پاس آتا
اُسکی خاطر کرتے اور بعض اوقات اپنا کپڑا (اُسکے بٹھے
کے لیے) بچھا دیتے اور گدہ تک یہ خود چھوڑ کر اُسکو دیتے
اور کسی شخص کی بات سچ میں نہ کاٹتے۔

وَكَانَ أَكْثَرُ النَّاسِ تَبَسُّمًا وَكُتِبَ لَهُمْ نَفْسًا
 مَا كُنْ يُنْزَلُ عَلَيْهِمْ إِلَّا رِيحٌ مُّطَهَّرَةٌ وَكَانَ
 يُحْدِثُ الْوُفُودَ بِنَفْسِهِ أَحْيَانًا كَالْوُفُودِ
 الْجَائِشِ وَأَنَّهُ سَيِّدٌ وَلَدَاهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
 وَأَوَّلُ مَنْ تَشَقُّقُهُ عَنْهُ الْأَرْضُ وَأَوَّلُ
 شَافِعٍ وَمُسْتَفْعٍ وَكَانَ يَرْكَبُ الْجَمَّاسَ
 وَيُرْدِفُ خَلْفَهُ وَيُعَوِّدُ الْمَسْلُوكِينَ فَ
 يُجَالِسُ الْفُقَرَاءَ وَيُفِي ثَوْبَهُ وَيُجَلِّدُ
 سَنَاهُ وَيُرْقِعُ ثَوْبَهُ وَيُخَصِّفُ نَعْلَهُ وَيُجِدِّدُ
 لِنَفْسِهِ وَأَهْلِهِ وَيَقِمُ الْبَيْتَ وَيَأْكُلُ
 مَعَ الْخَادِمِ وَيَعْنِي مَعَهُ وَيُجْلِي بِصَاعَتِهِ
 مِنَ السُّوقِ وَكَانَ مِنْ أَمِينِ النَّاسِ
 فَأَعَدَّ لِلنَّاسِ وَأَعْفَى النَّاسِ أَصْدَقُ
 قَوْلٍ لَّا حَقَّ أَنْ أَبَا جَهْلٍ بْنُ هِشَامٍ لَعَنَهُ ^{لَهُ}
 مَعَ كَمَالِ عَدَاوَتِهِ لَمَّا سَأَلَهُ أَحْسَنُ
 ابْنُ شَرِيفٍ يَوْمَ بَيْتِهِ فَقَالَ أَبَا الْحَكَمِ

اور تبسم فرماتے ہیں اور جوش مزاجی میں سب سے بڑھ کر تھے
 جس کی حالت میں وحی یا وعظ یا خطبہ کی نہ ہوتی
 (کیونکہ ان حالتوں میں آپ کی ایک جوش ہوتا تھا جس میں تبسم و
 خوش مزاجی ظاہر ہوتی تھی) اور بعض اوقات فرستادہ کی
 خود خدمت فرماتے جیسے نجاشی بادشاہ کے فرستادہ آئے تھے
 اور آپ قیامت میں تمام اولاد آدم کے سردار ہونگے اور سب
 اول آپ ہی کی قبر شریف کی زمین میں تدفین ہوگی (اور آپ ہر
 تشریف لاؤنگے) اور سب اول آپ ہی کی شفاعت
 کریں گے اور سب اول آپ ہی کی شفاعت قبول ہوگی
 اور آپ (غایت تواضع سے) دراز گوش برہنجی ہوا
 ہوتے تھے اور (کبھی) اپنے پیچھے بھی کبھی ٹھلا لیتے اور
 غریبوں کی عیادت فرماتے تھے اور محتاجوں کے پاس بیٹھا
 کرتے تھے اور اپنے کپڑے میں (خود) خون پکھ لیتے (کسی
 خادم پر موقوف نہ رکھتے اور یہ کھنا اس خیال سے تھا
 کہ کسی اور کی نہ بیڑہ لگے ہو) اور اپنی بکری کا دودھ نکال
 لیتے اور اپنے کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے اور اپنی
 پاپوش کو خود (وقت حاجت کے) سی لیا کرتے اور
 اپنا اور گھردا لون کا کام کر لیا کرتے اور گھر میں جھاڑ
 بے لیا کرتے اور غصہ متگا کر کے ساتھ کھانا کھا لیتے اور
 اس کے ساتھ آہٹا گوندھو لیتے اپنا سودا بازار سے خرید لے آتے
 اور سب سے بڑھ کر احسان کرنے والے اور عدل کرنے والے اور
 عقیف اور سچ بولنے والے تھے حتیٰ کہ ابو جہل بن
 ہشام باوجود اس کے کہ آپ کا کامل دشمن تھا مگر احسن
 بن شریف نے بدر کے روز جب اُس سے پوچھا۔

وَلَا يَنْفَعُ فِي طَعَامٍ وَلَا فِي شَرَابٍ حَبِيبٌ
 انْقَاءَ الْبَرَاهِمِ وَالرَّاقِبِ عَنْ عَائِشَةَ
 قَالَتْ مَا شَبِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَبْنَاءٍ نَبَاغًا مِنْ حَبِيبٍ حَتَّى
 يَسْبِيلَ عَنْ حَقِصَةٍ كَانَ فَرَاشَهُ مِثْلًا
 وَكَانَ يَنَامُ أَحْيَانًا عَلَى السَّرِيرِ مَرْمُولٍ
 بِشَرِيطٍ حَتَّى يُؤْتَى فُجْنَبَهُ عَنْ عَائِشَةَ
 لَمْ يَمْتَلِ عَجْزًا وَالتَّبِيَّ شَبَعًا قَطُّ دَمٌ يَبْتُ
 التَّمْلُؤُ إِلَى أَحَدِهِ وَكَانَتْ الْفَاقَةُ أَحَبَّ
 إِلَيْهِ مِنَ الْغَنَى وَكَانَ يَطْلُ جَائِعًا يَلْمُؤُ
 طَوْلَ لَيْلَتِهِ مِنَ الْجُوعِ وَكَوْنُ شَاءَ سَأَلَ
 رَبَّهُ بِجَمِيعِ كُنُوزِ الْأَرْضِ مَا رَهَا وَغَدَا
 عَيْشَهَا وَلَكِنَّهُ يَقُولُ مَا لِي وَلِلدُّنْيَا
 أَحَى إِنِّي مِنْ أُولَى الْعِزِّ مِنْ الرُّسُلِ
 صَبَرُوا عَلَى مَا هُوَ أَشَدُّ مِنْ هَذَا فَنَصُوا
 عَلَى خَالِهِمْ وَكَانَ شَدِيدَ الدُّرُوبَةِ

اور کھانے پینے کی چیزوں میں بھونک نہیں مارتے
 تھے اور انگلیوں اور ٹہنیوں کے جوڑوں کے صاف رکھنے کو پسند
 فرماتے (کیونکہ یہ واقع میل جمع ہونیکے ہیں) اور حضرت
 عائشہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے کبھی تواتر تین روز بھی روٹی سے پیٹ
 نہیں بھرا یہاں تک کہ آخرت کو روانہ ہو گئے اور
 حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کہ آپ کا بستر ایک ٹاٹ تھا
 اور کبھی کبھی آپ چارباٹی پر آرام فرماتے جو کھجور کے
 بان سے بنی ہوتی تھی کہ آپ کے پیلو مبارک میں اسکا
 نشان پڑ جاتا (وصل جہاں ہم آپ کے
 تنگ سعادت کو اختیار کرنے میں) اور
 حضرت عائشہ رضی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 شکم کبھی پیٹ بھرائی غذا سے پر نہیں ہوا اور کسی سے
 شکوہ کا اظہار نہیں کیا اور ماقہ آب کو بہ سببت
 تو اسگری کے زیادہ محبوب تھا اور دن دن بھر بھوکے
 گزار دیتے اور رات رات بھر بھوک سے کروٹیں
 بدلنے رہتے اور اگر آپ جاہتے تو آپ سے رب سے
 تمام روسے زمین کے خزان اور اسکی پیداوار اور
 اسکی فراخ عیشی کا سامان مانگ لیتے لیکن آپ
 یہی فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو دنیا سے کیا علاقہ میرے
 دلو الغرم پیغمبر بھائیوں نے اس سے زیادہ سخت حالت پر صبر کیا
 اور انہی اسی حالت پر گذر گئے (صلی اللہ علیہ وسلم) اب کی
 خشیت و محاہذین اور یا اللہ تعالیٰ بہت بڑے تھے

يَجِدُ نَفْسَهُ فِي الْقَصِيرِ فِي الْمَرْبَةِ الشَّابِقَةِ
 أَلَمْ تَسْمَعْ أَنَّ حَسَنَاتِ الْأَبَرِ أَيْسِيَّتْ
 الْمُقَرَّبِينَ وَرَوَى الدِّمْدِيمُ عَنْ قَنَادَةَ
 عَنْ أَشْرَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى مَا لَعَنَ ضَبًّا إِلَّا
 حَسَنَ الصُّلُوبِ حَسَنَ الْوَجْهِ وَكَانَ
 يَنْبِغُ لَهُمْ أَحْسَنُهُمْ وَجْهًا وَأَحْسَنُهُمْ صُورًا
 أَقُولُ وَأَمَّا عَدَمُ تَعَشُّقِ الْعَوَامِّ عَلَيْهِ
 كَمَا كَانَ عَلَى يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلِغَيْرَةِ
 اللَّهِ تَعَالَى خَيْرًا لَمْ يَظْهَرْ جَمَالُهُ كَمَا هُوَ
 عَلَى غَيْرِهِ كَمَا أَنَّ لَمْ يَظْهَرْ جَمَالُ يُوسُفَ
 كَمَا هُوَ إِلَّا عَلَى يَعْقُوبَ دَائِلِيًا وَكَانَ
 صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَكِيمًا وَمُيَكِّنُ سَابَأًا
 وَلَا تَحْشَاؤُا وَلَا تَعَانَا وَكَانَ يَنْبَغُ لَهُمْ
 فِي سَيْرِ قَرِينِ الرَّاحِلَةِ فِي بَعِيدٍ وَالْبَغْلَةِ
 فِي مَعَارِكِ الْحَرْبِ الْخَيْلَ لِجَابَةِ
 الصَّارِخِ وَكَانَ يَنْبَغُ لَهُمْ لِلْكَافِرِ

تو اپنے کو مرتبہ ماقبل کے استبار سے تقصیر کی طرف
 منسوب کرتے تھے کیا تمہیں سنا نہیں کہ نبی کے حسنات
 مقربین کی سلیات ہوتی ہیں (وصل شاہ رحمہ) اکبر
 حسن و جمال میں اور نزدیکی قنَادَہ سے انھوں نے
 حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
 کسی نبی کو معبود نہیں فرمایا جو خوش آواز اور خوش
 منوا اور مجاہد سے پیغمبر اللہ علیہ السلام صورت شکل میں
 بھی اور آواز میں بھی ان سب سے احسن تھے میں کہتا
 ہوں کہ (باوجود ایسے حسن و جمال کے) عام لوگوں کا
 آپ پر اسطورہ پر عاشق نہ ہونا جیسا حضرت یوسف
 علیہ السلام پر عاشق ہوا کرتے تھے بسبب غیرت تھی
 کہ ہے کہ آپ کا جمال جیسا تھا غیر و بیگانہ نہیں کیا
 جیسا خود حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال بھی جیسا
 کا تھا وہ بچہ حضرت یعقوب علیہ السلام یا بیچا کہ اور و بی
 غاہ میں کیا (وصل سفیدہ) ہم آپ کو فریق و تو وضع و
 پاکیزگی طبعیت میں اور آپ سبایت علم و تدبیر و
 دشنام دینے سے نہ سخت بات فرماتے تھے نہ لعنت کی بیوعا
 دینے تھے ورنہ دیک جبکہ جانی میں راز گوش پر سوار ہوتے تھے
 اور دروازے میں ناقدہ پر اور سرکہ جو بین خیر پر اور کسی مدد
 یا ہنر والے کی پکار پر گھوڑے پر سوار ہوتے (تا کہ ملدیا
 ہوئے جاویں) و سرکہ میں کمال سے ثابت قدم سنا سنا
 گھوڑے کی ضرورت نہیں سمجھی بلکہ ایسا جانور اختیار کیا کہ
 وہ بھانگنے میں کم ہو یعنی چور باقی معمولی حالات میں
 تواضع کی صورت اختیار فرمائی یعنی دراز گوش کی سواری اور
 سفر دراز میں جہاں کس جانور کی ضرورت تھی اور وہ شتر مر
 اور اکی فرار و دشمن سے بھی اسکی تالیف قلک توقع
 برکشاہدہ ردی کے ساتھ پیش آتے تھے۔

وَالْعَدُوَّ رَجَاءً أَيْنَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَنَصِيرًا لِلْجَاهِلِ
وَأَتَوَلَّوْنِي مُدْرِكِيهِ مَهْمَنَةً أَهْلُهُ وَيَسْمَعَتُ
فِي مَلَأِيهِ حَتَّى لَا يَكْبُدُ وَهُنَا شَعْرَتُهُ
أَطْرَافُهُ وَفَدَّ وَسِعَ النَّاسَ مِنْ بَشَرَةٍ وَاعْدَلَهُ
وَلَا يَسْتَقِرُّهُ الْغَضَبُ فَالْأَبْطُنُ عَلَا
جَلَسَاتِهِ وَمَا يَكُنْ لَهُ صَلَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَائِنَةٌ الْأَعْيُنُ فَكَيْفَ بِخَائِنَةِ الْقَلْبِ
وَكَانَ حَبِيبَنَا صَلَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْصُومًا
فِي أَحْوَالِهِ وَأَقْوَالِهِ وَأَفْعَالِهِ عَنِ الْكَلْبَائِرِ
وَالصَّغَائِرِ عِنْدَ الْمُحَقِّقِينَ وَلَا يَصْلِحُ
مِنْهُ خُلْفٌ وَاضْطِرَّ ابْنُ كَلْبٍ عَمَلٌ وَلَا
فِي سَهْمٍ وَلَا مِحْطَةٍ وَلَا مَرْغَبٍ وَلَا جِدٍّ
وَلَا مَرْحٍ وَلَا رِضَى وَلَا غَضَبٍ وَكَانَ
حَبِيبَنَا صَلَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قَدْ
مَلَكَ أَرْبَعُ عَدَائِرَ رَأَاهُ أَوْ هَانِي فَكَانَ
يَسْأَلُ شَعْرَةً أَوْ لَا تُفَرِّقُ رَأْسَهُ

اور جاہل کی (بے تیزی کی) بات پر صبر فرماتے
اور اپنے گھمسن آکر گھر والوں کے کاموں کا
انتظام فرماتے اور جاہل اور دشمنین میں بہت
اہتمام فرماتے کہ اُس میں سے ہاتھ پاؤں
کچھ ظاہر نہ ہو (غالباً بیٹھنے کی حالت میں ایسا
ہوتا ہوگا) اور آپ کی کشادہ روئی اور انصاف
سب کے لیے عام تھا اور غصہ آپ کو بیتا نہیں
کرتا تھا۔ اور اپنے جلسوں سے کوئی بات (خلافت
ظاہر دل میں نہ رکھتے تھے اور آنکھوں کی خیانت
(یعنی زردیدہ نظر) آپ میں نہ تھی تو قلب کی
خیانت کا تو کیا احتمال ہے اور آپ تمام احوال
واقوال و افعال میں کبار سے اور محققین کے
نزدیک صغائر سے بھی محصوم تھے اور آپ سے
کسی قسم کی وعدہ خلافی یا حق سے جنبش کا
صدور ممکن ہی نہ تھا نہ قصداً نہ سہواً نہ صحت میں
نہ مرض میں نہ واقعی مراد لینے میں نہ خوش طبعی
میں نہ خوشی میں نہ غضب میں (وہل شہد ہم
آپ کے اعتدال تین میں) اور آپ جب از
مکہ منظمہ میں تشریف لائے ہیں (یعنی یوم فتح
مکہ میں) اُس روز آپ کے سر کے بال چار حصے ہوئے
تھے روایت کیا اسکا نام ہانی ہے اور آپ شروع
میں اپنے بالوں کو بامگ نکالے جن کو لیا کرتے
تھے پھر آپ انہیں بکھلنے لگے تھے۔

وَفِي سِرِّ رَوَايَةٍ كَانَ يَتَرَجَّلُ غَبَا وَسُئِلَ
 أَسْكَ عَنْ خِصَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ إِنَّمَا كَانَ شَيْبًا
 فِي صُدَاغَيْهِ وَاللَّيْنُ أَبُو بَكْرٍ خَضَبَ
 بِالْحِجَابِ الْكُتْمَ وَفِي رَوَايَةٍ كَانَ شَيْبَةً
 أَحْمَرُ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُصْلٍ رَأَيْتُ
 شَعْرَ رَسُولِ اللَّهِ عِنْدَ أَشْرِ نَبِيٍّ مَالِكٍ
 مَخْضُوبًا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ يَكْتَحِلُ
 قَبْلَ أَنْ يَبْنِيَ مَوْشَاةً لَنَا فِي كُلِّ عَيْنٍ وَكَانَ
 يُحِبُّ التَّوْبَ الْأَمِيزَ وَالْقَمِيصَ
 وَكُمَّهُ إِلَى الرُّسُغِ وَكَانَ يُحِبُّ الْحَبَرَ
 وَكَانَ يَلْبَسُ مِرْطَ شَعِيرٍ أَسْوَدَ وَقَدْ
 لَيْسَ جُبَّةً رَوِيَتْهُ صَفِيَّةُ الْكَلْبِيِّ
 وَلَيْسَ خُفَيْنِ أَسْوَدَ بْنِ سَادَجِينَ
 وَمَسَّ عَلَيْهِمَا وَكَانَ فِي نَعْلَيْهِ قَبْلَانِ
 مَثْنَى شَرَاكُهُمَا وَكَانَ يَلْبَسُ النِّعَالَ

نہی ہر دو طاس لاس ۱۳۳

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ایک زمانہ کر کے نکلا گیا
 کرتے تھے اور حضرت انس سے آپ کے حصاب کے متعلق پوچھا
 گیا انھوں نے کہا کہ آپ خضاب تک ہی نہ پہنچتے تھے یعنی
 آپ کے اتون بال سفید ہی نہ ہوتے تھے بس غور ہی سی سفیدی
 دونوں چوٹیوں پر ہوتی تھی لیکن حضرت ابو بکر نے منہ ہی اور
 نیل کا خضاب کیا ہر ایک ایسی ترکیب سے کہ بال سیاہ نہ ہوں
 اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کا لون کا کینا کھڑے رنگ
 کا تھا یعنی سیاہ و سرخ ہو کر تھے سفید ہوتے تھے (اور علیہ السلام
 پر عقل کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 معنی سارک حضرت انس کے پاس خضاب کیا ہوا دیکھا
 تحقیق کے نزدیک ان روایات میں تطبیق ہے کہ آپ کے
 بال کینے تو کہتے تھے مگر بہت کم کہتے تھے سو بعضے سرخ
 ہونگے اور بعضے سفید لیکن آپ نے قصداً انکو خضاب
 نہیں لگایا لیکن آپ کی عادت اکثر اوجاع وغیرہ میں
 منہ ہی رکھ دینے کی تھی ایسا اتفاق ہوا ہوگا اس
 وہ سفید بال رنگین ہو گئے اسب روایات جمع ہوں
 واللہ اعلم اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ سونے کی
 قبل ہر ایک کینے تین تین سلائی سر کی ڈالتے تھے اور آپ
 سفید کر کے کو اور کرتے کو سفید کرتے تھے اور انکی سستین
 گتہ تک ہوتی تھی اور آپ چادر مائی کو پسند فرماتے تھے اور
 کبھی بالوں کی سیاہ چادر (نہی) پہنتے تھے اور (ایک بار)
 رومی جہت تنگ سستین کا (نہی) پہنا ہوا اس سے تشبیہ
 ممنوع لازم نہیں کی تا کیونکہ یہ ثابت نہیں کہ وہ لباس
 اہل اوم کا ہوتا تھا رومی ہونا باعتبار سارخ کے ہوا اور آپ نے سیاہ
 سادہ جرمی نور (نہی) پہنے ہیں اور انہر (مؤمنین) سر فرمایا
 ہوا آپ نے غلیس شریفین میں انکلیون پہننے کے دودھ سے تھے
 ایک لگوٹھ اور سبائے درمیان میں اور ایک سلی اور ایک پس
 والی کے درمیان میں اور ایک پشت پر کا تسمہ بھی دھرا
 تھا اور آپ بالوں سے صاف کیے ہوئے چڑھے کے

السَّبْتِیَّةَ لَمْ یَلِکْ فِیْهَا شَعْرٌ وَتَوَضَّأَ
فِیْهَا رَاہُ ابْنِ عُمَرَ وَكَانَ یَصِلُ فِی
نَعْلِیْنِ مَحْضُوْقَتَیْنِ وَانْخَاضَا مَاءً مِنْ
فِصَّةٍ وَكَانَ یَخْتَمُّ بِهِ وَكَأَلِیْسُهُ
أَلَمَّا رَاہُ ابْنُ عُمَرَ قَالَ اَنْسُ کَانَ فِصَّةً
حَبَشِیًّا فَادَّزَکُرْ فِیْ شَرْحِ الْجَارِ
اَنَّهُ كَانَ حَجْرًا مِنْ بِلَادِ الْحَبَشَةِ اَوْ
اَنْوَاعِ الْحَبَشَةِ وَكَانَ حَبْرًا اَوْ عَقِيقًا وَرَوَّاهُ
عَنْهُ اَيْضًا اَنَّ خَاتَمَ رَسُولِ اللّٰهِ كَانَ مِنْ
فِصَّةٍ وَفِصَّةٌ مِنْهُ وَفِیْ سِرِّهِ وَابْنُ
مِنْهُ کَانَ اَنْظُرَ اِلَیْهَا مِنْهُ فِیْ لَفِّهِ
اَقُوْلُ اِخْتِلَافُ الرَّسَالِ اِیَّاتٍ یَحْسِبُ
اِخْتِلَافِ اَلْحَالَاتِ فَتَدْرُبُ وَدَعِ
اِخْتِلَافَ کَانَ نَفْسُهُ مَحْمُودٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ
مَحْمُودٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ سَطْرٌ
رَوَّاهُ اَنْسُ وَاِذَا دَخَلَ الْخَلَاءُ نَزَعَ

نعلین سینتے تھے اور وضو کر کے انہیں پانوں بھی
رکھ لیتے روایت کیا اسکو حضرت ابن عمرؓ نے اور آپ
(گاہ گاہ) گٹھے ہوئے نعلین میں نماز (بھی) پڑھ
لیتے (کیونکہ وہ پاک ہوتے تھے اور اسوقت عرف میں
یہ خلاف ثابت ہوگا) اور آپ نے چاندی کی انگشتری
بنوائی تھی اور اُس سے گھر لگاتے تھے اور التزام دوام
کے ساتھ (ہینتے نہ تھے جیسا کہ حضرت ابن عمرؓ نے
روایت کیا ہے اور حضرت انسؓ نے کہا کہ سکا نگین
حبشہ کا تھا۔ شرح بخاری میں مذکور ہے کہ ملک
حبشہ کا ایک تھوڑا سا سکا رنگ حبشہ کا سا
(یعنی سیاہ) تھا اور وہ مہربانی یا عقیق تھا اور
اُن سے یہ بھی روایت ہے کہ آپ کی انگشتری چاندی کی
تھی اور اُسکا نگین اُسی کا تھا (سیر نزدیک نگین سے
مراد حائے نگین ہے یعنی نگین کھنے کا حلقہ اور کسی چیز
سوںے وغیرہ کا نہ تھا جیسا بعضے بولتے ہیں) اور
اُن ہی سے ایک روایت میں ہے گویا اُسکی سفیدی
(اور چمک) آپ کے ہاتھ میں اسوقت میری نظر میں ہے
میں کہتا ہوں کہ ان آیات کا اختلاف اعتبار
اختلاف حالات کے ہے خوب بصیرت حاصل
کر لو اور خلاف کو چھوڑ دو اور اُس انگشتری پر
یہ نقوش تھا محمد رسول اللہؐ اس طرح سے کہ محمد ایک
سطر اور رسول ایک سطر اور اللہ ایک سطر و
کیا اسکو حضرت انسؓ نے اور جب آپ بیت التلا
میں جاتے تو انگشتری نکال دیتے۔

خَاتَمُهُ وَكَانَ بَلِيسُهُ فِي يَمِينِهِ
 صَلَّحَهُ الْخَائِرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 بْنِ جَعْفَرٍ وَقَالَ أَنَسٌ وَجَابِدٌ
 وَابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ يَتَخَوَّفُ فِي لَيْلِهِ
 وَكَانَ سَيْفُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَنْفِيًّا وَقَبِيعَةً
 فِضَّةً وَكَانَ يَرَى عَيْنَ يَوْمٍ أَحَدٍ
 وَامْغُفَرًا يَوْمَ فِتْنَةِ مَكَّةَ وَكَانَ
 إِذَا اغْتَمَّ سَكَلَ عِمَامَتَهُ بَيْنَ
 كَتِفَيْهِ وَاشْتَبَتْ فِي كُتُبِ السَّيْرِ
 بِرِوَايَاتٍ صَحِيحَةٍ أَنَّهُ كَانَ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْخِي
 عِلَاقَتَهُ أَحْيَانًا بَيْنَ كَفَيْهِ وَأَحْيَانًا
 بَلِيسُ الْعِمَامَةِ يُغْلِقُ عِلَاقَتَهُ وَرَوَى
 عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يَلِيسُ
 أَثْقَلَانِ تَحْتَ الْعِمَامَةِ وَابِلِيسُ

اور اُسکو جب پہنتے تو دواہنے ہاتھ میں
 پہنتے امام بخاری نے اپنی صحیح میں اسکو حضرت
 عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے نقل کیا ہے اور
 حضرت انسؓ اور حضرت جابرؓ اور حضرت ابن
 عباسؓ نے فرمایا ہے کہ آپ دواہنے ہاتھ میں
 انگستری پہنتے تھے اور آپ کی تلوار قبیلہ
 بنی حنیفہ کی ساخت کی تھی اور اُسکی بوٹھ کی
 گھنڈی (یعنی تلوار پکڑنے میں جس جگہ پر ہاتھ
 رہتا ہے) اُسکے سرے پر جو روک ہوتی ہے وہ
 چاندی کی تھی (چونکہ وہ ہاتھ سے جُدا رہتی ہے
 اسلیے چاندی کی درست ہے) اور جنگِ حدیبیہ
 آپؐ وزرین اور فتح مکہ کے روزِ آخِجہ (یعنی
 آہنی کلاہ) پہنے ہوئے تھے اور آپؐ جب عِما
 باندھتے تھے تو اُسکو دونوں شانوں کے درمیان
 میں چھوڑ لیتے تھے اور کتبِ میر میں بروایات
 صحیحہ ثابت ہے کہ آپؐ کبھی شملہ دونوں شانوں کے
 درمیان چھوڑتے تھے اور کبھی بے شملہ عِما نہ
 باندھتے تھے اور حضرت ابن عباسؓ سے
 روایت ہے کہ آپؐ کبھی کلاہ دونوں عِما نہ کے

اَنْعِمَا مَآءٌ بَغَيْرِ الْقَلَانِیِّ وَكَانَ
 لَهُ عِمَامَةٌ سَوْدَاءٌ وَكَانَ یَاْتِزُرُ
 اِلَى اَنْصَافِ سَافِیْهِ وَارْحَصَ
 اِلَى اَسْفَلِ وَلَیْكَنْ قَالَ لَا حَقَّ
 لِلْاَزَارِ فِی الْكَعْبَتِیْنِ وَاِذَا جَلَسَ
 اِحْتَبَى بِسَیْدِهِ وَاسْتَلْقَى فِی
 الْمَسْجِدِ وَاصْنَعَا اَحَدُیْ رَجُلِیْهِ
 عَلَی الْاُخْرَى عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ
 رَأَيْتُهُ مُشْكَمًا عَلَی وَسَادَةٍ عَلَی
 یَسَارِهِ وَرَأَاهُ اَنْسَ وَاعْلِیْهِ ثَوْبٌ
 قَطْرِیٌّ قَدْ تَوَشَّحَ بِهِ فَصَلَّى بَعْدَ
 وَاعْنَهُ اِذَا اَكَلَ طَعَامًا لَعَقَ
 اَصَابِعُهُ الثَّلَاثَ عَنْ اَبْنِیْ مُحْفِیْفَةٍ
 اَنَّهُ قَالَ اَمَّا اَنَا فَلَا اَكُلُ مُشْكَمًا
 وَكَانَ بِاَكْلِ اَصَابِعِ الثَّلَاثِ
 فَاِلَعْقُمَیْنِ وَكَانَ اَكْثَرَ خُذْلَةٍ خُبَرَ

اور جو تکمہ ایک روایت میں اس کی حالت آئی ہے اس کی اس کی حالت میں اور غیرہ پر محمد بن یحییٰ کا بیان کیا گیا ہے

اور کبھی عمامہ بدون کلاہ کے مین لیتے اور آپ کے پاس
 ایک سیاہ عمامہ تھا اور آپ نصف سابق تک لنگی
 باندھتے تھے اور احازت اس سے بچے بھی دی
 ہے مگر یہ فرمادیا ہے کہ ازار کا ٹخنوں میں کچھ نہیں
 (یعنی ٹخنے سے نہ لگتا جا ہے) اور آپ جب
 بیٹھتے تھے تو زانوؤں کے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا لیتے
 اور آپ مسجد میں ایک پانوں دوسرے پانوں پر
 رکھ کر بیت لیتے ہیں حضرت حابر بن سمرہ روایت
 ہے کہ میں نے آپ کو بائیں کروٹ پر ایک تکیہ کا
 سہارا لگائے ہوئے بیٹھا دیکھا ہے اور حضرت
 انس نے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ پر ایک
 کپڑا اٹھایا تھا کہ اس کو بغل کے نیچے سے نکال کر
 کندھے پر ڈال رکھا تھا اور لوگوں کو (اسی طرح)
 نماز پڑھائی (قطر ایک قریہ ہے بحرین کے علاقہ
 میں وہاں سے چادرین آتی ہیں کپڑا اور بچا ہوا
 ہوتا ہے) (وصل نوزدہم تتمہ وصل مسلم
 وسیر وہم من) اور ان ہی سے روایت ہے
 کہ جب آپ کانا کھاتے تھے تو اپنی میزین انگلیوں کو
 جاٹ لیتے تھے ابو حنیفہ سے روایت ہے
 کہ آپ نے فرمایا کہ میں تو تکیہ لگا کر نہیں کھاتا
 اور آپ عین انگلیوں سے کھاتے تھے اور ان کو
 (کھانے کے بعد) جاٹ لیتے تھے اور اکثر
 آپ کی غذا جو کی روٹی ہوتی تھی۔

الشَّعِيرِ وَمَا أَكَلَ عَلَى خِوَانٍ تَقَطُّ
وَلَا سَكَّاجَةٍ بَلْ عَلَى السُّفْرِ وَلَا خُبْرٍ
لَهُ مَرَقٌ وَعَنْ عَائِشَةَ كَانَ يُحِبُّ
الْمَخْلَّ وَالزَّيْتِ وَالْحُلُوءَ وَالْعَسَلَ
وَالذُّبَابَ وَآكَلَ خَمْرَ الدُّجَلِجِ وَالْمُجَبَّرِ
وَالشَّاةِ وَالْأَبِلِ وَالْبَقَرِ وَمُحِبُّ
الزَّرْدِ نَبَاتٍ كُلِّ الْفُلْفُلِ وَالْتَّوَابِلِ
وَآكَلَ الْبُسْرَ وَالْوُطْبَ وَالْتَّمْرَ وَالشَّقَاقِ
وَالْحَيْسَ وَكَانَ يُعْجِبُهُ الْفُلُّ
يَعْنِي مَا بَقِيَ مِنَ الطَّعَامِ وَقَالَ
بَرَكَهُ الطَّعَامُ أَوْضُوءَ قَبْلَهُ وَالْوُضُوءُ
بَعْدَهُ أَحَى عَسَلُ الْأَيْدِيِ اِطْلَاقًا
لِلْكَلِّ عَلَى الْجُزْءِ كَذَا قَالُوا إِنْ كَانَ
يَأْكُلُ الْفَقَاءَ بِاللُّحْبِ كَمَا رَفَاهُ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَاتِ
عَائِشَةُ أَنَّكَ كَانَ يَأْكُلُ الْبَطِيخَ

اور آپ نے چوڑکی (بنز) پر کبھی کھا ناہیں کھایا
اور نہ کبھی تشتری میں کھایا بلکہ دسترخوان پر
کھاتے تھے اور کبھی آپ کے لیے چاقا نہیں
بیکالی گئی۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے
کہ آپ سرکہ کو اور روغن زیتون کو اور شیرین
جیز کو اور شہد کو اور کدو کو پسند کرتے تھے اور
آپ نے مرغ کا اور سرخاب کا اور بکری کا اور
اونٹ کا اور گلے کا گوشت کھایا ہے اور
آپ شرمیکہ کو (یعنی شوربے میں توڑی ہوئی روٹی
کو) پسند کرتے تھے اور آپ فلفل اور صالحم بھی
کھاتے تھے اور آپ نے خرمائے نیم پختہ تازہ
اور خرمائے خشک اور چندر اور جس (یعنی گھور
اور گہی اور بنیر کا مالیدہ) بھی کھایا ہے اور آپ
گھوچن خوش معلوم ہوتی تھی اور آپ نے فرمایا
ہے کہ برکت طعام کی اس میں ہے کھانے سے
پہلے بھی ہاتھ دھوئے اور کھانے کے بعد بھی
دھوؤ اور آپ گڑی خرمائے ساتھ کھاتے تھے جیسا کہ
عبد اللہ بن جعفر نے روایت کیا ہے اور حضرت عائشہ
نے روایت کیا ہے کہ آپ تربوز خراک ساتھ کھاتے

بِالرَّطْبِ وَيَقُولُ يُكْسِرُ حُرَّ هَذَا
 بِكَرْدِ هَذَا أَفَ كَانَ أَحَبَّ الشَّرَابِ
 إِلَيْهِ أَمْ لِحُلَّةِ الْمَارِدِ وَبَشْرِبِ النَّبِيِّ
 وَاللَّبَنِ وَالْمَاءِ فِي قَدَحٍ كَانَ لَهُ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَشَبٍ
 عَلِيًّا مُضَبَّبًا بِحَبِيدٍ قَالَ
 لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِي مَكَانَ الطَّعَامِ
 وَالشَّرَابِ غَيْرَ اللَّبَنِ قَالَ ابْنُ
 عَبَّاسٍ شَرِبَ مَاءَ رَمْزٍ قَائِمًا
 وَكَأَنَّهُ عَمْرُو بْنُ شَعِيبٍ عَنْ
 أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا وَقَاعِدًا
 وَإِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ مَرَّتَيْنِ وَزَادَ
 الْبُخَارِيُّ قَالَ كَانَ إِذَا أَخَذَ
 مَضْجَعَهُ وَضَعَهُ الْيَمْنَى تَحْتَ
 خَدِّهِ الْأَيْمَنِ رَوَاهُ أَبُو بَرَاءٍ بْنُ عَازِبٍ

اور فرماتے کہ اُسکی گرمی کا اُسکی سردی سے تدارک
 ہو جاتا ہے اور پانی آپ کو وہ پسند تھا جو شیرین
 سرد ہوا اور آپ خرماتر کر کے اُسکا زلال اور
 دودھ اور پانی سب ایک ہی پیالہ میں پیا کرتے
 تھے جو کھڑی کا ٹوٹا سا بنا ہوا تھا اور اُس میں لہجے
 کے پتر لگے تھے اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ
 دودھ کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں جو کھاتے اور
 پینے دونوں کا کام دے سکے اور حضرت
 ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ آپؐ نے زمزم کا پانی
 کھڑے ہو کر نوش فرمایا اور عمر بن شعیبؓ نے اپنے والد
 سے اور اُنھوں نے اپنے جد سے روایت کیا ہے
 کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے اور بیٹھے
 دونوں طرح پانی پیتے ہوئے دیکھا ہے اور جب
 آپؐ پانی پیتے تھے تو (در بیان میں) دوبار
 سانس لیتے تھے اور امام بخاریؒ نے یہی روایت
 میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ یا تین بار سانس لیتے
 تھے اور آپؐ جب اپنی خواجگاہ پر جاتے یا نواہتا
 ہاتھ اپنے داہنے رخسار کے نیچے رکھتے
 روایت کیا اسکو براہِ ابن عازبؓ نے

وَاِذَا تَاَمَّ الْفَخْرُ وَالْاُتْبُحَاتُ فَمَنْ
عَاشَتْهُ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي
بَنَامَ عَلَيْهِ مِنْ اَدَمَ حَتّٰى لَبِقَ
وَقَالَتْ حَفْصَةُ كَانَ فِرَاشُهُ
مُسْتَحَامًا لِّهٖ نَتَبَّنِ فَيَنَامُ عَلَيْهِ
وَعَنْ اَنَسٍ كَانَ يَعُوْدُ الْمَرِيضَ
وَالشَّيْخَةَ الْجَنَازَةَ وَبَرَكَبَ الْحِمَامَ
وَالْمُجَبِّبُ دَعْوَةَ الْعَبْدِ وَكَانَ
يَوْمَ بَنِي نَضِيَّةٍ عَلٰى جَمَاعٍ يَحْطُوْنَ جُلَّ
مَنْ لَبِقَ عَلَيْهِ اَكَاثُ مِّنْ لَّدُنَّ
فَرَفِي سِرًا اِيَّاهُ عَمَّ كَانَ لَفَعْدُ
عَلَى الْاَرْضِ وَتَحَلَّتْ سَنَاتُهُ
وَقَالُوا لَوْ دُعِيْتُ اِلَى فِرَاسٍ
لَّحَبَبْتُ وَحَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى اَخْلِي سَرِيَّةً

اور جب آپ سوتے تو آواز سے سوتے روایت
کیا ابن عباسؓ نے اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر جیسر آپ
سوتے تھے چمڑے کا تھا اسکے اندر پوست خرما
بھرتھا اور حضرت حفصہؓ نے کہا ہے کہ آپ کا بستر
ایک مکمل تھا ہم اسکو دوہر کر دیا کرتے اور آپ
اُسی سو یا کرتے اور حضرت انسؓ سے روایت ہے
کہ آپ مریضوں کی عیادت فرماتے تھے اور
خازنہ میں شریک ہوتے تھے اور دراز گوش
سوار ہونے تھے اور غلام تمک کی دعوت
قبول کر لیتے تھے اور غزوہ بنی قریظہ میں ایک
دراز گوش پر سوار تھے جسکی لگام پوست خرما کی
رسی کی تھی اور پوست خرما ہی کا بنا ہوا اسکا یا لہا
تھا اور ان سے ایک روایت ہے کہ آپ زینہ
عظیمہ جایا کرے تھے ارابی بکری کا دودھ نکال
لیا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر بکری کا
حلالانے کے لیے میری دعوت کیا وے تو منظر
نر لون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک میرانے پالان پر حج کیا ہے۔

وَعَلَيْهِ صَلَواتُ الرَّسُولِ اَرْبَعَةٌ
 ذَرَاهِمَ فَقَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا
 لَا رِيَاءَ فِيهِ وَلَا سُمْعَةَ عَنْ عَائِشَةَ
 وَكَانَ يَقْبَلُ الْهَدْيَةَ وَاسْتَبَدَّ
 عَلَيْهِمَ تَأَلَّى لَنَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ لَقَدْ أَنْتَ عَلَيَّ تَلْتُونَ مِثْلِي
 بَيْنَ لَيْلَةٍ يَوْمٍ فَا مَالِي طَعَاوُ
 يَا كُلهُ ذَا كَيْدٍ إِلَّا شَيْءٌ لِيَا رِبُّهُ
 اِبْطِ بِلَالٍ رَقَاةً أَسَى وَقَالَ لَوْ
 جِئْتُمْ عِنْدَ غَدَاءٍ وَلَا عِشَاءً
 مِنْ حُبِّ وَلَحْمٍ إِلَّا عَلَى أَصْفِ قَعْنُ
 قَالَ حَزَنُطْرَةً نَظَرُهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَالَ كَشْفِ السَّارِ
 يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ فَطَرْتُ إِلَى وَجْهِهِ
 سَمَانَةً رَافَةً مُصَحَّفَةً فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ
 مِثْلَ السَّيِّ بَعْدَ مَا مَابَ فَوَضَعَ

اور اُس بالان پر ایک کلی تھی جو چار درم (ایک
 روپیہ) کی بھی نہ تھی اُس پر دعا کرتے تھے کہ اے
 اللہ اسکو ایسا حج (برور) بنائے جس میں غایب اور
 قصد شہرت نہ ہو اور حضرت عائشہ سے روایت
 ہے کہ آپ ہدیہ قبول فرماتے اور اُس پر عرض بھی
 دیتے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے
 (ایک بار) تیس رات دن اس حالت میں گزرے
 ہیں کہ میرے پاس کوئی کھانے کی چیز نہ تھی جسکو
 کوئی حاذر کھاسکے بجز اتنی مقدار قلیل کے
 جو بلال کی بغل میں آجاتا تھا۔ روایت کیا اسکو
 حضرت انسؓ نے اور حضرت انسؓ نے یہ بھی کہا
 کہ آپ کے پاس کبھی گوشت روٹی کی قسم سے
 صبح کا یا شام کا کھانا جمع نہیں ہوا بجز اسکے کہ
 کھانے سے کھانے والے ہی زیادہ ہوئے۔
 (وصل لستم آئیں وفات شریفین)
 اور حضرت انسؓ ہی سے روایت ہے کہ آخری
 زیارت جو محکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
 ہوئی وہ اسطرح کہ آپ نے (مرض وفات میں)
 دو شنبہ کے دن پردہ اٹھا کر دیکھا اُس وقت
 میں نے آپ کا چہرہ سار کر دیکھا جیسے
 قرآن مجید کا ورق (پاک صاف) ہوتا ہے
 اور حضرت ابو بکرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم کی وفات کے بعد آپ کا بوسہ لیا

فَمَهْلِكُنَّ عَيْنَيْهِ وَوَصَّعَ يَدَيْهِ
 عَلَى سَاعِدَيْهِ وَقَالَ وَانْبِيَاةُ
 وَصِيَّاهُ وَاخْلِيلَاهُ وَدَرَوِي سُفْيَانُ
 ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ
 عَنْ أَبِيهِ قُبُضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ
 فَكَثَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ وَكَالِيلَةُ
 الْمَثَلَاثَاءِ وَابْوَاءُ الْمَثَلَاثَاءِ
 فَادْفِنَ مِنَ اللَّيْلِ تِسْعُ مِائَتٍ
 الْمَسَاحِي مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ وَقَالَ
 عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ
 بَوَّامٍ الْهَمْدِيُّ قَدْ دُفِنَ يَوْمَ
 الْمَثَلَاثَاءِ قَالَ أَبُو عِيْسَى التِّرْمِذِيُّ حَبَّ
 لَهَا أَحَدُ اثْنَيْ عَشَرَ أَقْوَالُ الصَّحِيحِ
 أَنَّهُ دُفِنَ لَيْلَةَ الْاَرْبَعَاءِ وَقَالَ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَتَامُ عَنِّي

اینا منہ تو آپ کے دونوں آنکھوں کے درمیان رکھا
 اور ہاتھوں کو آپ کی کلائیوں پر رکھا اور یہ
 الفاظ کہے گئے نبی ہائے صیغی ہائے
 خلیل اور سفیان بن عیینہ جعفر بن محمد سے اور
 وہ ایسے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شنبہ کے روز وفات
 فرمائی سو اُس دن اور سہ شنبہ کی شب
 اور سہ شنبہ کے دن آپ کے دفن میں
 (لوجہ غلبہ غم و حیرت در بعض امور و اشتطاف
 اجتماع مسلمین) توقف ہوا پھر شب کو آپ دفن
 کیے گئے کہ آخر شب میں چاروں دنوں کی آواز میں
 کھودنے کی حالت میں سنی جاتی تھی اور
 عبد الرحمن بن عوف نے کہا ہے کہ دو شنبہ کو
 وفات ہوئی اور شب سہ شنبہ میں دفن
 کیے گئے ابو عیسیٰ ترمذی نے اس روایت کو غریب
 (یعنی متفرد) کہا ہے میں کہتا ہوں کہ صحیح یہی ہے
 کہ آپ شب چار شنبہ میں دفن ہوئے (صلی اللہ علیہ وسلم)
 تتمہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری آنکھیں سو جاتی ہیں

وَلَا بَنَاءَ قَلْبِي وَإِنِّي أَنِيتُ بِطَعْنِي
 رَبِّي وَاسْتَقْنِي وَإِنِّي لَأَسْوَ الْكَفَّ
 أَنَسَى وَإِنِّي أَرَى مِنْ خَلْقِي كَمَا
 أَرَى مِنْ أَمَامِي وَرَأَيْتُهُ كَانَ
 يَقْظَانِ الْقَلْبَ دَائِمًا وَتَوَاتُ الْفُجْزِ
 الشَّعْرِ لِحِكْمَةِ الْبَصِيَّةِ اقْتَضَتْ
 إِنْطِقًا وَحُكْمِ الْقَضَاءِ عَلَى أَمْتِهِ قَالَ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَمْرٌ
 وَلَا أَتَمُّ لَأَحَقُّ فَكَانَ يُمَارِجُ
 الْمَوْتَيْنِ أَحْيَاءًا لَتَطْبِيعُ قُلُوبِهِمْ
 كَقَوْلِهِمْ لَأَحْسَنُكَ عَلَى بِنِ النَّاقَةِ
 لَا عَرَابِيٍّ وَلَا يَدْخُلُ لِحْجَةً مَجْزُودٌ
 لَا مَرَأَةَ فَكَانَ حَبِيبًا صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلَ الْأَنْبِيَاءِ وَخَتَمَ
 الْمُرْسَلِينَ وَنُتِقَ النَّبِيِّينَ وَخَلِّصَ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقْتَدِي بِهِ فِي الْأَحْكَامِ

اور یہ قول نہیں سوتا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ میں شب بے حال بن
 بسر کرتا ہوں کہ میرا رب مجھ کو کھلا ملا دیتا ہے اور یہ بھی فرمایا
 کہ مجھ کو نسیان نہیں ہوتا لیکن نسیان کر دیا جاتا ہوں اور کہ
 اُس کے تعلق احکام سنت قرار یا دین اور یہ بھی فرمایا ہے کہ
 میں اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا اپنے آگے
 سے دیکھتا ہوں اور آپ ہمیشہ دل سے بیدار رہتے تھے اور
 (باوجود اس بیدار دلی کے) آپ کی نماز فجر کا قضا ہوتا
 ایک حکمت الہی کے سبب تھا جو اس امر کو مستغنی ہوئی
 کہ قضا کا حکم اتنا بظاہر ہو جائے (وَلَا يَنْبَغِي) اور آپ نے بھی فرمایا کہ میں خوش طبعی
 تو کرتا ہوں مگر اس میں بھی بات سچ ہی کہتا ہوں کہ آپ
 مومنین سے بخدا دل خوش کرنے کے لیے کبھی کبھی خوش طبعی
 فرمایا کرتے تھے جیسے آپ نے ایک عربی سے جسے سوار کی
 لیے جانور مانگا تھا (فرمایا تھا کہ میں تجھ کو ونش کے بچہ پر
 سوار کروں گا) وہ سمجھا کہ حکم کے وقت جو بچہ ہے اُس پر سوار
 کرنا مراد ہے اسی لیے کہا کہ میں بچہ کو کیا کروں گا آپ کے جو کچھ
 معلوم ہو گیا کہ اعتقاد منہی کے جو بچہ تھا وہ مراد ہے (اور
 آپ نے ایک (بڑھیا) عورت سے فرمایا تھا کہ جنت میں کوئی بڑھیا
 نہ جائے گی) اور وہ جب گھبرائی تب آپ کے جواب تھا
 ہو گیا کہ مطلب یہ کہ جانے کے وقت کوئی بڑھیا ہے گی
 سب جوان ہونگی) (وَصَلَ سَبْتٌ مَسْمُومٌ تَمَّةٌ وَصَلَ
 مَغْفُومٌ سَبْتٌ مَرُومٌ مِّنْ) اور آپ نے فضل الانبیا
 اور غائم المرسلین اور منشی النبیین تھے اور حضرت
 علی علیہ السلام احکام شرعیہ میں آپ کی اقتدا کرتے تھے۔

وَأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاسَى
 مِنَ الشَّدَائِدِ مَا بَقِيَ سِيَرُهُ الْإِنْسَانُ
 لِقِنَاعِ عَفْ لَوَائِبِهِ وَقِنَاعِ عُدَدِ رَجَائِهِ
 فَمَرَضَ وَاشْتَكَى وَأَصَابَهُ الْحَرُّ وَالْقُدُ
 قَا أَدْرَكَهُ الْجُمُوعُ وَالْعَطَشُ وَالْحَقَّةُ
 الْغَضَبُ وَالضَّجْرُ وَنَالَ الْأَعْيَاءُ
 وَالنَّعَبُ وَالضَّعْفُ وَالْكِبَرُ وَسَقَطَ
 فَحْشَى وَبَشَّهَ الْكُفَّارُ يَوْمَ أَحُدٍ
 وَأَذْمُوقَدَامَبِهِ فِي الطَّائِفِ وَسُقَى
 السَّهْمَ وَنَحَرَ وَتَدَانَى وَاجْتَمَعَ
 وَتَنَشَرَفَتَعَوَّذَ وَقَضَى نَجْبَةً رَحَى
 بِالرَّيْثِيقِ الْأَعْلَى وَالْمَخْلَصِ مِنْ
 دَارِ الْإِمْتِحَانِ وَالْبَلْوَى وَلَقَدْ
 عَصَمَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَنِ الْأَعْدَاءِ فِي
 مَعَاظِنَ كَثِيرَةٍ حَتَّى عَنْ بَدْرِ بْنِ قُمَّةٍ
 يَوْمَ أَحُدٍ حِينَ رَمَى بِحَجَرٍ فَشَبَّ

روصل بست و چارم آپ کے بعض
 عوارض بشریت کے ظہور اور اسکی
 حکمت میں، اور آپ کو بھی مثل دوسرے
 انسانوں کے شدائد پھیلنے کا اتفاق ہوا ہے تاکہ
 آپ کا ثواب مضاعف ہو اور درجات بلند ہوں
 پس آپ کو مرض بھی ہوا اور دوا وغیرہ کی شکایت
 بھی ہوئی اور آپ کو گرمی اور سردی کا بھی اثر
 ہوا اور بھوک پیاس بھی لگی اور آپ کو موقع پر
 غصہ اور انقیاض بھی ہوا اور آپ کو ماندگی
 اور خشکی بھی ہوتی تھی اور کمزوری اور پیری
 بھی ہوئی اور سواری پر سے گر کر آپ کے
 خراش بھی ہو گیا اور جنگ احد کے دن
 کفار کے ہاتھ سے آپ کے جہرہ اور سر میں
 زخم بھی ہوا اور کفار طائف نے آپ کے
 قدم مبارک کو خون آلود بھی کیا اور آپ کو
 زہر بھی کھلایا گیا اور آپ پر جادو بھی کیا گیا
 اور آپ نے دوا بھی کی سمجھنے بھی لگوائے اور
 جھاڑ پھونک کا بھی استعمال کیا اور اپنا وقت
 پورا کر کے عالم بالا میں طعی ہو گئے اور اس
 دارالامتحان والبلای سے آزاد ہو گئے اور آپ کو
 اللہ تعالیٰ نے بہت سے مواقع میں دشمنوں کے
 قتل و ہلاک کی تدبیر کرنے سے محفوظ رکھا حتیٰ کہ
 یوم احد میں جب مدر بن قمر نے آپ پر پتھر چلایا

وَجَنَّهُ وَوَحَلَتْ حَلَقَانِ مِنَ
 الْمَغْفَرِ فَمَقَاوَا أَخَذَ عَلَى أَبْصَارِ قُرَيْشٍ
 عِنْدَ خُرُوجِهِ إِلَى الثَّوْرِ وَأَمْسَكَ عَنْهُ
 سَيْفَ غَوَارِثٍ وَجَحَرَ إِلَى حَمَلٍ وَفَرَسٍ
 سِدْرَاقَةَ بَنِي مَالِكٍ وَنَحَرَ لَيْدِي بَنِي أَعْصَمٍ
 وَسَمَّ يَهُودِيَّةً وَفِي الْعَصْمَةِ وَالْأَذْيَةِ
 أَظْهَرَ لَشَرْفِهِ وَالْإِصْبَالِ تَوَابِيرَ وَكَلِيلًا
 يَضِلُّ فِيهِ النَّاسُ بِأَظْهَارِ الْعَجَائِبِ
 وَالْمُعْجَزَاتِ كَمَا صَلَّاهُ فِي عَيْسَى وَعَزَّزَهُ
 عَلَيْهَا السَّلَامُ وَلِيَكُونَ نَسْلِيَّةً
 لَا مَتَّهِ فِي الْمَصَائِبِ هَذِهِ الطَّوَارِقُ
 إِنَّمَا كَانَتْ عَلَى جَسَدِهِ الْمُطَهَّرِ
 الْبَشَرِيِّ لِسَانًا كَلِمَةُ التَّوَجُّعِ وَأَمَّا قَلْبُهُ
 فَمُسْتَرْقٌ مَقْدَسٌ عَنِ التَّعَلُّقِ بِالْخَلْقِ
 مَسْعُولٌ مَشَاهِدَةً أَحَقَّ فَإِنَّهُ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ بِاللَّهِ وَلِلَّهِ وَفِي

اور اس سے ایک رخسار مبارک زخمی ہو گیا اور خود آگ
 کے دو جھٹے جساؤں میں گھس گئے اس وقت آپ کی
 اللہ تعالیٰ نے بخیر اور جہاں پہ جبل ثور کی طرف
 (پوشیدہ) تشریف لے گئے اس وقت قریش کی ایک نیر
 یرہہ ڈالیا اور شرارت (بن حارث) کی تلوار
 کو اور جو جبل کے نیچے سرساق بن مالک کے
 گھوڑے کو اور لید بن اعصم کے سحر (کے اثر
 مقصود) کو اور (اسی طرح) یہودی عورت کے زہر
 (کے اثر مقصود) کو آپ سے دور رکھا اور بلاکت
 سے آپ کے محفوظ رہنے میں اور (عمولی) تکلیف
 ہو جانے میں آپ کے شرف کا اظہار ہے (یہ حکمت تو
 محفوظ رہنے کی ہے) اور آپ کو ثواب دینا ہے
 (یہ حکمت تکلیف موفوقین سے) اور (نیز اس لیے ہی تکلیف
 ہوئی تاکہ آپ کے بارہ میں حجرات عجائب کے ظاہر ہونے
 کے سبب لوگ مصالحت میں نہ پڑ جاویں یعنی اگر جسانی
 تکلیف نہ ہوتی تو شاید کسی کو آپ پر بوہیت کا سبب
 ہو جاتا) جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت
 عزیر علیہ السلام کے باوجود (حاصل عجائب کے سبب
 فضائل میں پڑ گئے) اور تاکہ مصائب میں آپ کی امت کے لیے
 تسلی کا سبب ہو کہ سید الانبیاء کو بھی تکلیف پہنچی بن تو ہم
 کیا چیز ہیں) (وہاں است و شخم) آپ کی روح برزخ عارض
 کے (اثر نہ ہونے میں) اور یہ غوار غور نہ صرف
 آپ کی معصی جسد شریف پر وجہ مشارکت و مع کے طاری ہونے
 تھے رہا آپ کا قلب مبارک سو وہ تعلق بالخلق سے
 منزہ و مقدس اور مشاہدہ حق میں مشغول تھا

وَمَعَ اللَّهِ فِي كُلِّ حَفْظَةٍ وَإِنْ حَتَّى أَنْ
أَكْلَهُ وَشَرِبَهُ وَلَبَسَهُ وَحَرَكَةً وَسُكُونَةً
وَقَوْلَهُ وَسُكُونَهُ كُلُّهُ كَانَ لَوْجَهُ لِلَّهِ وَ
يَا مَرِ اللَّهُ وَمَا يُنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا
وَحْيٌ مُّوحَىٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ
أَجْمَعِينَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ هَذَا جَمَلُ
مَا فِي الْمَطَوَّلَاتِ فَأَحْفِظْهُ فَإِنَّهُ
لَا يُطْلَعُ عَلَيْهِ إِلَّا الْعُلَمَاءُ الْمُحَقِّقُونَ
بَعْدَ تَتَبُّعِ الْكُتُبِ الدَّفَائِرِ الْكَثِيرَةِ وَأَنَا
قَدْ أَعْطَيْتُكَ عَجَلَةً تَأْفِقُهُ وَعِلَالَةً
رَافِعَةً تَسْتَوْعِبُهَا فِي الْمَدَّةِ الْبَسِيفَةِ
اللَّهُمَّ اعْفِرْ لِقَارِبِهَا وَكَانِبِهَا وَسَائِ
وَحَافِظِهَا وَرَاوِبِهَا وَمُؤَلِّفِهَا
أَمِينٍ وَلْتَخْتِمْ بَعْدَةَ آيَاتٍ
هِيَ خُحَّةٌ مَرَّ سَلَةٍ إِلَى جَنَابِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

کیونکہ آپ ہر آن ہر لحظہ اللہ ہی کے ساتھ
اللہ ہی کے واسطے اللہ ہی میں متفرق
اور اللہ ہی کی سمیت میں تھے حتیٰ کہ آپ کا
کھانا پینا مینا حرکت سکون بولنا خاموش
رہنا سب اللہ ہی کے واسطے اور اللہ ہی
کے حکم سے تھا (جانبہ ارشاد خداوندی
ہے) اور آپ نفسانی خواہش سے کچھ
نہیں بولتے یہ سب جی ہی ہے جو آپ پر
نازل کجاتی ہے اللہ تعالیٰ آپ پر اور
آپ کے آل و اصحاب پر قیامت تک
رحمت کاملہ نازل فرماتا ہے یہ رجو کچھ
لکھا گیا (مطولات کا اجالی مضمون ہے
اسکو یاد رکھو کیونکہ اسپر بجز علماء محققین کے
اور وہ بھی کتب اور دفاتر کثیرہ کے تتبع
کے بعد ہر شخص مطلع نہیں ہو سکتا اور ہم نے
ایسا نافع فوری اور دلپسند سیری بخش
مجموعہ مکتودید یا جسکو بہت قلیل مدت میں
ضبط کر سکتے ہو اسے اللہ اسکے طرہنے والے کو
اور لکھنے والے کو اور سننے والے کو اور
یاد کرنے والے کو اور کسی کے سامنے نقل کرنے والے
کو اور تالیف کرنے والے کو (اور ترجمہ کرنے والے کو)
بخشتر تجبہ آمین - اور ہم جذبات پر اسکو ختم کرتے
ہیں جو آپ کے دربار شریف میں بطور تحفہ کے (مسلحین و ملکہ
وسلام کی واسطے سی بھیجے جاتے ہیں یہ اشعار برفیق کے ہیں

مَوْكِفِهِ

يَا شَفِيعَ الْعِبَادِ خُذْ بِيَدِي

دستگیری کیجیے میرے نبی

لَيْسَ لِي مُجَاسَاكَ اَعِثْ

جز تمہارے ہے کمان میری پناہ

غَشِيَنِي الدُّهْرُ يَا ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ

ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف

لَيْسَ لِي طَاعَةٌ وَلَا عَمَلٌ

کچھ عمل ہے اور نہ طاعت میرے یا اس

يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا بَابَكَ لِي

میں ہوں بس اور آپ کا دریا رسول

جُدْ بِلِقَائِكَ فِي الْمَنَامِ كُنْ

خواب میں چہرہ دکھا دیجئے مجھے

أَنْتَ عَافٍ أَبْرَخْلِقِ اللَّهُ

درگزر کرنا خطا تو عیب سے

أَنْتَ فِي الْأَضْطِرِّ اُفْعِدْ لِي

کشمکش میں تم ہی میرے نبی

كَسَنِي لُحْرُ سَيِّدِي سَنَدِي

فوج کلفت مجھ پر غالب ہوئی

كُنْ مُغِيثًا فَأَنْتَ لِي مَدَدِي

اے مرے بولے خبر دیجئے مری

بِيَدِ حَبِيْبِكَ فَهَوِيَ عَتْدِي

ہے مگر دل میں محبت آپ کی

مِنْ غَمَارِ الْغُومِ مُلْتَحِدِي

ابر غم گھیرے نہ ہیرے بھگو کبھی

سَا تَرِ اللُّذُنُوبَ وَالْفَنْدِي

اور مرے عیبوں کو کر دیجئے خفی

وَمُقِيلَ الْعِثَارِ وَاللَّذِي

سب سے بڑھ کر ہے خصلت آپ کی

رَحْمَةً لِلْعِبَادِ قَاطِبَةً

سب غلات کے لیے رحمت ہیں آپ

لَيْتَنِي كُنْتُ نَرْبَ طَيْبَتِكُمْ

کاش ہو جاتا میں نے کی میں خاک

فَأَصْلَى عَلَيْكَ بِالتَّسْلِيمِ

آپ پر ہوں رحمتیں بے انتہا

بِعِدَادِ الرِّمَالِ وَالْأَنْفَاسِ

حسب قدر دنیا میں ہیں ریت اور سانس

وَعَلَى الْأَلِ كُلِّ مَرَّابِدًا

اور تمھاری آل پر اصحاب پر

بَلْ خُصُوصًا لِكُلِّ ذِي وِمٍ

خاص کر جو ہیں گنہگار و غوی

فَالنَّمْتُ الْبَغَالِ ذَاكَ قَدِي

اغل کو سی ہوتی کافی آپ کی

مُتَّحِفًا عِنْدَ حَضْرَةِ الْقَمَدِ

حضرت حق کی طرف سے دائمی

وَالنَّبَاتِ الْكَثِيرِ مُفْتَضِدِ

اور بھی ہے حسب قدر روئید گی

بِالْغَا عِنْدَ مُتَهَيِّ لَامِدِ

تا بقای عمر دارِ آخرت کی

مَتَّيْ الرِّسَالَةِ الْمُسَمَّاهُ بِشَيْمِ الْحَبِيبِ بَلَدَةً بِهَوَايَا الشَّهْرِ ذِي الْحِجَةِ الْخَرَاءِ
یہ رسالہ شعیب شیم الحبیب شہر ہجو پال ماہ ذی الحجہ آخر سال ۱۲۸۰ھ میں تمام ہوا اور ترجمہ
اسکا شعیب شیم الطیب قصہ نہ بھون ماہ رمضان عشرہ اخیرہ ۱۲۸۱ھ میں تمام ہوا اور ترجمہ

من الرِّقَاضِ

كَانَتْهَا الْوَشْيُ إِذْ تَزْهَوِي بِالْحَبْرِ

تم خیر الخلق کے اوصاف کو میرے مداح میں کیجھو گویا وہ نقش و نگار ہیں جبکہ سب دھاری اڑ کر پڑا خیر کرتا

فَانْظُرْ لَا وَصَافٍ خَيْرَ الْخُلُقِ فِي مَدْحِي

(یعنی حسب طبع اس کی پڑے کی زینت نقش و نگار سے ہوتی ہے اسی طرح کلام مدح کی زینت پکوا و صاف ہے)

بَرَسَتْ رُؤُوسٌ رَحِيمٌ زَانِدٌ خَلْقٌ | مِثْلَ النَّسِيمِ فَلَا فُتْرٌ وَلَا فُجْرٌ

آپ محسن ہر شے میں رحیم ہیں ہر چیز میں زانیہ خلق ہے جو کہ مثل دہار کی (سفر) میں آپ پر غم نہیں نہ کلام

يُلْفِي أَشَدَّ حَيَاءً مِّنْ مُحَدَّرَةٍ | عَذْرَاءٍ فِي خُدْرِهَا قَدْ زَانَعًا الْخَفَرُ

آپ چاہیں اُس سے کہ نہیں کنواری لڑکی سے بھی زیادہ چمکتے ہیں جو اپنے پردہ میں رہتی ہو اسکو چاہتے ہیں

فَاقَا النَّبِيِّينَ اخْلَاقًا وَمُعْجَزَةً | وَرُتَبَةً فَلَهُ الْقَدِيمُ اِنْ حَضَرُوا

تمام انبیاء علیہم السلام اخلاق اور معجزہ اور رتبہ میں فائق ہو گئے ہیں تو اگر کتبچہ ہوں تو حق تقدیم آپ کی لیے ہو

مُكَمَّلُ الْخَلْقِ لَا خُلُقٌ شَبَاهُهُ | لَهُ اَعْتَدَ اَلْ فَلَاطُولُ وَلَا قَصَرُ

آپ صورت جہان میں بھی مکمل ہیں کہ کوئی خلق آپ کے مشابہ نہیں آپ میں اعتدال قرار طول افتاد کوتاہی قائم

مَسْرُكٌ كَوْنُهُ الْمُبْيَضُّ مَنظَرُهُ | بِجَمْرَةٍ قَامِحِيَّاهُ هُوَ الْقَمَرُ

آپ کے سفید منظر رنگ میں سرخی دمکتی تھی اور آپ کا چہرہ (شل) چاند (کے) تھا

صَلَتْ اَلْبَحِيْنُ اَنْزَجُ اَلْحَاجِبِيْنَ كَحُلِّ الْعَيْنِ مِنْ حُسْنِهِ لَا يَتَّبِعُ النَّظَرُ

آپ کشادہ پیشانی تھے اور باریک ابرو و سرگین چشم کہ آپ کے حسن سے نگاہ سیر ہوئی تھی

اَسْئَلُ خَدَّيْهِ الشَّجَرُ بِاسْمِهِ | مُقَلِّبُ اَبْيَضِ الْاَسْنَانِ مَا الدَّرَسُ

میں کہ خدائے شجرہ و خندان مذاق و انور کی درمیان بچہ میں روہ دانست و شجرہ کے ویر ہوئی کی کیا نصیحت تھی

اَقْنِي سُرُطَنِي لِحَبِيْدٍ مَّشْرِقِهِ | مِثْلَ الْجَبِيْنِ الصَّفْقِي مَا يَعْكُرُ

بلند بینی اور باریک بینی دراز گردن اور روشن گردن اُس چاندی کے مثل تھی جو صاف کی ہوئی ہو جسیر مثل نہ

دُوحِيَّةٌ كَثَّةٌ رَأَتْهَا مِسْنَةٌ كَمَا يَزِينُ عُيُونَ الْغَادَةِ الْحَوْرُ

گنجائش ہو تو جو چاہے اپنے حسن و بزمیت پر ہی جیسا ناز کرنا نام عورت کی آنکھوں کو کھڑکی سفید الوسیا ہی کی تشریف آوری

وَلَمَّا بَلَغَ الْأَذْنَيْنِ عَاطِرَةَ
كَأْسِكَ لَوْنًا وَعَرْفًا حِينِ يَنْتَشِرُ

سرریاں لکھتی تھے جو کانون تک پہنچتی تھیں اور حوض تھے مثل مشک کے رنگ میں اور خوشبو میں جو وہ خوشبو صلیبی تھی

فَضْلُ الْكَرَامَاتِ رَحْمَةُ الصَّدْرِ وَاسِعَةٌ
تُرَى بِشَعْرَانِ حَطَا الْقَدْرُ

ایک سوڑ ہنڈ پڑی تھی اور سینہ فرائخ اور واسع تھا اسپر خدایا نظر آتی تھی خلقت اس کے خطہ کے مطابق

سُتْنُ الْأَلْفِ مِصْرَ الْبَطْنِ وَعُكْنُ
مُطَوِّية طَال مَا يَطْوِي بِهَا الْحِجْرُ

۱۶۱ کی ہیلیان کو گشت تھیلین اور شکم تیل او و خالی تھا ایمین کہ سنگ ششک ٹری رہی تھو اور کہ او و خالی اس سے تھیلین باندھا تھا

عَبْدُ اللَّهِ أَعْيُنُ وَالسَّاقَيْنِ مُتَمَرِّئًا رَاوِدُهُ لِنُصْفِ السَّاقِ يَتَزَرُّ

و نوں دست آو ساقین بڑی تھکے اور بڑی بڑی گوشت ہونی سے تھکے پر رہتا تھا اور آ نصف ساق تک تھکے ہانڈھے

تَحِيَّةٌ عِنْدَ مَا يَمْشِي تَمْلِيْلُهُ نَحَالُ عَنْ صَبَابٍ سَارِيحِدُ

یہاں دیکھ کر ہفت جھکاؤ کے ساتھ چلنے کی بھی یہ خیال آتا تھا کہ گویا چلنے کے وقت کسی شیب کی طرف اتر رہے ہیں

يَفُوتُ مِنْ عَرٍ وَمِثْلُ الْجَمَانِ لَهُ شَدَّ أَتْلُ الْغَوَا إِلَى مِنْهُ تَعْتَطُرُ

پرسینہ میں جو کہ چاند کی توتیوں کے مشابہ خوشبو شکر انگلی تھی حسین غور تین اسکو بجائے عطر گاتی تھیں

قَضَىٰ وَهُوَ يَكْفِيهِمْ مَّا رَكِبُوا مِنْ مَّحَرَّمٍ وَلَهُ الْفَتْحُ
مِنْ الشَّعِيرِ فَكَانَتْ فَرَسُهُ الْحَصْرُ

بچے عمر حرم کردی اور ایک دن بھی جو جسے شکم میر ہونیکا موقع آپ نے پایا اور آپ کا فرش چٹائی کا تھا

فَرَحَهُ الزُّهْدُ عَنْهَا وَهُوَ مُقَدَّرٌ

فَالثَّوْبُ بِرُقْعَةٍ وَالشَّاةُ بِحُلِيهَا

وَمَا رَأَيْتُ كَاخِي الْأَعْمَى مَحْتَقِرٌ

وَالْبَيْتَ يَكْنُسُهُ وَالنَّعْلَ يَخْصِفُهَا

وَإِنْ دُعِيَ اسْعَفَ الدَّاعِيَ وَلَا يَنْدُرُ

كَانَ الْبَرَّاقُ لَهُ وَالْحَمِيلُ يَرْكُوبُهَا

وَالْأَبْلُ أَيْضًا لَكَ الْبُغْلُ وَالْحُمْرُ

مَا عَابَ قَطُّ طَعَامًا أَحْضَرُوهُ

وَلَا سَائِلُهُ الْحَاجَّ يَتَمَرُّ

يَعْفُو وَيُصْفِرُ عَنْ جَانِبَيْكَ مَا

وَيَقْبَلُ الْعُذْرَ مِمَّنْ جَاءَ لِيُعْتَذِرَ

وَلَيْسَ كَغَيْبِ إِلَّا أَنْ تَرَى حَرَّ

لِلّٰهِ مِنْهُوَ اَلَا اَوْهَيْتُ سِتْرًا
نَارِ بَكَاتٍ مِّنْ آفُوْنٍ لِّظُلْمٍ اَتَمَّتْ

آپ کے پاس کوئی ایسا سائل نہیں آیا جو آپ کے دست مبارک کی عین تروت ہو اور وہ ثروت میں مشہور ہو (یعنی ایسے کہ

یہ دیکھ کر گھبرا ہو کر وہ ایسی حالت میں واپس چھٹا کہ اس کے ہاتھ
تھپتھپتے تھے جس سے اس کی ثروت ظاہر ہو جاتی رہا نہ

تَشْكِيَا وَفَصْلٌ

فصل بالیستون آپ کے بعض معجزات میں۔ اگر نظر صحیح سے کام لیا جاوے تو آپ کے معجزات ضبط و احصاء سے تجاوز ہیں کیونکہ آپ کا ہر قول ہر فعل ہر حال باعتبار تفہیم حکم و مصلح و اسرار کے خارق عادت ہے اور ظاہر ہے کہ اقوال و افعال و احوال کے تمام جزئیات کا حصر عاویۃً ممکن ہے اور نہ واقع ہوا اور ان حکمتوں کا علم تفصیلاً عرفاء و حکماء الہی کے صدور و قلوب میں القا ہوتا ہے اور اجمالاً کتب سرائر شریعت میں مثل تصنیفات امام غزالی و امام شعرانی و شاہ ولی اللہ و حسین جبر رحمہم اللہ تعالیٰ جستہ جستہ پائے جاتے ہیں تو اس بنا پر آپ کے معجزات فوق الحد و العد ہوئے لیکن چونکہ اسکا ادراک عوام کا حصہ نہیں ہے اسلئے اس سے قطع نظر کر کے اگر ان ہی خوارق پر اکتفا کیا جاوے جو نظر ظاہر و عامی میں بھی خارق ہیں وہ بھی دس ہزار سے کم نہیں چنانچہ سات ہزار سات سو معجزہ پر تو صرف قرآن مجید اپنی بلاغت کے اعتبار سے قطع نظر اس کے اخبار عن المغیبات مشتمل ہے تقریباً سکی جیسا کہ قاضی عیاضؒ نے فرمایا ہے یہ ہے کہ کلام اللہ میں جب قدر کلام کہ برابر سورۃ انا اعطینا کے ہے معجزہ ہے اور سورۃ انا اعطینا میں دس کلمے ہیں اور سارے کلام اللہ میں کچھ اور پستتر ہزار کلمے ہیں سو جب پستتر ہزار کو دس تقسیم کریں سات ہزار سات سو حاصل ہوتے ہیں پس کلام اللہ میں سات ہزار سات سو معجزہ ہیں اور اگر اسکی پیش گوئیوں کو لیا جاوے جن میں سے تیرہ کلام البین میں جمع کی ہیں اور نیز پستتر ہزار سے جب قدر بیشی ہے اسکو بھی دس تقسیم کر کے حاصل قسمت کو ملا لیا جاوے تو اس عدد میں اور اضافہ ہوتا ہے یہ تو قرآن مجید کے معجزات ہوئے اور محدثین و اہل سیر نے جو معجزات آپ کے موافق

تعداد کلام
البین ۲۱

اپنے علم کے لکھے ہیں وہ بقول محدثین تین ہزار ہیں جن میں سے ایک ہزار حجت
 امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں نقل کیے ہیں اور تین سو سے زائد الکلام البین
 میں مذکور ہیں تو اس حساب سے دس ہزار سے زائد ہوتے ہیں اگر خصائص کبریٰ
 دستیاب نہ ہو یا عربی نہ جاننے والوں کی سمجھ میں نہ آئے تو کتاب الکلام البین
 کا بھی مطالعہ اس باب میں کافی و موجب تقویت ایمان ہے اس کتاب میں اقل
 ایک تقریر بطور تمہید کے لکھی ہے جس میں آپ کے معجزات کا عالم کے تمام اقسام
 سے متعلق ہونا بیان کیا ہے پھر اُس کے اثبات کے لیے ہر قسم کے معجزات کو جملہ
 ذکر کیا ہے چونکہ یہ میرا رسالہ بہت مختصر ہے اس لیے اس میں صرف اُس تقریر کو جو
 اُس کے دلپذیر و دلچسپ ہونیکے نقل کر کے تمام اقسام کے معجزات میں سے دوس
 چار تک پر اقتصار کرتا ہوں وہ تقریر مختصاً یہ ہے قال اللہ تعالیٰ و ما ارسلناک
 الا رحمۃ للعالمین یعنی نہیں بھیجا ہم نے تم کو اے محمد مگر رحمت واسطے تمام عالموں کے مصلح مسلمین
 کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت تب آوے گی جب میں پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا (اور ظاہر ہے
 کہ اللہ اللہ کہنے والے آپ ہی کی رسالت کے ماننے والے ہیں) پس رسالت آپ کی باعث
 بقا و امن سب عالموں کا ہے اور نہ صرف نوع انسان بلکہ سب اقسام عالم کے
 آپ کی رسالت سے نفع یاب ہیں اور اسی لیے اللہ جل جلالہ نے آپ کو جمع
 اقسام عالم میں معجزات عنایت فرمائے (اور معجزہ چونکہ دلیل ثبوت نبوت ہے
 اور دلیل شاہد ہوتی ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ تمام اقسام عالم باعتبار
 تعلق معجزات کے آپ کی نبوت پر دلالت کرنے والے اور شہادت دینے والے
 ہیں پس آپ کی شان کیسی عظیم ہے کہ جس طرح توحید پر تمام عالم گواہ ہے اسی طرح

آپ کی رسالت پر تمام عالم گواہ ہے) چنانچہ بیان اُسکایہ ہے کہ عالم دو قسم ہے
عالم معانی اور عالم اعیان عالم معانی عبارت ہے اُن چیزوں سے کہ دوسری
چیزیں ہو کے پائے جاتے ہیں بذات خود قائم نہیں اور انھیں عرض بھی کہتے ہیں
جیسے کلام اور علم اور رنگ اور بو اور عالم اعیان عبارت ہے اُن چیزوں سے
جو بذات خود قائم ہیں اور انھیں جوہر بھی کہتے ہیں جیسے زمین آسمان آدمی
درخت پھر عالم اعیان دو قسم ہے عالم ذوی العقول یعنی وہ لوگ جو عقل رکھتے ہیں
جیسے انسان اور جن اور عالم غیر ذوی العقول یعنی وہ جو عقل نہیں رکھتے جیسے
جمادات و حیوانات عالم ذوی العقول تین قسم ہے عالم ملائکہ اور عالم انسان
اور عالم جمادات اور عالم غیر ذوی العقول یا علوی ہے یعنی آسمان اور تارے
یا سفلی یعنی وہ اجسام جو آسمان کے تلے ہیں اور عالم سفلی دو قسم ہے عالم نبات
اور عالم مرکبات عالم باطی عبارت ہے عناصر اربعہ یعنی آبی آتش باد و خاک سے
اور عالم مرکبات تین قسم ہے جمادات و نباتات و حیوانات اور انھیں موالید ثلاثہ

المدارات نظر یہ تو ساری شہادت اختیار یہ بخبر عصا کے جیسا کہ توحید باب میں ارشاد حق ہے سوہ حج میں
الم تَرَ ان الله سجد لہ من فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجن والانس
والدواب کثیر من الناس وکتیر حق علیہ العذاب اور رسالت کے باب میں یہ ارشاد نبوی ہو جائے
میں میں ہجرات کے سلسلہ میں عالم حیوانات کے بیان میں اول حدیث ہر جہ میں تصریح ہے کہ جتنی چیزیں آسمان
زمین میں ہیں سب جانتی ہیں کہ میں رسول خدا ہوں سوا نافرمان جن اور انس کو اُس حدیث کے اصل الفاظ
یہ ہیں فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ما بین السماء والارض الا یعلم اندر سوال
الاعاص الحین ولا انس رواہ احمد والدارمی عن جابر کذا فی الرحمة المہداة پس اُس
آیت کا جو اصل توحید کے باب میں ہر بالکل اُسی کے مطابق اس حدیث کا حاصل رسالت کے باب میں ہر ۱۲۸

کہتے ہیں پس قسام تفصیلی عالم کے ٹوٹے ہوئے (عالم معانی ملائکہ انسان جن عالم علوی
افلاک کو اکب بساط یعنی عناصر جمادات نباتات حیوانات اور یہ عاجز مرکبات کی
سطح تقسیم کرتا ہے ایک وہ جسمین ایسا مزاج ہو کہ مرکب کی ترکیب کو چندے محفوظ
رکھ سکے ایک وہ جو محفوظ نہ رکھ سکے ثانی کو کائنات ابھو کہتے ہیں جیسے سحاب وغیرہ
اور اول کی وہی تین قسم ہیں جو مولید ثلثہ کہلاتی ہیں پس سطح سے کل قسام
دس ہوئے تو وہ جو مذکور ہوئے دسویں کائنات الجو اور ہر قسم میں جنابے سوال اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ظاہر ہوئے ہیں (اسکے بعد نواب لائے ہیں اور ہر باب میں معجزات
کثیرہ ذکر کیے ہیں آخر نے ہر باب میں سے دو سے چار تک معجزات لے لیے ہیں جسکو ترتیب
اقسام نقل کرتا ہوئے عالم معانی علی قرآن مجید باعتبار اپنی بلاغت و اخبار عن المغیبات کے
علی وہ خبریں جو آپؐ نے قبل الوقوع بیان فرمائیں جیسے صحیحین میں حضرت خدیجہؓ سے
روایت ہے کہ جنابے سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غط میں جتنے امور قیام قیامت
ہونیوالے تھے سب بیان فرمائے جس نے یاد رکھا اسے یاد رہا اور بھول گئے جو بھول گئے اور سب
ان اصحاب کو اس بیان کی خبر ہے اور بعض شے اُس میں سے ہوتی ہے کہ میں اسے
بھول گیا تھا پھر میں جب دیکھتا ہوں اُس سے تب مجھے یاد آ جاتی ہے یعنی بعد
وقوع خبر کے پہچان جاتا ہوں کہ یہ وہی بات ہے جسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے خبر دی تھی جس طرح سے کہ کسی شخص کی صورت آدمی کو یاد ہو اور وہ شخص غائب
ہو جاوے پھر جب سے دیکھا پہچان جاتا ہے اہل بیت وہ واقعات حالی جو اپنے بے و کج

۱۱۰ کہیں کہیں لفظی تغیر کیا کہیں دوسری کتاب سے نقل کا بھی بضرورت اتفاق ہوا ہے ۱۲ منہ
۱۱۰ اور اس ترتیب میں کائنات الجو کو بعد بساط کے ذکر کیا جاوے گا ۱۲ منہ

بیان فرمادے جیسے بخاری نے انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوہ موتہ کے قصہ میں) خبر شہادت زیدؓ اور جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کی لوگوں کو سننا دی قبل اسکے کہ خبر آوے اور آپ نے فرمایا کہ نشان لیا زیدؓ نے پس شہید ہوا پھر نشان لیا جعفرؓ نے پس شہید ہوا پھر نشان لیا ابن رواحہؓ نے پس شہید ہوا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور فرمایا آپ نے کہ آخر کو ایک خدا کی تلوار (یعنی حضرت خالدؓ) نے نشان لیا اور فتح حاصل ہوئی (پھر اسی کے مطابق خبر آئی) عالم ملائکہ علیہ السلام صحیح مسلم میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ روز بدر ایک شخص مسلمانوں میں سے پیچھے ایک شخص کے مشرکوں میں سے دوڑتا تھا کہ ناگاہ اُس نے ایک کوڑے مارنے کی آواز سنی اور ایک سوار کی کہ اُس نے کہا بڑھ اے حیزوم شوکیا دیکھتا ہے کہ وہ مشرک آگے اُسے جت پڑا ہے اور ناک اُسکی ٹوٹ گئی ہے اور منہ پھٹ گیا ہے کوڑے کی مار سے۔ اور یہ سب جگہ سبیر ہو گئی ہے وہ شخص مسلمان انصاری تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اُس نے اس واقعہ کو بیان کیا آپ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے یہ آسمان سوّم کی مدد میں کا فرشتہ تھا ف حیزوم فرشتہ کے گھوڑے کا نام ہے ف اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لیے اکثر غزوات میں فرشتوں کو بھیجا چنانچہ بدر میں اور احد میں اور حنین میں فرشتوں نے مدد کی ۵ یہی فی دلائل النبوة میں اور ابن سعد نے طبقات میں عمار بن یاسرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت حمزہؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے جبریل علیہ السلام کو انکی اصلی صورت پر دکھاؤ

آپؐ نے فرمایا کہ تم دیکھ نہ سکو گے انھوں نے کہا آپؐ کا دیجیے آپؐ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گئے اور حضرت جبریل علیہ السلام کعبہ پر اترے آپؐ نے حضرت حمزہؓ سے فرمایا کہ نگاہ اٹھاؤ انھوں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا حضرت جبریل علیہ السلام کا جسم مانند زبرجد انھری یعنی زمر و سبز چمکتے ہوئے کے تھا سو غمش کھا کر گر گئے۔ عالم انسان علیٰ ظہور ہدایت جیسے صحیح مسلم بن ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف دعوت کرتا تھا اور وہ مشرک تھی ایک دن میں نے اُس سے اسلام کے لیے کہا اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانیں کلمہ بے ادبی کہا مجھے ناگوار ہوا اور میں روتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور میں نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیے کہ خداے تعالیٰ میری ماں کو ہدایت کرے آپؐ نے فرمایا اللھم اھدِ اُمّ ابی ہریرۃ یا اللہ ہدایت کر ابو ہریرہؓ کی ماں کو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا شکر خوش ہوتا ہوا بچہ گھر آیا دیکھا دروازہ بند ہے اور میری ماں نے میرے پاؤں کی آواز سُکر کہا کہ وہیں ٹھہرو اے ابو ہریرہؓ اور میں نے پانی کی آواز سُنی سو میری ماں نے نہا کے اور کپڑے پہن کے دروازہ کھولا اور کہا اے ابو ہریرہؓ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبداً و رسولہ میں خوش ہو کر شدت خوشی سے روتا ہوا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور اپنی ماں کے اسلام کی خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائی بجا لائے علیٰ ظہور برکت جیسے بہتی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ بن حدیم کے سر پر ہاتھ رکھا اور اُنکے حق میں دعا کے برکت کی سو یہ حال ہو گیا کہ کسی آدمی کو منہ میں ورم ہو تو ایسا کسی بکری کے تھن میں ورم ہوتا

اور وہ ورم والا محل ورم کو خطلہ کے سر میں موضع مس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگا دیتا تو صاف ورم جاتا رہتا ۵ شفاے مرضی جیسے بہتی اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حبیب بن فدیكہ کے باپ کی آنکھوں میں پھلّی پڑ گئی اور بالکل اندھے ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی آنکھوں پر دم کیا اُسی وقت اُنکی آنکھیں اچھی ہو گئیں راوی کہتا ہے کہ میں نے انھیں انہی برس کی عمر میں سوئی میں ڈورا ڈالتے دیکھا ۹ قہر بے ادبان جیسے مسلم نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہیں ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا آپ نے فرمایا سیدھے ہاتھ سے کھاؤ سنے کہا کہ میں سیدھے ہاتھ سے کھانہ نہیں سکتا حالانکہ ہاتھ اُسکا اچھا تھا یہ بات اُس نے غلط بیا کی سے براہ استنکاف کہی تھی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو سیدھے ہاتھ سے نہ کھا سکے گا اُسکا ایسا ہی حال ہو گیا کہ سیدھا ہاتھ اُسکا کام نہ جاتا ہاتھ تک نہیں پہنچ سکتا تھا عالم جن عل خطیب نے جابر بن عبد اللہ سے ایک حدیث طویل میں روایت کی ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے راہ میں ایک گانوں میں پہنچے اُس گانوں کے آدمی خبر آپ کی آمد کی سنکر باہر گانوں کے منتظر تھے جب آپ وہاں پہنچے تو اُنھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گانوں میں ایک عورت فوجوان ہے اس پر ایک جن عاشق ہوا ہے اور اس پر آچڑھا ہے نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے قریب ہے کہ ہلاک ہو جاوے جا بڑھتے ہیں کہ میں نے اُس عورت کو دیکھا بہت خوبصورت تھی جیسے چاند کا ٹکڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بلا کر فرمایا کہ اے جن

تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں محمد رسول خدا ہوں اس عورت کو چھوڑ دے اور چلا جا آپ کے یہ فرماتے ہی وہ عورت ہشیار ہو گئی اور نقاب ہٹھ کر کھینچ لیا اور مردوں سے شرم کرنے لگی اور بالکل صحیح ہو گئی علاء ترمذی نے حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت کیا ہے کہ ان کے ایک بخاری میں خرما بھرے تھے سو ایک جنیہ اگر اُس میں سے نکال لیجاتی اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اُسکی شکایت کی آپ نے فرمایا جاؤ اور ابی جب اسکو دیکھو تو یوں کہنا بسم اللہ اجبی رسول اللہ یعنی اللہ کا نام لیکر کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر چل سو اُنھوں نے اسکو کھل لیا پھر اُسکے قسم کھانے پر کہ اب آؤنگی چھوڑ دیا تھا الی آخر اُحدیث و یہ آپ کا حجرہ ہے کہ باوجود اُسکے مومن نہ ہونیکے محض آپ کے نام کی برکت سے گرفتار ہو گئی عالم علوی افلاک کو اکب علاء چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا کو اکب کے متعلق آور معراج میں سموات کو طے کرنا افلاک کے متعلق صحیح اور عظیم معجزے ہیں عالم بساط یعنی عناصر علاء متعلق خاک جیسے صحیحین میں حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ ہمارا بچھا کیا (یعنی سفر ہجرت میں) سراقہ بن مالک نے سو میں اُسے دیکھ کر کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایک شخص نے آیا آپ نے فرمایا لا تحزن ان اللہ مغنا یعنی غم مت کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر آپ نے سراقہ کے لیے بد دعا کی سو اُسکا گھوڑا پیٹ تک سخت زمین میں گھس گیا اور اُس نے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں صاحبوں نے میرے لیے بد دعا کی ہے اب دعا کرو کہ میں نجات پاؤں اور میں قسم کھاتا ہوں کہ تمہارے طلب کرنے والوں کو

میں پھیر دینگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی نجات کے لیے دعا کی سو اُس نے
 نجات پائی اور پھر گیا اور جو کوئی اُسے ملتا تھا اُسے پھیر دیتا تھا اور کہہ دیتا تھا
 کہ ادم کوئی نہیں ہے اھ متعلق آب جیسے صحیحین میں جابر سے روایت ہے
 کہ حدیبیہ میں لوگ پیاسے ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
 ایک لوٹا تھا کہ اُس سے آپ نے وضو کیا سب لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے لشکر میں
 نہ پینے کے لیے پانی ہے نہ وضو کے لیے مگر اُسی قدر کہ آپ کے اس لوٹے میں ہے
 (کیونکہ چاہ حدیبیہ میں بوجہ قلت پانی کے ایک قطرہ نہ رہا تھا سب کھینچ لیا تھا
 رواہ البخاری) پس آپ نے اپنے دست مبارک کو لوٹے میں رکھا اور پانی آپ کی
 انگلیوں سے جوش مارنے لگا سو ہم سب آدمیوں نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت
 جابر سے پوچھا گیا کہ تم کتنے آدمی تھے انھوں نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی ہوتے تو کفایت
 کر جاتا (یعنی پانی اتنا کثیر تھا مگر) ہم پندرہ سو آدمی تھے متعلق آتش جیسے
 صحیحین میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ یام غزوہ خندق میں انھوں نے جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے لیے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور ایک
 صلع (یعنی تین سیر سے کچھ زائد) جو کا آٹا تیار کیا اور حضور میں آ کے چپکے سے
 اسکی اطلاع کی اور عرض کیا کہ آپ مع چند آدمیوں کے تشریف لیجیے آپ نے تمام
 اہل خندق کو کہ ایک ہزار تھے پکار کر جمع کر لیا اور ساتھ لیچلے اور جابر سے فرمایا
 کہ ہانڈی مت اتار دے اور آٹے کو مت پکائیے جو جب تک میں نہ آؤں بعد اسکے
 آپ تشریف لائے اور آب دہن مبارک گوندھے ہوئے آٹے میں اور ہانڈی
 میں ڈالا اور دعاے برکت کی اور آپ نے فرمایا کہ ایک یکانے والی اور بلوالو اور شوربا

نیکال نکال کے ہانڈی میں سے دو اُسے چولھے پر سے اُتار و نہین جا بڑکتے ہیں کہ ہزار آدمی تھے قسم ہے خدا کی سبحون نے کھایا اور ہماری ہانڈی ویسی ہی جوش میں رہی اور اُٹا اُتنا ہی رہا جتنا پہلے تھا ف اس سے عالم آتش میں بھی ایک امر خارق ظاہر ہوا کہ آگ کا اثر شور بے مین کہ کم کر دینا ہے واقع نہیں ہوا (بلکہ بالعکس وہ افزونی کا سبب بن گئی جیسا چولھے پر سے اُتارنے کی مانعت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس افزونی میں آگ کو بھی دخل ہے) عَلِ اسْتَلْق ہوا جیسے اُسی غزوہ خندق میں واقع ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کفار پر پُر وائی ہوا ٹھنڈی بھیجی کہ خوب کڑا کے کا جاڑا پڑا اور ہوائے اُن کو نہایت عاجز اور تنگ کیا غبار بے شمار اُنکے منھوں پر ڈالا اور آگ اُنکی بجھا دی اور ہانڈیاں اُنکی اُلٹ دین اور یخچین اُنکی اُکھاڑ دین کہ خمیے اُنکے گر پڑے اور گھوڑے اُن کے کھل کر آپس میں لڑنے لگے اور چھوٹ کر لشکر میں دُند مجا دیا اُس وقت آپ نے حضرت حذیفہؓ کو کفار کی خبر لانی کے لیے مامور فرمایا اور شدت سردی سے محفوظی کے لیے دعا فرمائی حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ بہ برکت آپ کی دعا کے مجھے جانے آ زمین مطلق سردی نہ معلوم ہوئی بلکہ ایسا حال تھا کہ گویا میں حام میں چلا جاتا ہوں (بعضہ من لواخیج حبیب اللہ) ف ایسی سخت ہوا کا اُن پر اثر نہ کرنا صریح خارق ہے عالم کائنات الجوع جیسے صحیحین میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک بار قحط ہو سوا ایک بار آپ خطبہ جمعہ کا فرما رہے تھے ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مال ہلاک ہو گیا اور عیال بھوکوں مرتے ہیں آپ مینہ کے واسطے دعا کیجیے آپ نے دونوں ہاتھ اُٹھائے

اور اسوقت آسمان پر کوئی ملکطرا بھی ابر کا نہ تھا قسم خدا کی ہنوز آپ ہاتھ رکھنے نہیں پائے کہ ابرمانند بہاڑوں کے ہر طرف سے گھر آیا آپ منبر سے اترنے نہیں پائے تھے کہ ریش مبارک سے قطرات مینہ کے گرنے لگے سو اُس نشی دوسرے جمعہ تک مینہ برسنا پھر جمعہ کے دن اُسی اعرابی نے یا اور کسی شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ مکانات گر پڑے اور مال ڈوب گیا آپ عافرمائے کہ مینہ تھم جاوے آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی اے اللہ گرد ہمارے برسے اور ہم پر نہ برسے اور جدھر ابر کی طرف آپ نے اشارہ کیا وہیں ٹھل گیا سو مدینہ پر تو بالکل پانی کا برسا موقوف ہو گیا اور گرد مدینہ کے پرستار ہا اطراف سے جو لوگ آتے تھے کثرت مینہ کی بیان کرتے تھے وف آپ کی دعا سے ابر کا فوراً اٹھ آنا اور اشارہ سے ابر کا ہٹ جانا ان دونوں میں ظہور معجزہ کا صحابہ میں علیؑ اور جیسے جلالین میں جسکو کمالین میں اشارہ اور برکات میں جبریزار کی طرف منسوب کیا ہے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کے پاس دعوت اسلام کے لیے آپ نے کسی کو بھیجا اُس نے آپ کی اور حق تعالیٰ کی شان میں گستاخانہ کہا کہ رسول اللہ کون ہوتے ہیں اللہ کیسا ہوتا ہے سونے کا یا چاندی کا یا تانجو کا معاً اسپر بجلی گری اور اُسکی کھوپڑی اُڑادی وف اس واقعہ میں آپ کی شان میں گستاخی کرنے کو بھی ظاہر ہے کہ دخل ہے اس اعتبار سے ظہور معجزہ کا صاعقہ میں کہ کائنات جو سے ہے۔ عالم جادات و عالم نباتات علیٰ ترمذی نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا سو آپ بعض اطراف مکہ کی طرف نکلے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔

سو جو پہاڑ یا درخت سامنے آتا وہ یہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ و پھر
جمادات سے ہیں اور درخت نباتات سے سو دونوں میں ظہور معجزے کا ہوا
ط ۲۱ صحیح بخاری میں جا بڑ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبے
کے وقت ایک ستون مسجد پر کہ چھوہاہ یکے درخت کا تھا تکیہ لگا لیتے تھے جب منبر بنا
تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ پڑھنا شروع کیا کیا بارگی وہ ستون
چھوہاہے کا چلا کے اس زور سے رونے لگا کہ قریب تھا کہ بھٹ جاوے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور اُس ستون کو اپنے بدن مبارک سے چٹا لیا
سو وہ ستون ہچکیان لینے لگا جس طرح وہ لڑکا جو رونے سے چُپ کرایا جاتا ہے
ہچکیان لیتا ہے یہاں تک کہ تھم گیا حضرت جا بڑ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ ذکرِ نماز کرتا
تھا اب جو نہ سنا تو رونے لگا و یہ ستون باعتبارِ اصلی حالت کے نباتات سے ہو
اور باعتبارِ موجودہ حالت کے جمادات سے پس اس معجزہ کو دونوں قسموں سے تعلق
ہوا اور اس گریہ میں جس طرح مفارقت ذکر کو دخل ہے اسی طرح مفارقت ذکر یعنی ذات
مقدسہ نبویہ کو ورنہ سینہ سے لگا نیسے خاموش نہ ہو جاتا پس اس حیثیت سے یہ
آپ کا معجزہ ہے (ط ۲۲ ترمذی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ میں جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھوڑے چھوہارے لایا اور عرض کیا کہ
اِن چھوہاروں کے لیے دعا ہے برکت کر دیجیے آپ نے اُن چھوہاروں کو اکٹھا کر کے
اُن میں دعا ہے برکت کی اور مجھ سے فرمایا کہ انہیں لے کے اپنے گوشہ دان میں
ڈال رکھو جب تمھارا جی چاہے اُس میں سے ہاتھ ڈال کر نکال لو مگر اُسے جھاڑنا
مت۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ اُن چھوہاروں میں ایسی برکت ہوئی کہ میں نے

اتنے اتنے دس (کہ ساتھ صلح کا ہوتا ہے اور ایک صلح وہ طرف ہے جس میں
 سارے تین سیرگندم سما سکیں) اللہ کی راہ میں خرچ کیے اور ہمیشہ اس میں سے ہم کھاتے
 اور کھلاتے رہے اور وہ توشہ دان ہمیشہ میری کمر میں لگا رہتا تھا یہاں تک
 کہ بروز شہادت حضرت عثمان غنیؓ کے (کہ قریب تین برس کے زمانہ ہوتا ہو) میری
 کمر میں سے کٹ کے کہیں گر پڑا اور جاتا رہا (وقت یہ معجزہ ایسی چیز میں ظاہر ہوا
 جو اصل میں نبات کا ثمرہ ہے اور فی الحال جادہ ہے اسکو بھی دو نون سے تعلق ہوا)
 عالم حیوانات علیہ السلام اور درمی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے
 کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک
 اونٹ تھا بڑا شیریں جو کوئی باغ میں جاتا اس پر دوڑتا اور کاٹنے کے لیے جھپٹتا
 آپ نے اُسے بلایا اور وہ آیا اور اُس نے آپ کے سامنے سجدہ کیا آپ نے اُس کی
 ناک میں ہمار ڈال دی اور فرمایا جتنی چیزیں آسمان زمین میں ہیں سب جانتی
 ہیں کہ میں رسول خدا ہوں سو انا فرمان جن اور انس کے علیہ بیعتی نے سفینہ
 سے روایت کی ہے کہ میں دریائے شہر میں تھا جہاز ٹوٹ گیا میں ایک تختہ پر
 بیٹھ لیا بہتے بہتے ایک نیستان میں پہونچا وہاں مجھ سے ایک شیر ملا اور میری طرف
 آیا میں نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام آزاد ہوں وہ
 شیر میری طرف بڑھ آیا اور اپنا کندھا میرے بدن میں مارا پھر میرے ساتھ چلا
 یہاں تک کہ مجھے راہ پر کھڑا کر دیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر باریک باریک

۱۔ الکلام البین میں اسکو مسلم اور ابوداؤد کی طرف بروایت عبد اللہ بن جعفر منسوب کیا ہے مگر اس میں
 نہ ملنا اور رحمة ہدایت میں احمد اور دارمی سے بروایت حضرت جابرؓ نقل کرتا سب اس سیرت عرف کا ہوتا ہے

کچھ آواز کرتا رہا اور میرے ہاتھ سے اپنی دم چھوادی میں سمجھا کہ مجھے نصرت کرتا ہوں پہلا
تھنہ ماکول جانور کا تھا یہ غیر ماکول کا اور وہ حیات میں تھا اور یہ بعد وفات
جسمین وجہ اعجاز قوی تر ہے کیونکہ وفات کے بعد اور قوی کی فاعلیت کا
بھی احتمال نہیں ہو سکتا ۲۵ بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے
کہ آپؐ ایک قحج دودھ کا گھر میں پایا حکم دیا کہ اصحاب صفہ کو بلا لویہ بھوکے
تھے انھوں نے اپنے دل میں کہا کہ مجھی کو دیدیتے تو میں سیر ہو کر پتیا بعد اسکے
میں نے اُن سب کو بلا یا آپؐ ارشاد فرمایا کہ انھیں دودھ بلاؤ میں نے پلانا
شروع کیا یہاں تک کہ سمجھوں نے سیر ہو کر پایا پھر مجھے کہا کہ تم بیو میں نے
پایا آپؐ فرمایا اور بیو میں پتیا جاتا تھا یہاں تک کہ میں نے قسم کھا کر کہا کہ اب
پیٹ میں جگہ نہیں پھر باقی آپؐ نے پیا یہ اجڑے حیوان میں معجزہ کا ٹھکانہ
ہوا یہاں تک کہ لکلام البین میں حدیثیں لاکر پھر قسم نہ گانہ عالم کے متعلق
معجزات کو قرآن مجید سے بھی ثابت کیا ہے جسکو شوق ہو مطالعہ فرمائے فقط

من الروض

ترجمہ ۱۰ آجی ایسا ہاتھ ہے کہ اُس میں نفع بھی ہے
اور ضرر بھی ہے معتد کے لہو (نفع ہے) اور منکر کے لہو
(ضرر ہے) سودہ بخاری کا بھی سبب ہے اور حاجت و آئی
کا بھی سبب ہے ۱۱ اُس ہاتھ نے بنگا لہو کو اچھا کیا
اور بہت آسید کی دودھ کیا بہت گوی سر کو ظاہر کیا
کہ اُس کے سبب (سر نے موین) مال جم آئے ۱۲ اور
بہت سیار و نکو شادی اور بہت سی مذکور ظاہر کیا بہت
رخو نکو دور کیا ایسے لوگوں جن میں کوئی غل تھا

بَدَّ بِهَا النَّعْمَ وَالضَّرَّ الْمُعْتَرِفِ
وَحَاجِدٍ فِيهِ الْكَذَّاءُ وَالْوَعْدُ
كَمَا أَتَتْكَ أَلَمَّا كَذَّهْتَ لَمَّا
كَمَا أَظْهَرْتَ لَمَّا يَكْمُ لَمَّا شَعَرُ
وَكَمْ شَفَتْ سَفَا كَمَا أَظْهَرْتَ مَدَّ
كَمْ فَتَحْتَ كَمْ دَعَمْتَ بِه عَوْدُ

وَدَرَّتِ الشَّاهُ مِنْهَا وَالْحَصَا طَهَتْ
فِيهَا وَأَوْرَمَتْ لَأَعْصَانُ وَالتَّجْدُ
وَالْقَوْمُ مِنْ رَضِيحَانَا مَالِقَاءِ عَمُوا
وَمِنْ أَصَابِعِهَا أَلَمُوا أَهْ تَنْفَحُ
وَالْمَاءُ مِنْ رِيْعِهِ زَادَتْ حَلَاوَتَهُ
وَالنَّخْلُ مِنْ عَامِهِ أَصْحَى لَهُ تَمَرٌ
وَالْجُدُحُ حَقَّ إِلَيْهِ حِينَ قَارَفَهُ
حَتَّى عَلِمْنَاهُ مَا بَيْنَ الْمَلَائِكَةِ
وَالْإِنْسِ وَالْقَبْرِ كُلِّ مِثْمَالٍ سَهْمًا
شَهَادَةً الْحَقِّ يَرْوَاهُ اللَّهُ الْخَبِيرُ
وَرَأَى تَنَكُّرُ الْبَرِّ حَتَّى رَصَّاجِهِ
الْبَعِيرُ وَاللَّحْمُ مِنْ عَيْنَيْهِ مِثْمَالٌ
وَالْحَقِيقُ مِنْ صَلَاحٍ فَاشْتَعَا
وَمِنْهُ أَرْقَاهُ لَمَّا كَسَّهُ الْعَصْرُ
فَلَا كَرَمٌ حَتَّى آيَاتٍ لَهُ ظَهَرَتْ
إِلَّا إِذَا كَانَ مُجْصِي لِرَمْلِ وَالْدَرِّ
لَقَدْ لَمْ تَعْجَزَةِ الْقَدْرُ أَنْ تَعْجَزَةَ
طُولُ الزَّمَانِ عَدَا مَنَى وَمُسْتَطَرُّ
فِتْنَةٍ جَمْعَةٍ أَهْلًا شَانًا لَا مَحْجُوفٍ
إِلَّا وَحَازَ مَعَانِيهَا وَكَأَنَّ رُبْرُ
فَهِيَ الشَّعَاءُ الذِّئْبُ يَحْيَى الْقَوْمُ
قَدْ نَزَّعَ طَعْمَهُ وَامْدَّ كِرْ
يَا دَرِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَاثِمًا أَمَدًا
عَلَى جَنَبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعَصْرُ

۱۵ اور اُس ہاتھ سے بکری نے دودھ دیا اور سین
سنگریزے بولے اور شاخیں اور درخت برگ اور ہو گئے
۱۶ اور قوم کفار اُس ہاتھ کے خاک بھیٹک دینے سے
اندھے ہو گئے اور اُس ہاتھ کی انگلیوں سے پانی
جاری ہوتے تھے ۱۷ اور پانی کی شیریںی آپ کے
لکڑی مبارک کے سبب بڑھ گئی اور کچھ روکا درخت اسی
سال ر آ اور ہو گیا ۱۸ اور تہ درخت کا اُکی جڑائی
سے گریہ و زاری کرنے لگا یہاں تک کہ مجمع میں اُس میں
آواز سکڑ کر بند ہو گئی ۱۹ اور پھیرے اور سو سارے
دونوں نے سچی شہادت (آپ کی رسالت کی)
دی اسکو حدیث روایت کرتی ہے ۲۰ اور
اونٹ آپ سے اپنے دالک کی لے راہی کی
شکایت کرتا تھا اور آنسو اُسکی آنکھوں سے جاری
تھے ۲۱ اور ایک بڑے لشکر کو ایک صلح
سے کھانا کھلا کر شکم سیر کر دیا اور اُس سے
آسودہ کر دیا جبکہ اُس لشکر کو تنگی نے مس کیا
۲۲ اے فاطمہ آپ کے جو معجزات ظاہر تھے
اُن کے شمار کرنے کا قصد مت کرو مگر جسوقت کہ
ریگ ورسنگیا روں کا شمار کیا جائے ۲۳ قرآن
مجید کا معجزہ کافی معجزہ ہے کہ زمان طویل تک تلاوت
کیا جاو گیا اور لکھا جاو گیا ۲۴ اُس میں بہت مضامین
جمع ہیں سو نہ کوئی صحیفہ ایسے میں جسکے معانی پر قرآن مشتمل
ہو اور نہ کتابیں ہیں ۲۵ سو وہ قرآن شفا ہے جس
قلوب نہ ہوتے ہیں اُس سے غلو نہ کا قبول کرنا والا

فصل تیسویں آپ کے بعض اسمائے شریفہ میں مع انکی مختصر تفسیر کے
 محمدیہ آپ کا علم یعنی خاص نام ہے احمد عیسیٰ علیہ السلام نے اس نام سے بشارت
 دی ہے متوکل معنی ظاہرین مآحق آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے کفر کو محو فرمایا جا
 یعنی آپ جو تکمیل سب سے اول قیامت میں مخشور ہوں گے اور سب آپ کے بعد تو گویا انکے
 حشر کے سبب آپ ہوئے عاقب یعنی سب انبیاء علیہم السلام کے عقب میں اور آخر
 میں تشریف لائے مفتی اسکے بھی یہی معنی ہیں نبی التوبہ یعنی آپ کی شریعت میں
 عفو و ذلالت کے لیے محض توبہ اپنی شرائط سے کافی ہے بخلاف بعض پہلی امتوں کے
 کہ قتل نفس سین شرط تھا نبی المہدیہ یعنی قتال کے نبی کیونکہ آپ کی شریعت میں جہاد
 مشروع ہوا ہے نبی الرحمة آپ کا رحمتہ للعالمین ہونا ظاہر ہے مسلمانوں کے لیے
 تو آخرت میں بھی اور کفار کے لیے دنیا میں کہ پہلی امتوں کے سوا عذاب نہیں آتے اور
 باقی اجزائے عالم کے لیے بھی کہ بقا عالم کا آپ کے بقاے دین کے ساتھ مربوط ہے
 جب تک دین کا کوئی اثر نہ رہے گا حتیٰ کہ اللہ اللہ کہنے والا بھی نہ رہے گا قیامت
 قائم ہو کر تمام عالم درہم و برہم ہو جائیگا فاتح یعنی کشائندہ آپ کی برکت
 دروازہ ہدایت مفتوح ہوا ابصار و دیار کفار کے فتح ہوئے جنت کے دروازے
 آپ کی اتباع سے کشادہ ہوں گے امین معنی ظاہرین شاہد قیامت میں
 آپ اپنی امت کے شاہد ہوں گے مبشر و منیر یعنی ہونیں کو خوشخبری دینے والے منیر
 یعنی کفار کو عذاب سے ڈرانے والے قاسم یعنی فیوض اور اموال کے تقسیم کرنے والے
 ضحوک و قتال ان دونوں کا استعمال مجاہدانہ نہیں ہوتا یعنی اہل ایمان سے ہنسے بولنے و
 اور کفار سے قتال کرنے والے بعد اللہ منی ظاہرین میراج منیر یعنی ہدایت کے چراغ روشن میلہ لکھو

اسم فاعل
 از تفسیر
 ۱۱۲

یعنی سب بنی آدم کے سردار صاحب لوا، احمد یعنی قیامت میں آپ کے
 ہاتھ میں لوا، احمد ہو گا اور سب اولین و آخرین اُس کے تلے ہوں گے صاحب مقام
 یعنی مقام شفاعت میں آپ کھڑے کیے جاوینگے صادق یعنی سچی خبر دینے
 والے مصدوق یعنی آپ کو سب خبریں وحی سے سچی ملتی ہیں رؤف رحیم
 دونوں کے معنی مہربان اور بہت مہربان ہیں بعض انہیں ہے آپ کے ساتھ
 خاص ہیں اور بعض دوسرے انبیاء علیہم السلام میں بھی مشترک ہیں اور اکثر ان
 اسماء مذکورہ میں وہ ہیں جو کسی وصف خاص یا وصف غالب پر دلالت کرتے ہیں
 اور عرف میں لقب و نام ایسے ہی اسماء کو کہتے ہیں اسی اعتبار سے پچیس میں
 کے درمیان تک شمار کیے گئے ہیں ورنہ آپ کے اوصاف میں سے اگر ہر صفت
 سے ایک اسم مشتق کیا جاوے تو دو سو سے زائد بلکہ بقول بعض علما ایک
 ہزار تک پہنچتے ہیں کذا فی زاد المعاد۔

من الروض

۱۔ محمد بن احمد بن آیکامادہ آپ کی طرف منسوب کیا گیا
 سو وہ اس فقر پر فخر کرتا ہے ۲۔ آپ قتل و آگ میں
 رکے آپ کو نرسے خلق کا افتتاح ہوا اور آپ افتخام و
 ہیں (کہ آپ پر نبوت ختم ہوئی) اپنی دعوت راہ حق
 کی طرف ہادی ہیں اور دین الحق کی نصرت فرماتے ہیں۔
 ۳۔ آپ کے بعد ربکا حشر ہو گا آپ سب انبیاء کے بعد آئے
 ہیں آپ اپنی بعثت سے تاریکیوں کو ہم سے محو کر نیوالے ہیں
 اور شرک کی رات مٹ جانے والی ہے ۱۲ سنہ

مُحَمَّدٌ هَذَا أَحَدُ الْمَسْنُوبِ مَا دَحَهُ
 إِلَيْهِ فَقَدْ يَهْدِي الْفَقْرَ يَفْتَحُ
 الْفَاتِحُ أَخْلَقَهُ الْعَادِي بِتَعَوُّدِهِ
 إِلَى لَيْلَى وَلَيْلَى اللَّهِ يَنْتَصِرُ
 آمَنَ شَرُّ الْعَاقِبِ أَلَمْ أَحْيِ بَعِثْتِهِ
 عَمَّا الظَّلَامِ وَكُلَّ لَشْرِكٍ مِنْهُ صُرُ
 يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
 عَلَى حَبِيبِكَ مَنْ زَامَتْ بِهِ الْعَصْرُ

فصل چوبیسویں آپ کے بعض خصائص میں یعنی ان امور کے بیان جو متعلق
 تھے تمام انبیاء علیہم السلام میں ہر صورت آپ ہی کو عطا فرمائے اور وہ چند قسم کے ہیں
 ایک قسم وہ امور جو دنیا میں تشریف لانے سے پہلے آپ کی ذات مقدسہ میں پائے گئے
 مثلاً سب سے اول آپ کے ذریعہ کا پیدا ہونا سب سے پہلے آپ کو نبوت عطا ہونا تو ہم بیان
 میں سب سے اول المست برہ کو کے جواب میں آپ کا بچا بچا کرنا نام مبارک عرش پر
 لکھا جانا خلق عالم سے آپ کا مقصود ہونا پہلی سب کتب میں آپ کی بشارت و فضیلت
 ہونا حضرت آدم علیہ السلام و حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہ السلام
 آپ کی برکات حاصل ہونا انکی روایت فصل اول دوم میں گذری ہیں وغیر ذلک
 دوسری قسم وہ امور جو دنیا میں تشریف آوری کے وقت قبل نبوت ظاہر ہوئے
 مثلاً مہر نبوت کا شانہ پر ہونا اسکی روایت چھٹی فصل میں مذکور ہے وغیر ذلک
 تیسری قسم وہ امور جو بعد نبوت ظاہر ہوئے اور مختص ہیں ذات مبارک کے ساتھ
 مثلاً معراج اور کسین عجائب ملکوت و جنت و نار پر مطلع ہونا اور حق تعالیٰ کو دیکھنا کہانت
 کا منقطع ہو جانا اذان و اقامت میں نام مبارک ہونا ایسی کتاب عطا ہونا جو
 ہر طرح معجز ہے لفظاً بھی معنی بھی تغیر سے محفوظ رہنے میں بھی زبانی یاد ہونے میں
 بھی صدقہ کا حرام ہونا تو ہم سے وضو کا واجب ہونا ازواج مطہرات کا ہوتے پر
 ابداً حرام ہونا آپ کی صاحبزادی سے بھی نسب و ولد کا ثابت ہونا آنگے پہچنے سے
 برابر دیکھنا دور دور تک آپ کا رعب پہنچنا آپ کو جو اجمع الکلم عطا ہونا تمام
 خلایق کی طرف مبعوث ہونا آپ پر نبوت کا ختم ہونا آپ کے متبعین کا سب انبیاء
 کے تابعین سے زیادہ ہونا سب مخلوق سے آپ کا افضل ہونا جو تھی قسم وہ امور

جو آپ کی برکت سے منجملہ تمام احم کے خالص پکی مت کو عطا ہوئے مثلاً غنائم کا حلال ہونا تمام زمین پر نماز کا جائز ہونا تیمم کا مشروع ہونا اذان و اقامت کا مقرر ہونا نماز میں انکی صفوف کا بطرز صفوف ملاکہ ہونا جمعہ کا ایک خاص عبادت مساعت اجابت کے لیے مقرر ہونا روزہ کے لیے سحری کی اجازت رمضان میں شب قدر ایک شب کی کرن تو ادنیٰ درجہ دس حصہ اور زیادہ بھی ثواب ملنا و تسوسہ و خطا و نسیا کا گناہ نہ ہونا شاید پہلی امتوں میں انکے اسباب کا انسداد بھی واجب ہو گا اور اسی اعتبار سے یہ خاص ہو اس امت کے ساتھ احکام شاقہ کا مرتفع ہو جانا تصور و تشکرات کا ناجائز ہونا (کہ یہ سد باب ہے مفاسد پیشمار کا اور مفاسد سے بچانا رحمت ہے جیسا کہ بعض جگہ تسمیل حکم بھی رحمت ہے) اجتماع امت کا حجت ہونا اور اس میں ضلالت کا احتمال نہ ہونا اختلاف فرعی کا رحمت ہونا اہم سابقہ کے سے عذاب نہ آنا طاعون کا شہادت ہونا علماء سے وہ کام دین کا لیا جانا جو انبیا کیا کرتے تھے و جب قیامت تک جماعت اہل حق کا مؤید من اللہ ہو کر پایا جانا وغیر ذلک پانچویں قسم وہ امور جو دنیا سے تشریف لیجانے کے بعد برحق یا قیامت میں ظاہر ہوئے یا ہوں گے انکا بیان وفات کے بعد کی تین فصلوں میں آوے گا ہذا کلمہ من التمامہ مصرع فی الالفاظ و الترتیب و بعضہ من المشکوۃ

من القصیدۃ

فَہَا الَّذِیْ نَحْمَدُہٗ وَنُحَیِّیْہٗ
نَحْمَدُہٗ وَنُحَیِّیْہٗ بِأَرْحَمِ السَّمِ

۱۰ یعنی ان تینوں فصلوں میں ایسے خصائص بھی ہیں یہ ہیں کہ سب خصائص میں چنانچہ حیات انبیا و تحریم جسد و صلوات فی القبر سب انبیا علیہم السلام میں مشترک ہے ۱۲

۱۷ آیاس سے یک ہین کہ آپ کی خوبونین	مَنْزَرَةٌ عَنْ سِرِّكَ فِي فَحَاسِيَةٍ
اور کوئی آپ کا شریک ہو لیں جو ہر حسن و	فَحْوٍ هَرِّ الْحُسْنِ فِيهِ عَيْزٌ مُقْسِمٌ
آپ میں یا یا جاتا ہے وہ غیر مقسم اور غیر	كَأَرْبٍ صَلٍّ قَسْلُو دَائِمًا أَبَدًا
متشکک بلکہ خصوصاً آپ ہی کے ساتھ ہر عطر الودہ	عَلَى حَبْلِكَ حَيْثُ لَحَلُّ كُلِّهِمْ

فصل پچیسویں آپ کے ماکولات و مشروبات و مرکوبات و غیرہ میں -
 ان چیزوں کو آپ کی ذات یا برکات سے دو تعلق ہیں ایک تشریع کہ ان میں
 کیا جائز ہے کیا ناجائز اسکے متعلق روایات کو جمع کرنا اور ان سے احکام کو اخذ
 کرنا یہ نصب فقیہ کا ہے دوسرا تعلق انکا استعمال کرنا حاجت اور مصلحت کے لیے
 اس حیثیت سے یہ شعبہ سیر کا ہے یہاں اسی اعتبار سے زاد المعاد سے مختصر بیان
 کیا جاتا ہے ماکولات و مشروبات غنایا و دوائیں بعض وہ چیزیں ہیں جنکا
 خود آپ سے استعمال ثابت ہے اور بعض وہ ہیں کہ انکا وصف فرمایا ہو چنانچہ
 احادیث مقام سے سب بالتعین معلوم ہو جاوے گا۔ اللہ تعالیٰ سرمد سیاحہ فہمانی
 حدیث ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم اشد کو استعمال میں رکھو
 وہ نگاہ کو تیز کرتا ہے اور بال کو جاتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور
 آپ کی عادت شریف بھی دونوں آنکھوں میں ابن ماجہ کی روایت پر تین تین
 سلامی اور ترمذی کی روایت پر دہتی میں تین اور بایں میں دو لگانے کی تھی
 یعنی عادت دونوں طرح تھی اُترج یعنی ترجیح ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 ۱۷ ان احادیث کے لغات یعنی اسما و دویہ داغدیہ کا ترجمہ اکثر قاموس سے کیا گیا ہے

وسلم نے جو مومن قرآن پڑھتا ہے اُسکی مثال ترنج کی سی ہے کہ مزہ بھی پاکیزہ اور خوشبو بھی پاکیزہ روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے بطبع یعنی تر بوز آب تہ بوز کو خرما سے تازہ کے ساتھ نوش فرما رہے تھے اور یہ ارشاد فرماتے تھے کہ اسکی گرمی اُسکی سردی کی دافع (اور مصلح) ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے بطبع یعنی خرما سے سبز یعنی خام ارشاد فرمایا آپ نے کہ خرما سے سبز خرما سے خشک سے کھایا کرو شیطان آدمی کو دونوں چیزیں کھاتے ہوئے دیکھتا ہے (متاسف ہو کر) کہتا ہے کہ یہ آدمی اب تک جتنا رہا کہ کہنے کے ساتھ جدید پھل کو کھا رہا ہے روایت کیا اسکو نسائی دار بن ماجہ و ترمذی یعنی خرما سے نیم پختہ صحیح حدیث میں ہے کہ جب آپ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ ابو الیہیمؓ کے ہرسان نماں ہوئے تو وہ ایک خوشہ خرما کا لائے آپ نے ارشاد فرمایا پختہ پختہ کیون نہ چھانٹ لائے (تاکہ پورا خوشہ ضائع نہ ہوتا) انھوں نے عرض کیا کہ میرا جی چاہا کہ آپ حضرات (اپنی طبیعت کے موافق) خود پختہ اور نیم پختہ کو چھانٹ لیں (یعنی جنکو جو اچھا معلوم ہو) بصل یعنی پیاز حضرت عائشہؓ سے کسی نے پیاز کی نسبت پوچھا انھوں نے کہا کہ سب سے اخیر جو کھانا آپ نے تناول فرمایا اس میں پیاز تھا روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور صحیحین میں آپ نے اسکے کھانے والے کو مسجد میں آنے سے منع فرمایا ہے اور ایک دوسری حدیث میں آپ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی پیاز یا لہسن کھاوے تو اُنکو بچا کر بدبو مار دے مگر یعنی خرما سے خشک آپ نے اسکی تعریف بھی فرمائی ہے کہ جو کوئی صبح کو سات تمر کھالے اُس روز اسکو جادو اور ہر ضرر از زمین کرتا اور فرمایا کہ جس گھر میں تمر نہ ہو اُسکے رہنے والے بھوکے ہیں اور آپ سے کھانا بھی بکثرت

ثابت ہے مسکہ سے بھی روٹی سے بھی تنہا بھی شلج یعنی برف حدیث صحیح میں ہے
 آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ مجھ کو میرے گناہوں سے دھو ڈال پانی اور برف
 اور اُولے سے اھ اس سے برف کی نکلتی ہے ٹوم یعنی لہسن اسکا بیان
 پیاز کے ساتھ گذر چکا خرید یعنی گوشت کے شوربے میں روٹی ٹوٹی ہوئی آپ نے
 ارشاد فرمایا کہ حضرت عائشہؓ کی فضیلت دوسری عورتوں پر ایسی ہے جیسے خرید
 کی فضیلت دوسری غذاؤں پر روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے (اس سے
 ظاہر فضیلت خرید کی معلوم ہوئی) جہن یعنی پیسہ سفر تبوک میں آپ کی خدمت میں
 لایا گیا آپ نے چاقو منگایا اور بسم اللہ کہہ کر اسکا ٹکڑا کاٹا روایت کیا اسکو ابوداؤد
 نے حنا یعنی منہ سی آپ کے کوئی چھنسی نکلتی یا کانٹا لگ جاتا تو آپ سپر منہ سی
 رکھ دیتے روایت کیا اسکو ترمذی نے جتہ السودا یعنی کلونجی اسکا شونیز بھی نام
 آیا ہے آپ نے فرمایا ہے کلونجی کا استعمال کیا کرو کہ اس میں بجز موت کے سب بیمار یوں
 شفا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے حروف یعنی رائی اسکا نام حدیث میں
 نفاہ آیا ہے اور عام حاورہ میں جب لہر شاد کہتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ
 دو چیزوں میں کس قدر شفا ہے نفاہ میں اور ایلوہ میں روایت کیا اسکو ابو عبیدہ
 وغیرہ نے اور مرسل میں ابوداؤد نے حلبہ یعنی متقی عبد الرحمن بن القاسم سے
 مرفوعاً منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ متقی سے شفا حاصل کرو خیر یعنی روٹی آپ کو
 شوربے میں توڑی بہت پسند تھی روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور آپ نے ایک بار گھونٹی
 روٹی گھی سے چڑی ہوئی کی تمنا فرمائی چنانچہ ایک صحابی نے حاضر کیا مگر آپ نے
 گھی کے طرف کو متحقق فرمایا تو معلوم ہوا کہ سو سا رہی یعنی گوہ کے چمڑے کی کچی میں تھا

آپؐ فرمایا اٹھا لو روایت کیا اسکو بھی ابو داؤد نے خل یعنی سرکہ آپؐ نوش بھی
 فرمایا اور تعریف بھی کی کہ سرکہ خوب سالن ہے روایت کیا اسکو مسلم نے دہن
 یعنی روغن آپؐ سر میں کثرت سے تیل لگاتے تھے روایت کیا اسکو ترمذی نے
 شمائل میں اور آپؐ ارشاد فرمایا کہ روغن زیتون کھاؤ بھی اور لگاؤ بھی وایت کیا
 اسکو بھی ترمذی نے ذریرہ یعنی ایک قسم کا مرگب عطر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں
 کہ میں نے حج و داع میں آپؐ کے احرام باندھنے کے وقت (یعنی قبل) اور
 احرام کھولنے کے وقت (یعنی بعد) آپؐ کو اپنے ہاتھ سے ذریرہ کی خوشبو
 لگائی روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے رطب یعنی خرماے پختہ تازہ حضرت
 عبداللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپؐ کو لکڑی خرماے پختہ تازہ کے ساتھ کھاتے
 ہوئے دیکھا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور آپؐ نماز کے قبل خرماے تر سے
 روزہ افطار فرماتے اگر خرماے تر نہ ہوے تو خرماے خشک سے یہ بھی نہ ہوے
 تو پانی سے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے ریحان یعنی خوشبودار پھول آپؐ نے
 ارشاد فرمایا جس شخص کے سامنے ریحان پیش کیا جاوے اسکو ر دنہ کرے کیونکہ
 اسمین (بار احسان) بھی ہلکا ہی ہے اور خوشبودا کیرہ ہے (یعنی دوسرے کا ضرر
 نہیں اپنا نفع ہی) روایت کیا اسکو مسلم نے (اور اسی کے حکم میں ہر خوشبودی) زیت
 یعنی روغن زیتون اسکا بیان دہن میں آچکار نجیل یعنی سونٹھ بادشاہ روم
 نے ایک گھڑا زنجیل سے بھرا ہوا آپؐ کے پاس ہدیہ بھیجا تھا آپؐ نے ایک ایک
 ٹکڑا سب کو کھانے کو دیا روایت کیا اسکو ابو نعیم نے کتاب طب نبوی میں سنا
 مشہور ہے آپؐ نے ایک صحابیہ کو سنا کا سہل لینے کو فرمایا اور ارشاد فرمایا

ص
لکھنؤ
فارس

کہ اگر کوئی چیز موت سے شفا دینے والی ہوتی تو وہ سنا ہوتی روایت کیا اسکو
ترمذی اور ابن ماجہ نے سنوت اسکے معنی میں اختلاف ہے بعض طبائے ایک خاص
تفسیر کو ترجیح دی ہے یعنی شہد جو کھجی کے طرف میں رکھا گیا ہو آپ نے ارشاد فرمایا
کہ سنا اور سنوت کو برتا کر وہ کہ ان دونوں میں بجز موت کے تمام امراض سے شفا ہر
روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے ان بعض طبائے وجہ ترجیح میں کہا ہے کہ شہد اور کھجی سے
سنا کی اصلاح اور اس سال کی اعانت ہوتی ہے سفر جل یعنی سیب ہی آپ نے
ابودر کو ایک سیب دیکر فرمایا کہ یہ قلب کو تقویت دیتا ہے اور طبیعت کو خوش کرتا ہے
اور سینہ کو کرب کو دور کرتا ہے روایت کیا اسکو نسائی و ترمذی و ابوداؤد و شوشی
آپ کا کھجی کی تمنا فرمانا گزرا ہے سماک یعنی مچھلی آپ نے عنبر ماہی کا گوشت صحابہ کے
پاس سے لیکر نوش فرمایا زاد المعاد میں سریہ الجبط کے قصہ میں صحیحین سے نقل کیا ہے
سلیق یعنی تھنہر آپ نے حضرت علیؓ کو کہ وہ قنات کی حالت میں تھے جو او حقیر
سے مرکب کھانے کو موافق مزاج فرمایا روایت کیا اسکو ترمذی و ابوداؤد و شوشی
یعنی کلوخی اسکا ذکر جتہ السوداء میں گذر چکا شعیر یعنی جو آپ کا معمول تھا کہ گداز کو
بخار میں آتش جو بنوا کر پلاتے تھے اور فرمایا کرتے کہ یہ حزن کے قلب کو تھمتا ہوا
مریض کے قلب سے کرب کو دور کرتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ سب کو
معلوم ہے کہ آپ کی اکثر غذا یہی غلہ تھا شومی یعنی بھنا ہوا گوشت آپ کا تناول
فرمانا چند حدیثوں میں ہے جو ترمذی میں مذکور ہیں شحم یعنی چربی ایک یہودی نے
آپ کی دعوت کی اور جو کی روٹی اور چربی جس میں کچھ تغیر آگیا تھا پیش کی صبر یعنی اللہ
اسکا ذکر بیان صرف میں گذر چکا ہے طیب یعنی خوشبو آپ نے ارشاد فرمایا ہے

کہ مجھ کو دنیا کی چیزوں میں سے منکوحہ سیبیاں اور خوشبو پسند ہے غسل یعنی شہد آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر مہینہ تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے اسکو کوئی بڑی بلا نہ پہنچے گی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے عجوبہ مدینہ منورہ کی کجور و نین سے ایک خاص قسم ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ عجبہ جنت سے ہے اور وہ زہر سے شفا ہے روایت کیا اسکو نسائی اور ابن ماجہ نے عمو و ہندی اسکی دو قسمیں ہیں ایک قسط کہلاتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دو کی چیزوں میں سے سب سے بہتر چھنے لگوانا ہے اور قسط بھری روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس عمو و ہندی کو استعمال میں لایا کرو اس میں سات شفا ہیں اور دوسری قسم خوشبو میں برتی جاتی ہے آپ اسکو سلگا کر خوشبو لیتے تھے روایت کیا اسکو مسلم نے قضا یعنی گڑمی آپ نے گڑمی کو خرماسے تازہ سے تناول فرمایا ہے روایت کیا اسکو ترمذی وغیرہ نے کماۃ حبکو بعضے لکھتے ہیں اور بعضے سانپ کی چھتری کہتے ہیں آپ نے فرمایا ہے کہ کماۃ مشابہ من کے ہے (جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا یعنی جیسے وہ مفت کی چیز اور کثیر المنفعت تھی ایسے ہی یہ ہے) اور اسکا عرق آنکھ کے لیے شفا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے کیا ش یعنی پیلو کا پھل ایک بار صحابہ جنگل میں اسکو چن رہے تھے آپ نے فرمایا سیاہ لوہہ عمدہ ہوتا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے لحم یعنی گوشت آپ نے فرمایا کہ اہل دنیا و اہل جنت کی سب غذاؤں کا سردار گوشت ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپ دست کا گوشت پسند فرماتے تھے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور آپ نے فرمایا کہ لپشت کا گوشت عمدہ ہوتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپ نے

خروگوش کا گوشت بھی قبول فرمایا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور گوزخ کا گوشت کھانے کی صحابہ کو اجازت دی تھی روایت کیا اسکو بھی بخاری و مسلم نے اور آپ نے سکھلایا ہوا گوشت بھی کھایا ہے سنن میں روایت کیا ہے اور مرغ کا گوشت بھی آپ نے کھایا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور سنن میں سرخاٹ کا گوشت کھانا آپ کا مروی ہے اور صحابہ نے آپ کی ہمراہی میں مٹی کھائی ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے لبن یعنی دودھ آپ نے دودھ کی وجہ سے پانی ہے کہ بجز دودھ کے اور کوئی چیز محکو ایسی معلوم نہیں کہ جو کھانے اور پینے دونوں سے کافی ہو جاوے روایت کیا گیا یہ سنن میں اور خود بھی نوش فرمایا ہے اور پھر پانی منگا کر گلی کی ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ماہ یعنی پانی بعض خاص پانیوں کی آپ نے فضیلت بیان فرمائی ہے چنانچہ سیحان و جہان و نیل و فوات کو انہار جنت سے فرمایا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے بعض محققین نے اسکی توجہ میں کہا ہے کہ پانی کے جید ہونے کے تمام طرق انہیں جمع ہیں اس لیے تشبیہاً انہار جنت سے تشبیہ دی) اور زمزم کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کہ زمزم جس نیت سے پیاجاوے اسی کے لیے ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث حسن ہے مسک یعنی مشک آپ نے فرمایا ہے کہ سب خوشبوؤں میں پاکیزہ خوشبو مشک ہے روایت کیا اسکو مسلم نے اور آپ نے احرام کے قبل و احرام کے بعد اسکا استعمال بھی فرمایا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے طح یعنی نمک آپ نے فرمایا کہ تمہاری ناخویش میں سردار نمک ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے نورہ یعنی چونا آپ جب (بال صاف کرنے کے لیے) اسکا استعمال فرماتے

تو اول پوشیدہ بدن کو لگاتے روایت کیا ابن ماجہ نے (یعنی کبھی اس سے بھی بال دور کر دیے ہوں گے) بنوق یعنی سیر آپ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام جب زمین پر اترے تو سب سے اول سیر کھایا تھا روایت کیا اسکو ابو نعیم نے اپنی کتاب طب نبوی میں ورس یعنی ایک خاص قسم کی زرد گھاس جس سے کپڑے وغیرہ رنگے جاتے ہیں آپ نے ذات الجنب میں ورس اور روغن زیتون کی تعریف فرمائی روایت کیا اسکو ترمذی نے لقطین یعنی کدو آپ کا برتن میں سے تلاش کر کے کھانا بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور حضرت عائشہؓ کو فرمایا کہ جب ہنڈیا پکاؤ تو کدو زیادہ ڈال کر وہ قلب حزن کو قوت دیتا ہے اور آپ کی ہیئت کھانا کھانے کے وقت دو تھین ایک اکر دو دوسرے دو ڈالو کہ بائیں قدم کا تلواد اہنے قدم کی پشت سے لگا ہوتا اور آپ تین انگلیوں سے کھاتے اور فارغ ہونے کے بعد انگوچاٹ لیتے اور پانی شیرین اور سرد پیتے ابو الیثم سے آپ نے باسی پانی طلب فرمایا تھا اور آپ کے لیے بیرسقیاسے شیرین پانی لایا جا یا کرتا تھا اور پانی تین سانس میں پیتے تھے اور بیٹھ کر پانی پیتے اور آپ کے پاس پانی پینے کا ایک پیالہ لکڑی کا اور ایک پیالہ کلنج کا تھا ملیحوسات آپ کا لباس چادر اور ٹنگی اور کرتا اور عمامہ ہوتا تھا اور سفید کپڑے کو بہت پسند فرماتے اور مخطط چادر کو بھی پسند رکھتے اور عمامہ کے نیچے ٹوپی بھی پہنتے اور گاہے صرف ٹوپی یا صرف عمامہ پر بھی اکتفا فرماتے اور شملہ کبھی ہوتا کبھی نہ ہوتا اور قبا بھی پہنا ہے اور آپ کی چادر کا طول چھ ہاتھ اور عرض تین ہاتھ ایک بالشت اور تہمد کا طول چار ہاتھ ایک بالشت اور عرض دو ہاتھ ایک بالشت آیا ہے اور چادر بوٹہ دار اور سادہ دونوں طرح کی

پہنی ہے اور سیاہ کپڑا بھی پہنا ہے اور شاہ روم نے آپ کی خدمت میں ایک
 بوستین جس میں لشریم کی سنجاف لگی تھی بھیجا تھا وہ بھی پہنا ہے اور پانچواں آپ نے
 خریدیا ہے اور بعض روایات میں پہننا بھی آیا ہے اور آپ کے پاس دو چادرین بھی
 اور ایک کھیس سیاہ اور ایک کھیس صخر دھاری کا اور ایک کھیس بالونیکا عسفی
 مکمل تھا اور گڑھ سوت کا تھا جس کے دامن اور آستین دراز نہ تھیں اور آپ کے کتان
 اور صوف بھی پہنا ہے مگر زیادہ استعمال سوتی کپڑے کا فرماتے تھے اور قمیٹی کپڑا بھی
 استعمال فرمایا ہے اور تکیہ آپ کا چمڑا کا تھا جس کے اندر پوست خرما بھرا تھا اور
 آپ کبھی بستر پر سوتے کبھی چمڑے پر کبھی چٹائی پر کبھی زمین پر کبھی چارپائی پر کبھی سیاہ
 مکمل پر ایک بستر آپ کا چمڑا کا تھا جس کے اندر پوست خرما بھرا تھا اور اڑھنا بھی
 اڑھتے تھے اور لعین اور خفین بھی پہنتے تھے مرکوبات سات گھوڑے تھے
 جنکے یہ نام ہیں سکب - مرقحہ - طیف - لہ آثر - طرب - سہمہ - ورد - اور پانچ
 خچر تھے ایک دلدل یہ مقوقش شاہ مصر نے بھیجا تھا دوسرا فضہ زردہ نے جو کہ قبیلہ
 جذام سے تھا بھیجا تھا تیسرا ایک سفید خچر تھا جس کو حاکم الیہ نے پیش کیا تھا اور
 ایک چوتھا اور تھا جو حاکم دومہ الجندل نے بھیجا تھا اور بعض نے پانچواں بھی
 کہا ہے جو نجاشی شاہ حبشہ نے بھیجا تھا اور دراز گوش تین تھے ایک عضیر جو شاہ
 مصر نے بھیجا تھا دوسرا اور تھا جو فروہ مذکور نے بھیجا تھا اور تیسرا حضرت سعد بن
 عبادہ نے پیش کیا تھا اور دو یا تین سائڈنیاں تھیں ایک قصویٰ دوسری عضبار
 تیسری جدعاء اور بعض نے یہ دونوں نام ایک کے لئے ہیں اور پینتالیس اونٹن

۱۲؎ زاد المعاد میں مراد اس سے سبز دھاری کا لیا ہے ۱۲؎

دو دھکی تھین اور تھو بکریاں تھین اس سے زائد نہ ہونے دیتے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا
ایک بکری ذبح کر دیتے ہذا کلمہ من زاد المعاد تنبیہ اس فصل میں جو کچھ ذکر کیا گیا
بعض امور میں استمرار تھا بعض خاص حالات و خاص ازمہ کے اعتبار سے ہیں
اور زیادہ تفصیل کتب احادیث میں ہے من الریاض۔

۱۔ اپنے اپنی غریبوری فرمادی اور ایک وزیر بھی جو
شکم سیری کی نوبت نہیں آئی اور آپ کا فرش پوریا
تھا ۲۔ یہ حالت اسپر تھی کہ تمام دنیا کے مالک تھے
لیکن زہرنے آپ کو دیا سے ماز رکھا یا وجود اسکے
کہ آپ مقدور رکھتے تھے ۳۔ سو کپڑے کو خود پیوند
لگا لیتے اور بکری کو خود د وہ لیتے اور کسی نادار
کی تحفہ کرتے ہوئے نہیں دیکھے گئے ۴۔ اور گھڑین
جھاڑو دے لیتے اور نعل کو خود گانٹھ لیتے اور اگر
آپ کی دعوت کیجاتی تو داعی کی آرزو پوری فرماتے
اور اعراض نہ فرماتے ۵۔ آپ کے لیے براق بھی
تھا اور گھوڑے بھی تھے جبر آپ سوار ہوتے تھے
اور ونٹا پر بھی اسی طرح بچہ اور دراز گوش پر بھی نہ

قَطْعِي وَكَمْ يَكُنْ لَوْ مَادَرُكَ شَيْعًا
مِنَ السَّعِيدِ كَأَنْتَ فَرَشُهُ الْخَصْرِ
هَذَا وَقَدْ مُلِكَ الدُّنْيَا بِأَجْمَعِهَا
فَرَدَّ كَأَلَّا هُدَّ عَنْهَا وَهُوَ مُعْتَدِرُ
فَأَثَابَ كِرْفَعَةً وَالسَّاهَ يَحْلِبُهَا
وَمَا رَأَى كَخِ الْأَعْدَاءِ مَحْقَقَرُ
وَالنَّيْتِ يَكْنِيسُهُ وَالتَّعَلُّ جُفُفًا
وَأَنْ دُعِيَ اسْتَعْفَ الدَّاعِي كَالْكَائِدِ
كَانَ الدُّنْيَا لَهُ وَاحْتِلَ بِزَكِيَّتِهَا
وَالْإِسْلَامُ أَضْلَاكَ الْإِلَاحُ الْعَلُّ وَالْمَرْ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ مَنْ رَأَتْ يَهْ الْعَصْرُ

فصل چہمیسون آپ کے اہل و عیال و خدمت میں ازواج مطہرات سب سے اول
حضرت خدیجہؓ کو نکاح کیا اسوقت آپ کی عمر پچیس برس کی اور انکی چالیس برس کی
تھی اور بجز حضرت ابراہیمؓ کے کہ وہ ماریہ قبطیہ کے لہن سے ہیں باقی تمام اولاد

۱۔ اشعار اصل اس کے ختم پر آچکے ہیں مگر جو کہ بحکواس فصل ۲۰ کے مناسب شمار نہیں ہوتے اور بوجہ التزام کے
خالی رہنا مناسب معلوم ہوا اس لیے ان اشعار کو باوجود بیت غرضی سادہت و درک ہونے کے غنیمت سمجھ کر درج کر دیا مگر کسی
دوسرے مناسب اشعار پر مبنی ان کے الحاق کی اجازت بلکہ درخواست معروض ہے یہ تمام فصل میں زاد المعاد سے لکھی ہیں

آپ کی ان ہی سے ہیں اور سب سے تین سال قبل ان کی وفات ہو گئی پھر ان کی وفات کے تھوڑے دنوں بعد حضرت سودہ بنت زمعہ قرشیہ سے نکاح کیا پھر تھوڑی ہی مدت بعد حضرت عائشہؓ سے نکاح کیا اس وقت ان کی عمر چھ سال کی تھی اور ہجرت کے پہلے سال میں جبکہ ان کی عمر نو سال کی تھی حضرت ہو کر آئین اور آپ کی بی بیوں میں کنواری صرف ایک ہی تھیں پھر حضرت بنت عمرؓ سے نکاح کیا پھر زینب بنت خرمیہ قیسیہ سے نکاح کیا اور دو مہینہ بعد وفات کرگئیں پھر حضرت ام سلمہؓ سے نکاح کیا اور ان کی وفات آپ کی سب بی بیوں کے بعد ہوئی پھر حضرت زینب بنت جحش سے نکاح ہوا یہ آپ کی چھٹی زاد بہن ہیں اور بعد وفات نبوی سب بی بیوں سے پہلے ان کی وفات ہوئی اور غزوہ بنی مصطلق کے زمانہ میں حضرت جویریہؓ سے نکاح ہوا یہ اس غزوہ میں قید ہو کر آئی تھیں آزاد کیے جانے کے بعد ان سے نکاح کیا پھر حضرت ام حبیبہؓ سے جبکہ وہ حبشہ میں ہجرت کر کے گئی ہوئی تھیں بواسطہ وکیل سنہ چار ہجری میں نکاح ہوا اور نجاشی شاہ حبشہ نے چار سو دینار ان کو آپ کی طرف سے عہد دیا (یہ ایک ہزار روپیہ سے کچھ زیادہ ہوتا ہے) اور غزوہ خیبر کے زمانہ میں حضرت صفیہؓ سے نکاح ہوا یہ اس غزوہ میں قید ہو کر آئی تھیں آزاد کرانے کے بعد ان سے نکاح ہوا پھر حضرت یمونہؓ سے عمرہ القضاء کے زمانہ میں نکاح ہوا یہ گیارہ بہن جن میں سے دو سننے وفات پا گئیں اور نو آپ کی وفات کے وقت زندہ تھیں اور بعض منکومات و مخطوبات کا اور بھی ذکر آیا ہے مگر انہیں اقوال متفق نہیں ہیں سرساری یعنی وہ کثیرین جو ہمبستری کے لیے ہوں حضرت ماریہؓ ان سے حضرت براءؓ ہم پیدا ہوئے تھے حضرت ریحانہؓ حضرت جمیلہؓ ایک اور جو حضرت زینبؓ سے پیدا ہو کر دی تھی اولاد اول صاحبزادہ

قاسم آپ کی کنیت ابو القاسم ان ہی سے ہے بچپن میں انتقال کر گئے پھر حضرت
 رقیہؓ و حضرت ام کلثومؓ و حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئیں ان تینوں میں اختلاف ہے کہ بڑی
 کونسی ہیں پھر عبداللہؓ پیدا ہوئے طیب طاہران ہی کے لقب ہیں یہ بقول صحیح بعد
 نبوت پیدا ہوئے انکا بھی بچپن میں انتقال ہو گیا یہ سب حضرت خدیجہؓ سے ہیں پھر سہنہ
 آمد ہجری میں حضرت ابراہیمؓ مار یہ قطیف کے لطن سے پیدا ہوئے اور شیرخوارگی میں
 انتقال کر گئے صرف حضرت فاطمہؓ آپ کی وفات کے وقت زندہ تھیں چھ ماہ بعد
 وفات کر گئی تھیں اعمام حضرت حمزہؓ حضرت عباسؓ ابو طالب ابو طالب زبیر
 عبد الکعبہ حارث مقوم بعض نے یہ دونوں نام ایک ہی کے بتلائے ہیں ضرارؓ ثم
 معمرؓ عیادؓ بعض نے ان دونوں کو ایک کہا ہے پس یہ بارہ ہوئے یا دس سلام
 صرف دولائے حضرت حمزہؓ حضرت عباسؓ بعض نے اور بھی اعمام لکھے ہیں عجات
 حضرت صفیہ یہ اسلام لائیں تاکہ اروی ان دونوں کے اسلام میں اختلاف ہے
 جبرہ ام کلثوم موالی یعنی غلام و کنیز حضرت زبیر بن عارضہ اسلم ابو رافع ثوبان
 ابو کبشہ سلیم شقران رباح یسار مدغم کرکہ انجشہ سفینہ انیسہ اسح
 عبیدہ طہمان کیسان ذکوان ہرآن مروان بعض نے یہ پانچوں ایک ہی کے
 نام علی اختلاف الاقوال بتلائے ہیں حلیق سندر فضالہ مابور واقد ابو اقدقم
 ابو عقیب ابو موہبہ یہ سب غلاموں کے نام ہیں اور کنیز بن تھین سلمی ام رافع
 میمونہ بنت سعد خنیزہ رضوی ریشمہ ام ضمیر میمونہ بنت ابی عسیب مارثہ ریخانہ
 خدام یعنی گھر کے یا خاص خاص کار و بار کرنے والے حضرت انسؓ اکثر کام انکے متعلق
 تھے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نعل و سواک کی خدمت انکے سپرد تھی حضرت عقبہؓ بن عامر

جہنی سفر میں خچر کے ساتھ رہتے اسلح بن شریک یہ نافع کے ساتھ رہتے حضرت بلالؓ
 مؤذن آمد و خرج انکی تحویل میں ہوتا سعد حضرت ابوذر عفارمی امین بن عبد اللہ
 کے متعلق وضو و استنجائی کی خدمت تھی اور انکی الدہام امین معقیب انکی پاس انگشتی
 رہتی۔ مؤذنین کل چار تھے دو مدینہ میں حضرت بلالؓ اور حضرت ابن ام مکتومؓ اور ایک قبا
 میں حضرت سعد القرطابیکہ میں حضرت ابوحنوفہؓ و حارسلین یعنی جو پہرہ چوکی دیتے تھے
 حضرت سعد بن معاذ یوم بدر میں اور حضرت محمد بن مسلمہ یوم احد میں اور حضرت زبیر
 بن عوام یوم خندق میں اور عباد بن بشر نے بھی بعض اوقات یہ کام کیا مگر جب آیۃ
 واللہ یجمعک من الناس نازل ہوئی آپ نے پہرہ موقوف کیا کا تبین یعنی
 آپ کے منشی حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ
 حضرت عامر بن فہرہؓ حضرت عمرو بن العاصؓ حضرت ابی بن کعبؓ حضرت عبداللہؓ
 بن ارقمؓ حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ حضرت خطلہ بن ربیعؓ اسدی حضرت مغیرہؓ
 ابن شعبہؓ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ حضرت خالد بن ابولیدؓ حضرت خالد بن سعیدؓ
 بن العاصؓ حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ حضرت زید بن ثابتؓ اور یہ کثر اس کام کو
 کرتے تھے ضارب اعناق یعنی جو لوگ آپ کی پیشی میں واجب القتل مجرموں کی
 گردن ہارتے تھے حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ عوام حضرت مقداد بن عمروؓ حضرت
 محمد بن مسلمہؓ حضرت عاصم بن ثابتؓ حناک بن سفیانؓ شعرو خطباء یعنی اسلام کی
 حمایت میں نظم کہنے والے اور تقریر کرنے والے حضرت کعب بن مالکؓ حضرت
 عبداللہ بن رواحہؓ حضرت حسان بن ثابتؓ یہ سب شاعر تھے اور تقریر حضرت
 ثابت بن قیس بن شماسؓ تھے من الموابہب -

<p>۱۵ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوبیان چھوڑ کر وفات فرمائی کہ انکی طرف امور شریفہ منسوب کیے جاتے ہیں ۱۶ وہ عائشہ ہیں اور سمیونہ ہیں اور صفیہ ہیں اور حفصہ ہیں انکے بعد سیدہ اوزرین ہیں ۱۷ اور جویریہ ہیں ۱۸ رطلہ ہیں پھر سیدہ ہیں یہ سب نبیوں کے انکا ذکر منع ہے ۱۹ سوائے اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت بھیجے جب تک دنیا مشرق سے نکلے اور مغرب میں غروب ہو ۲۰ اسنے</p>	<p>تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ عَنْ تَسْعِ سِنُوَةٍ الْمُهِنِ تُعْزَى مَا لَكُمْ مَاتَ وَتُسَبِّحُ فَعَائِشَةُ مَيْمُونَةُ وَصَفِيَّةُ وَحَفْصَةُ سَلَوُ هُنَّ وَرَبِيبُ حَتَّى يَرِيَهُ مَعَ رَمْلَةٍ تَحْسَبُ قَادَةَ تِلْكَ قَائِمَتِ ذِكْرُ هُنَّ مُصَدِّقُ قَضَى عَلَيْهِ اللَّهُ مَا دَامَ شَارِفُ مِنَ الشَّرْقِ يَشْرِقُ ثُمَّ فِي الْغَرْبِ يَغْرُبُ</p>
--	--

فصل سہا کیسویں وفات شریف سے آپ پر اور آپ کی امت پر نعمت رحمت
الہیہ کے تمام اور کامل ہونے میں ہر چند یہ واقعہ طبعاً و فطرۃً ایسا جان فرسا و ہوش ربا
ہے کہ اسکی نظیر و سرا واقعہ ہوا اور نہ ہوگا مگر آپ کی شان رحمۃ اللعالمین ہونے کی
ایسی مطلق ہے کہ اس واقعہ میں بھی اسکا ظہور بدرجہ اتم ہوا یعنی یہ وفات بھی
امت کے لیے منظر رحمت الہیہ ہوئی اور جب آپ سبب رحمت ہیں تو خود کس درجہ
مور در رحمت ہونگے تو یہ وفات خود آپ کے لیے بھی نعمت عظمیٰ ہوئی چنانچہ شرعاً
ونصاً روایات ذیل سے یہ دونوں دعوے ثابت ہیں اس لیے عقلاً بھی ذیل لائل
فضائل سے ہوئی چنانچہ اسی حیثیت سے یہاں اسکا مختصراً بیان کیا جاتا ہے ورنہ
خوشی میں غم کا کیا ذکر پہلی روایت طبرانی نے حضرت جابر سے روایت کیا
کہ جب سورۃ اذاجا نصر اللہ نازل کی گئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۱۵ بذالک لکن ہذا عامہ اس فصل کی روایات اکثر مواہب سے اور بعض صحاح سے لی ہیں ۱۶ اسنے

جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ مجھ کو میری موت کی خبر (اشارۃ) سنائی گئی ہے تو جبریل علیہ السلام نے جواب دیا وَلَا خَيْرَ لَكَ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ ذَلِكَ یعنی آخرت آپ کے لیے دیکھا زیادہ بہتر (اور نافع) ہے **ف** اہمین تصریح ہے کہ ملا را اعلیٰ کا سفر آپ کے لیے زیادہ نافع ہے کہ اُس میں قرب بلا حجاب ہے حق تعالیٰ کا اور سرورِ راقم ہے اپنے مقام کی نعمتوں کے مشاہدہ کا دوسری روایت بخاری و مسلم نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مرض فاتیٰ) منبر پر بیٹھے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دنیا کی ریب زینت اور اپنے پاس کی چیزوں کے دریاں میں اختیار دیا اور اُس بندہ نے خدا سے تعالیٰ کے پاس کی چیزوں کو ترجیح دی تو حضرت ابو بکرؓ رونے لگے تو (ہم لوگوں کی سمجھ میں بجد میں آیا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد تھے اُس بندہ سے جس کو اختیار دیا گیا جس کو ابو بکرؓ سمجھ گئے **ف** اس سے بھی نصاً ثابت ہوا کہ آپ نے آخرت کے سفر کو پسند کیا اور ظاہر ہے کہ آپ کی پسند کافی دلیل ہے خیریت آخرت کی تیسری روایت شیخین نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو مرض میں اختیار دیا جاتا ہے کہ دنیا میں رہیں یا آخرت میں اور آپ کو مرض و فاتیٰ میں کھانسی اٹھتی تھی اور یوں فرماتے تھے مع الذین انعمت علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین یعنی اُن لوگوں کے ساتھ (رہنا چاہتا ہوں) جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے کہ وہ نبی ہیں اور صدیق ہیں اور شہید ہیں اور صالح ہیں پس مجھ کو یقین ہو گیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے (جس پر آپ نے آخرت کو اختیار فرمایا) یہ بھی دعویٰ مقصود میں نص ہے چوتھی روایت شیخین نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ صحت میں فرمایا کرتے تھے کہ جس نبی کی

وفات ہوتی ہے اُسکا مقام جنت میں رہنے کا دکھلا کر اختیار دیدیا جاتا ہے جب آپ پر
 مرض کی شدت ہوئی تو اوپر نگاہ اٹھا کر فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ الرَّفِیقُ الْاَعْلٰی یعنی
 اے اللہ عالم بالا کے رفقا کو اختیار کرنا ہوں اور صحیح ابن حبان میں رفیق اعلیٰ کے بعد
 یہ زیادت بھی مرفوعاً وارد ہے مع جبریل و میکائیل و اسرافیل و یہ بھی شل حاوِث
 بالا کہ مقتضوین صریح ہے یا پنجوشن روایت عبد لرزاق نے طاووس سے مرسل نقل
 کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو دو اختیار دیے گئے ایک یہ کہ
 دنیا میں اتنا رہوں کہ اپنی امت کے فتوحات کو دیکھوں دوسرے یہ کہ آخرت کو چلنے
 میں تعجل کروں میں نے تعجل ہی کو اختیار کیا و جاوہر ہے وہ بیان بھی ہے بلکہ
 اُس سے بھی زیادہ صریح ہے کہ وہاں تو تخییر صحابہؓ نے سمجھی تھی یہاں خود آپ ہی کے ارشاد
 سے منقول ہے چھٹی روایت بیهقی کی ایک طویل حدیث میں کہ حضرت ملک الموتؑ نے
 عرض کیا کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو بھیجا ہے اگر آپ فرمائیں تو روح قبض کروں اور اگر آپ
 فرمائیں تو چھوڑ دوں مجھ کو حکم ہے کہ آپ کے حکم کی اطاعت کروں آپ نے جبرئیل علیہ السلام
 کی طرف دیکھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ آپ کی
 ثقاکہ شاق ہے آپ نے ملک الموت کو قبض روح کی اجازت دی بیهقی نے ان اللہ
 قد اشفاق الی لفائف کی تفسیر میں کہا ہے معناه قد اراد لفائف بان حیدر
 من دنیا الی معاد لہذا ربادۃ فی قریبک و کرامتک اس سے بھی آخرت
 کے سفر کا راجع ہونا ظاہر ہے کہ وہ مرتبہ اشتیاق حق تعالیٰ پر بالمعنی اللائق بہ تعالیٰ
 کما ذکرہ البیهقی لیس حسب طبع آپ نے سفر آخرت کو پسند فرمایا حق تعالیٰ نے بھی آپ کے لیے
 اُسی کو پسند فرمایا رکھ من الماھب والمشکوۃ) سائون روایت مسلم میں

حضرت انسؓ سے ایک طویل حدیث میں جس میں ام المومنینؓ آپ کو یاد کر کے رونے لگیں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول مروی ہے کہ تم کیوں روتی ہو کیا تم کو معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کے پاس کی نعمتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے (بیان سے) بہترین اور انھوں نے بھی تصدیق کی پھر رونے کی یہ وجہ بتلائی کہ وحی آسمان سے منقطع ہو گئی سو وہ دونوں حضرات بھی رونے لگے و اس حدیث سے بھی تین صحابیوں کا اتفاق مدعا کے مقام پر ثابت ہوا آٹھویں روایت امام مسلم نے ابو موسیٰ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں میں سے کسی امت پر رحمت کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس امت کے پیغمبر کو اس سے پہلے وفات دیدیتے ہیں اور اس پیغمبر کو اس امت کے لیے بطور میر سامان اور سلف کے آگے بھیجتے ہیں اور جب کسی امت کی ہلاکت کا ارادہ کرتے ہیں تو یہ پیغمبر کے زندہ رہتے ہوئے اس کو سزا دیتے ہیں اور اس کو ہلاک کر دیتے ہیں اور وہ پیغمبر دیکھتا ہوتا ہے سوا کے ہلاک ہونیسے اس پیغمبر کی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہیں چونکہ ان لوگوں نے اس پیغمبر کی تکذیب اور نافرمانی کی تھی و اس حدیث سے آپ کے سفر آخرت کا اس کے حق میں علامت رحمت ہونا معلوم ہوا جیسے پہلی روایات میں خود آپ کے حق میں اتم نعمت ہونا ثابت ہوا ثانی روایت حضرت بن عباسؓ سے اس حدیث میں جس میں آپ ان لوگوں کا ثواب بیان فرما رہے تھے خلی اولاد و بچپن میں مر جاتی ہے، روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ جب کا کوئی بچہ آگے نہ گیا ہو آپ نے فرمایا اپنی امت کے لیے میں آگے جاتا ہوں کیونکہ میری (وفات کی) برابر ان پر کوئی مصیبت ہی نہ ہوگی

روایت کیا اسکو ترمذی نے وف اس حدیث سے بھی آپ کی وفات کی ایک حکمت امت کے لیے معلوم ہوئی کہ اُسپر صبر کرنے سے ثواب عظیم کے مستحق ہوئے و شہوین روایت ابن ماجہ میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جسپر کوئی مصیبت پڑے وہ میری (وفات کے واقعات) مصیبت کو یاد کر کے تسلی حاصل کر لے وف امین ثواب کے علاوہ ایک در حکمت تسلی کی معلوم ہوئی گیا رھوین روایت قیس بن سعد سے روایت ہے کہ تین مقام حیرہ میں ایک رئیس کے سامنے رعایا کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھ کر آیا و حضور میں عرض کیا کہ آپ کے سامنے تو سجدہ کرنا اور زیادہ زیبا ہے آپ نے فرمایا اچھا اگر تم میری قبر پر گزرو تو کیا اُسکو بھی سجدہ کرو میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا تو بس ایسا مت کرو روایت کیا اسکو ابوداؤد نے وف مطلب آپ کے سوال کا یہ ظاہر فرماتا تھا کہ تمہارے اقرار سے یہ بات ثابت ہوئی کہ سجدت کے لیے حیات شرط ہوا و رظا ہر ہے کہ حقیقی حق تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں تو بس سجداسی کو زیبا ہے اس حدیث سے بھی ایک حکمت وفات کی مستنبط ہوئی کہ اگر آپ ہمیشہ ظاہر میں زندہ رہتے تو عجب نہیں ہزاروں نادانوں کو شبہ الوہیت کا آپ پر ہو جاتا سو وفات سے حیات خاص کا زوال و اس سے عدم الوہیت پر استدلال ظاہر ہو گیا اور امت کے لیے یہ بڑی رحمت ہے بارھوین روایت حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی وفات کے بعد اپنے اصحاب کے اختلاف کے متعلق پوچھا ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ آپ کے اصحاب میرے نزدیک بمنزلہ ستاروں کے ہیں کہ کوئی کسی سے زیادہ قوی ہوتا ہے مگر نورب میں ہر سو شخصوں کے اختلاف کی جس شق کو لے لیگا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے

روایت کیا اسکو رزق نے فت یہ اختلاف فرموا اجتماع میں وجہ دلالت
نصوص کے اختلاف سے ہے جس میں ہر شخص کا قصد اتباع دلیل شرعی کا ہے سو یہ
رحمت ہے کہ اس میں امت کو سہولت ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اختلاف موقوف ہے
اجتماع پر اور اگر حضور تشریف رکھتے ہوتے تو ہر واقعہ میں نص حاصل ہو سکتی تھی
اجتماع کا باب کیسے واسع ہوتا تو یہ سہولت مختصہ بوجہ اجتماع کہ رحمت حق بحدیث
مذکورہ ہے کیسے ظاہر ہوتی پس اول کی سائر روایتوں سے خود حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کے حق میں آپ کی توجہ ملامت اعلیٰ کی نعمت ہونے کی وجہ اور اخیر کی پانچ روایتوں
سے امت کے حق میں اسکی رحمت ہونے کی وجہ ثابت ہوتی ہیں لیکن اسکے یہ معنی نہیں
کہ یہ واقعہ کسی حیثیت سے بھی مصیبت نہیں ہے اول تو خود روایات بالا میں بعض
حکمیتیں خود مصیبت ہونے پر ہی تفرع ہیں دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم جو بعد انبیاء
علیہم السلام کے اکمل البشر ہیں عملاً بھی قائل تھے نہضت پر کمال افعال صادر
نہ ہوتے اور وہ تو بشر تھے ملائکہ تک سے تأسف اور بکا ثابت ہے چنانچہ بقی کی
روایت میں ہے کہ آپ کے اخیر وقت میں جبریل علیہ السلام نے کہا ہذا اخذ
موطی من الارض یعنی یہ میرا آخری آنا ہے زمین پر یعنی وحی لیکر اسکے سیاق سے تأسف
ظاہر ہے اور ابو نعیم نے حضرت علیؑ سے روایت کیا ہے کہ جب روح قبض ہوئی تو
ملک الموت روتے ہوئے آسمان کو چڑھے اور میں نے آسمان سے آواز سنی و امیرا
اس سے بکا عزرائیل کا ثابت ہے اور ابن ابی الدنیا نے حضرت انسؓ سے آپ کی وفات کے
بعد حضرت خضر علیہ السلام کا تعزیت کے لیے اصحاب کے پاس آنا اور ان کا رونا
روایت کیا ہے اگر خضر علیہ السلام پیغمبر ہوں اور اہل حق کے نزدیک پیغمبر ملائکہ سے

افضل ہوتے ہیں تو انکار و ناملائکہ کے رونے سے بھی زیادہ عجیب ہے اور دلیل ہے اسکے مصیبت ہونے کی تیسری روایات میں مصیبت ہونے کی وجود کی تصریح بھی ہے چنانچہ مرفوع حدیث میں سلم نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے اصحاب کے لیے سبب امن ہوں جب میں جلا جاؤں گا تو موعودہ بلائیں (فتن و حروب) اُن پر آویں گی اور میرے اصحاب میری امت کے لیے سبب امن ہیں جب میرے اصحاب چلے جائیں گے تو موعودہ بلائیں (بدعات و شرور) امت پر آویں گی اور موقوف حدیث میں اوپر ساتویں روایت میں حضرت ام ایمن کا قول کہ آسمان سے وحی منقطع ہو گئی جس نے حضرت ابو بکرؓ کو بھی ولاد دیا آجکا ہے یہ تینوں امر اسکے مصیبت ہونے پر صریح دلیل ہیں اور ایک واقعہ کا مختلف حیثیتوں میں مختلف وصف سے موصوف ہونا کوئی امر غریب نہیں ہے اس تحقیق کے بعد مختصر واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

آجکا ابتداء مرض حضرت میمونہؓ کے گھر ہوا اور بعض کے نزدیک حضرت زینبؓ بنت جحش کے گھر اور بعض کے نزدیک یحیٰ بن زکریا کے گھر (یہ آپ کی کینز کھنیں) اور پیر کے دن ابتداء ہوئی اور بعض کے نزدیک ہفتہ کے دن اور بعض کے نزدیک چار دن کے دن اور کل مدت مرض بعض نے تیرہ دن کہے ہیں بعض نے چودہ بعض نے بارہ بعض نے دس میرے نزدیک اس اختلاف میں تطبیق یہ ہے کہ مرض کی بالکل ابتدا کو بعض لوگ خفیف سمجھ کر شمار نہیں کرتے بعض لوگ شمار کرتے ہیں اب سب اقوال جمع ہو جاویں گے اور مرض در دس سے شروع ہوا اور اُسین بخار بڑھ گیا اور آپ کو جو خیر میں یہودیوں نے گوشت میں زہر دیا تھا

اور آپؐ تھوڑا سا تناول فرمانے کے بعد جب انکشاف ہوا چھوڑ دیا تھا آپؐ نے اس مرض میں یہ بھی فرمایا کہ اُس زہر کا اثر ہمیشہ ہوتا رہا مگر اب اُس نے اپنا پورا کام کر دیا ہے تو اس معنی کو حضورؐ کو زہر سے شہادت ہوئی چنانچہ ابن مسعودؓ اور بھی بعض سلف اس کے قائل تھے اور بعض ضعیف روایات میں آپؐ کا مرض ذات الجنب آیا ہے اور بعض روایات میں خود آپؐ کے ارشاد سے اس کی نفی آتی ہے بعض علمائے وجہ جمع میں یہ کہا ہے کہ ذات الجنب کا اطلاق دو مضمون پر آتا ہے ایک جو ورم حار ہو دوسرا جو اضلاع کے درمیان ریح کے احتباس سے ہوا اول کی نفی ہے دوسرے کا اثبات چنانچہ ابن سعد کی روایت میں تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاصہ یعنی درد کوکھ کا دورہ ہوتا تھا اس میں شدت ہو گئی جب مرض میں شتت ہوئی حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا اور انھوں نے سترہ نازین پڑھائیں اور درمیان میں ایک وقت نہایت تکلف سے آپؐ بھی بیٹھ کر نماز پڑھائی اور ایک روز صحابہؓ کے ریح و غم کو سن کر باہر مسجد میں تشریف لائے اور سیر پر بیٹھ کر بہت سے وصایا و نصح ارشاد فرمائیں اور واحدی نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ آپؐ نے قریب ماہ و فات کے ہم لوگوں کو حضرت عائشہؓ کے گھر میں جمع کیا اور قرب سفر کی خبر سنائی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ کو غسل کون دیگا فرمایا میرے گھر والے جس نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ کو کفن کس کیلئے میں دین فرمایا میرے ان ہی کیلئے نہیں (آپؐ کا لباس رد اوار و قمیص ہوتا تھا) اور اگر چاہو مصر کے سفید کپڑوں میں یا مانی چادر جڑہ میں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ پر نماز کون پڑھیکا فرمایا جب غسل و کفن سے فارغ ہو تو میرا جنازہ قبر کے قریب رکھ کر ہٹ جانا اول ملائکہ نماز پڑھیں گے

پھر تم گروہ گروہ آتے جانا اور نماز پڑھتے جانا اور اول اہل بیت کے مرد و ٲرھین
بھرا نکی عورتیں پھر تم اور لوگ ہم نے عرض کیا کہ قبرین کون اتار یگا آپ نے فرمایا
یرے اہل بیت اور اُنکے ساتھ ملا کہ ہوں گے طبرانی نے بھی اسکو روایت کیا
اور بہت ہی ضعیف روایت ہے اور ایک روز جبکہ سجد میں حضرت ابو بکرؓ صحابہ کو
نماز پڑھا رہے تھے آپ نے دولت خانہ کا پردہ اٹھایا اور صحابہ کو دیکھ کر تبسم
فرمایا لوگ سمجھے کہ آپ تشریف لاوینگے اسوقت صحابہ کی بتیاری کا عجیب حال تھا قریب تھا
کہ نماز میں کچھ پریشانی ہو جاوے اور حضرت ابو بکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے
دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ نماز پوری کرو اور پردہ چھوڑ کر دولت خانہ میں تشریف لیگیے
بس یہ تھی اخیر زیارت آپ کی حیات میں اور کچھ واقعات قرب وفات کے
روایات بالا کے ضمن میں مذکور ہوئے ہیں اور وفات آپ کی شروع ربیع الاول
سنہ دس ہجرت روز دوشنبہ کو قبل والی الجذوال آفتاب ہوئی اور وجہ غلیہ حیرت
و وحشت کہ احضون کو وفات ہی کا یقین نہ ہوا بعضے ہوش میں نہ رہے بعضے حکام
متعلق خاص آپ کے غسل و کفن و صلوٰۃ و دفن کے خفی رہے کیونکہ اور اموات پر تو
آپ کو قیاس سلے نہیں کیا کہ احتمال غالب خصوصیت کا تھا چنانچہ کچھ خصوصیتیں
واقع میں بھی ثابت ہوئیں اور نص ایسے مشہور نہ تھی کہ صحابہ نے عام سوالات کی
طرح اسکو تحقیق نہیں کیا اور دل بھی کیسے گوارا کرتا کہ اسکا نام بھی زبان پر لاوین
گو مستقل مزاج مخصوصین و مقربین صحابہ نے ان احکام کا علم بھی حاصل کر رکھا تھا

۱۵ اور تاریخ کی تحقیق نہیں ہوئی اور باوجودین جو مشہور یہ وہ صاحب دست ہیں ہوتا کیونکہ اسانی الحی کی لوین جمعہ کی تھی
اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہے بس جمعہ کو لوین فی الحجہ کو ربار ربیع الاول دوسنہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی ۱۲ سنہ

اور بعض کے متعلق عین وقت پر الامام ہوا چنانچہ آگے آتا ہے مگر تاہم عام طور پر تو ان معلومات کا ذخیرہ جمع کے پاس نہ تھا پھر سلام کی آئندہ حفاظت کے انتظام کی جڑ افکر تھی اور واقع میں یہ فکر سب سے مهم تھی اور وہ موقوف تھا کسی ایک شخص کو حاکم بنا کر اسپر جمع و متفق ہو جانے پر کچھ دیر اس میں لگی پھر نماز آپ کی لوگوں نے متفرق طور پر پڑھی کیونکہ اسپر جماعت نہ تھی جیسا آگے آتا ہے اور اسپر دیر لگنا طاہر اور جسید مبارک کے تغیر کا احتمال نہ تھا اس لیے یہی جاہا کہ سب اس شرف نماز سے شرفیاب ہو جاویں ان مجموعی اسباب کو لازم تھا دفن میں توقف ہونا چنانچہ وہ دن پیر کا اور اگلے دن منگل کا گذر کر شب چارشنبہ کو دفن کیے گئے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ یوم منگل میں دفن ہوئے اور ایک تیسری روایت میں ہے کہ یوم بدھ میں دفن ہوئے مگر یہ دونوں روایتیں بھی پہلی روایت پر محمول ہیں اس طرح سے عرب کے حساب میں رات شروع ہو جانے سے تاریخ بدل جاتی ہے پس اس بنا پر منگل گذرنے کے بعد کی شب کو یوم بدھ کہہ دیا اور بعض اہل عرف شروع رات کو تاریخ گذشتہ کے سمجھا کرتے ہیں پس اس بنا پر شب کو یوم منگل کہہ دیا اور سچ تو یہ ہے کہ یہ واقعہ جیسا ہوش رہا تھا اسپر نظر کرتے ہوئے تو آپ بہت ہی جلد دفن ہوئے ورنہ مہینوں کا بھی توقف عجیب تھا اور صحابہ کا ایسی حالت میں یہ استقبال یہ بھی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فیض صحبت و تربیت تھا اور خشک فراج خالی دماغ معترض کو اس کا کیا ذوق ہو سکتا ہے

اے تراخانے بانشکستہ کی دانی حلیت | حال شیر لے کہ شمشیر بلا بر سر خورند
اور یہی تھی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کو غسل دینا چاہا تو حجر

کہ آپ کے کپڑے مثل اموات کے اُتالے جاوین یا مع کپڑوں کے غسل دین جب
اسمین خٹاف ہوا اللہ تعالیٰ نے اُس پر نیند کو مسلط کیا اور گھر کے گوشہ سے ایک کلام
کرنے والے نے کلام کیا اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہ کون ہے کہ مع کپڑوں کے غسل دو
پس قمیص کے اوپر پانی ڈالتے تھے اور قمیص سمیت ملتے تھے اور ابن سعد کی روایت
میں ہے کہ اُس وقت ایک تیز خوشبودار ہوا اُٹھی اھر بھر آپ کا کرتہ بچوڑ دیا گیا اور
آپ کے کفن میں بہت سے اقوال ہیں ترمذی نے حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کو سب سے
صحیح کہا ہے کہ آپ کو تین سفید بامانی کپڑوں میں کفن دیا گیا جنہیں قمیص اور عمامہ نہ تھا
کسی نے لوگوں کا قول نقل کیا کہ دو سفید کپڑے اور ایک مخطط اُنھوں نے کہا مخطط
کپڑا لایا تو گیا تھا مگر واپس کر دیا گیا اور اسمین آپ کو کفن نہیں دیا اور شحین کی یہ بھی
روایت ہے کہ وہ تینوں کپڑے سوت کے تھے (اور خفیفہ نے قمیص کو اس لیے
سنون کہا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میت کو قمیص دیا روایت کیا اسکو
بخاری و مسلم نے) اور حضرت عائشہؓ کی حدیث سے حسین نفی قمیص کی ہے یہ بھی معلوم
ہو کہ جس قمیص میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا وہ نکال لیا گیا تھا نووی
نے اسی کو صواب کہا اور عقلی وجہ سے بھی اسکو ترجیح دی ہو کہ اگر وہ رہتا تو تمام
اوپر کا کفن تر ہو کر خراب ہو جاتا اور ابو داؤد کی روایت کو حسین دو کپڑے اور دو
قمیص حسین آپ کی وفات ہوئی مروی ہیں زید بن زیاد کی وجہ سے ضعیف کہا ہے
اور ابن ماجہ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ کا جنازہ تیار کر کے
گھومین گیا تو اول مردوں نے گروہ گروہ ہو کر نماز پڑھی پھر عورتیں آمین پھر بچے
آئے اور اس نماز میں کوئی امام نہیں ہوا پھر دفن میں کلام ہوا تو حضرت ابو بکرؓ نے

فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کی سوج اُسی طرح
قبض کرتے ہیں جہاں وہ انبیاء دفن ہوئے پسند کرتے ہیں آپ کو اُس جگہ دفن کرو
جہاں آپ کا بستر تھا روایت کیا اسکو ترمذی نے (اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ
ہر نبی کا دفن اُنکا محلِ وفات ہی ہو بلکہ صرف محلِ وفات میں دفن کا محبوب ہونا
ثابت ہوتا ہے اور لوگ اپنے ارادہ سے یا کسی عارض کی وجہ سے دوسری جگہ
دفن کر دیں تو اور بات ہے) اور حضرت ابو طلحہؓ نے آپ کی لحد کھودی اور قبر شریف
میں چار حضرات نے اُتار حضرت علیؓ حضرت عباسؓ اور دو صاحبزادے حضرت
عباسؓ کے پُتر اور فضلؓ اور ابی جہرؓ نو انیسین کچی کھڑی کی گئیں اور پھر انہوں نے کہ آپ کے آزاد کیے ہوئے
غلام تھے اپنی رائے سے ایک کھس نجران کا بنا ہوا جسکو آپ وڑھا کرتے تھے قبر شریف
میں بچھا دیا تھا مگر ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے کہ پھر وہ نکال لیا گیا اور حضرت بلالؓ نے
ایک مشک پانی کی قبر شریف پر چھڑک دی سرخانے کی طرف سے شرف کیا اور بخاری
میں سفیان ثمار سے روایت ہے کہ انھوں نے آپ کی قبر شریف کو ہانکے شکل کی
دیکھی اور دارمی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے آپ کی تشریف آوری
مدینہ کے دن سے زیادہ کوئی دن احسن اور روشن تر اور یومِ وفات سے زیادہ
اقبح اور تاریک تر نہیں دیکھا ترمذی نے اُسے روایت کیا ہے کہ جس دن حضورؐ
مدینہ میں تشریف لائے ہیں اُسکی ہر چیز روشن ہو گئی اور جس روز آپ کی وفات
ہوئی ہے اُسکی ہر چیز تاریک ہو گئی اور ہنوز دفن کر کے مٹی سے ہاتھ بھی نہ جھاکا
تھے کما پٹے قلوب میں مہنے تغیر پایا (اسکا یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ ہمارے عقیدے
باعمل ہیں فرق کیا بلکہ آپ کی قرب و محبت و مشاہدہ کے ساتھ جو انوار خاص تھے

وہ نہ رہے اور شیخ کامل سے قرب و بُعد میں تفاوت اب بھی مشاہد ہے اور
قبر شریف کی زیارت میں صحیح حدیثیں آئی ہیں چنانچہ دارقطنی نے ابن عمر سے روایت
کیا ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا من زار قبری وحببت له شفاعة اور عبد الحق
نے اپنے احکام وسطیٰ و مغربیٰ میں اسکو روایت کر کے اس سے سکوت کیا اور انکا
سکوت (بوجہ اس التزام کے) دلیل ہے اسکی صحت پر اور مجمع کبیر طبرانی میں ہے کہ حضور
نے ارشاد فرمایا من جاء فی زائدا لا یتخله حاجة الا زیارقی کان حقا
علی ان اکون شفعا له یوم القیامة اسکو ابن السکون نے صحیح کہا ہے اور
مشکلم فیہ حدیثیں اس باب میں کثیر ہیں اور تعدد طرق و تقویٰ باحادیث صحیحہ مذکورہ
سابقہ ان کے ضعف کا جاہر ہو سکتا ہے فیہ فتویٰ استدلال تھا اور ذوق اس
فتوے کو یہ امر قوی کرتا ہے

۱۱۔ لیل عامرہ کی منزل پر کچھ توقف کرنا ٹھیک لازم ہے
تا کہ شیخ مجکو معذور لکھو اور آنسو لکھنے والا ہو ۱۲
۱۳۔ اور ریلز پر گھروں سے محبت نہ کرنا اور انکی عطا
اور لوگوں کے اپنی محبوب چیزوں کا باب مختلف مذاہب

عَلَى يَدَيْهِ الْعَامِرِيَّةُ فَاقْفَ
لِلْمَلِي عَلَى الشَّوْقِ وَالْدَّمْعِ كَاتِبُ
وَمِنْ هَذِهِ هَبْنِي حُبًّا لِدَيَارِكِ هَلِكَا
وَلِلنَّاسِ فِيمَا يَعْشَقُونَ مَهْ أَهْ

اور ایک حدیث میں جو وارو ہے لا تشد الرحال الا الى ثلاثة مساجد وہ سفر
الى القبر الشريف کی بھی پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ بیان استثناء مفرغ ہونے سے مستثنیٰ
منہ مقدر ہے اور بوجہ متصل ہونے استثناء کے چونکہ اصل اس میں متصل ہے وہ مستثنیٰ کی جنس سے
ہوگا اور بقدر اقرب فی التماس ہوگا وہ احق للتعین ہوگا اور جنس قریب مساجد
ثلاثة کی ظاہر ہے کہ مفہوم مسجد ہے پس تقدیر سطح ہوگی لا تشد الرحال

الی مسجد الا الی ثلثة مساجد اس صورت میں مطلقاً مشاہد و مقابری طرف
سفر کرنا حدیث مذکور میں مسکوت عنہ ہوگا اور نہی پر دال نہ ہوگا اور تا نید اسکی
ایک صریح حدیث سے ہوتی ہے جسکو مولانا مفتی صدر الدین خان دہلوی مرحوم و مغفور
نے اپنے رسالہ منتہی المقاتل میں اس طرح نقل کیا ہے فی سند احمد عن ابی سعید الخدری
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغي للمطی ان یشد رحالہ الی مسجد ینفی فیہ الصلوۃ
غیر المسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ و مسجدی ہذا اوتویٰ سکر یہ ہیں کہ دوسرے مساجد کی طرف
جنہیں کہ تضا عف ثواب کا وعدہ نہیں ہے اس نیت سے سفر کرنا کہ وہاں
ناز پر چھنے سے زیادہ ثواب ہوگا بقول علی الشارح ہے اسلئے منہی عنہ ہے اور مقابر
خاصہ میں برکات خاصہ ثابت ہیں بھرزور والقبور میں بھی اطلاق اذن ہے البتہ
یہ شرط ضرور ہے کہ اور مفاسد لازم نہ آویں خوب سمجھ لو من المواہب لصفیۃ

لہ یا رسول اللہ آپ ہمارے اسید گاہ تھے
اور آپ ہمیشہ شفیق تھے اور سخت تھے سہ اور آپ
رحیم ہادی اور تعلیم فرمانے والے تھے جسکو ہونا ہو
آج آپ پر دے سہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم پر قدا ہو میری مان اور فالہ اور چچا اور مونا
بھیر میری جان اور مال سہ سو اگر پرودگار عالم
ہمارے نبی کو باقی رکھتا تو ہم سعادت اندوز ہوتے
لیکن اسکا حکم نافذ ہونے والا ہے سہ آپ پر
اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحمیت ہو اور آپ
جنت عدن میں راضی ہو کر داخل کیے جاویں ہون

اَللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کُنْتَ رَجَاءَنَا
وَکُنْتَ بِنَا بَرًّا وَکُنْتَ جَارًا
وَکُنْتَ رَحِمًا مَا دَبَّ اَوْ مُعَلِّمًا
لِیَبْلُکَ عَلَیْکَ الْیَوْمَ مَنْ کَانَ بِاَکْبَرًا
فَدَعَا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ اُحْمٰی وَخَالِکُنِیْ
وَخَالِیْ شَرَفْنِیْ مَا سَالِیَا
فَلَمَّا اَنَّ رَبَّ النَّاسِ اَلْبَقِیْ نَبِیْنَا
سَعِدْنَا وَلَکِنْ اَمْرٌ لَا کَانَ مَا ضَا
عَلِیْکَ مِنْ اللّٰہِ السَّلَامُ تَحِیَّہٌ
وَاَدْخَلْتَ جَنَّاتٍ مِنَ الْعَدْنِ رَاضِیًا

فصل ٹھانیٹھون آپ کے عالم برزخ میں تشریف رکھنے کے متعلق بعض احول
وفسائل میں پہلی روایت ابن المبارک نے حضرت سعید بن المسیب سے
روایت کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی
آست کے اعمال صبح و شام پیش نہ کیے جاتے ہوں کذا فی المواہب و مسرے
روایت مشکوٰۃ میں حضرت ابوالدرداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء
جسد کو کھاسکے پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور انکو رزق دیا جاتا ہے
روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے و پس آپ کا زندہ رہنا بھی قبر شریف میں
ثابت ہوا اور یہ رزق اُس عالم کے مناسب ہوتا ہے اور گوشہ دار کے لیے
بھی حیات اور مرزوقیت وارد ہے مگر انبیاء علیہم السلام میں اُن سے اکمل و اقویٰ
ہے اور تیسری روایت بھی وغیرہ نے حدیث انس سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبر و مین زندہ
ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں کذا فی المواہب و یہ تکلیفی نہیں بلکہ تلذذ
کے لیے ہے اور اس حیات سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ آپ کو ہر جگہ سے پکارا جاتا
ہے کیونکہ مشکوٰۃ میں بھی ہے بروایت حضرت انس خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد مروی ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے اُسکو میں خود
سُن لیتا ہوں اور جو شخص دور سے درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچائی جاتی ہے
یعنی بذریعہ فرشتوں کے جیسا مشکوٰۃ ہی میں نسائی اور دارمی سے روایت
ابن مسعود آپ کا ارشاد مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ملائکہ زمین میں سیاحت

کرنے والے مقررین کہ میری اُمت کی طرف سے مجھ کو سلام پہنچاتے رہتے ہیں
 چوتھی روایت مشکوٰۃ میں نبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ کعب الاحبار
 حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور حاضرین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 ذکر کیا تو حضرت کعبؓ نے کہا کہ کوئی دن ایسا نہیں آتا جس میں ستر ہزار فرشتے نہ آتے
 ہوں بیان تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو بازو مار ڈھونڈے
 احاطہ کر لیتے ہیں اور آپ پر درود پڑھتے ہیں بیان تک کہ جب شام ہوتی ہے
 وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور دوسرے فرشتے اُسی طرح کے اور اترتے ہیں اور
 ایسا ہی کرتے ہیں بیان تک کہ جب (قیامت کے دن زمین قبر کی شق ہوگی
 تو آپ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے کہ وہ آپ کو اچھینکے
 روایت کیا اسکو دارمی نے و اس سے آپ کا شرف عظیم بزرگ من
 ظاہر ہے یا سچو شن روایت مشکوٰۃ میں ابوداؤد و بیہقی سے روایت ابو ہریرہؓ
 ارشاد نبویؐ نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو
 واپس کر دیتا ہے بیان تک کہ میں اُسکے سلام کا جواب دیتا ہوں و اس سے
 حیات میں شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ مراد یہ ہے کہ میری روح جو ملکوت و جبروت
 میں مستغرق تھی جس طرح کہ دنیا میں نزول وحی کے وقت کیفیت ہوتی تھی اس سے
 افاقہ ہو کر سلام کی طرف متوجہ ہو جاتا ہوں اسکو درود روح سے تعبیر فرما دیا کہ
 فی اللغات تخصیص مجموعہ روایات سے علاوہ فضیلت حیات و اکرام ملائکہ
 کے بزرگ میں آپؐ کی یہ مشاغل ثابت ہوتے ہیں اُعمال است کا ملاحظہ فرمانا نماز پڑھنا
 غذا مناسب اس عالم کے نوش فرمانا سلام کا سننا نزدیک سے خود اور دوسرے

بذلک علیہ السلام کا جواب ینایہ تودا ثبات ہیں اور احياناً بعض اصحاب سے لفظ میں کلام
اور ہدایت فرمانا بھی آتا رہا اور اخبار میں مذکور ہو اور حالت و یا و کشف میں تو ایسے واقعات
و احصاء سے متجاوز ہیں اور ان مشاغل کے ایک وقت اجتماع سے تراجم کا دوسرے نہ کیا جاوے
کیونکہ ہر نسخہ میں وہ کوئی خصوصاً صراوح مبارک کہ بہت محبت ہوتی ہو مگر اس سے کوئی غیر ثابتہ بالبدل
اصح یعنی غیر سبکوت عنہا کو ثابت بنا نہ اچھا کو ثابت بالذام ماننا جائز نہیں ہو گا خوب سمجھ لیا جاوے

۱۔ میں قسم کرتا ہوں کہ آپ کے پاس (زار شریف
کوئی شکستہ حال (دعا کے لیے عرض کرے) نہیں
ہو گا بلکہ اس کی شکستگی کی اصلاح ہو گئی (اس طرح سے
احیات ہر خیر کے سبب آپ نے شکر عافرائی اور وہ
کا میاب ہو گیا) ۲۔ اور نہ کسی یہاں دینے والے نے
گھبرا کر آپ کے دربار میں پناہ لی مگر اس میں مان کر تھوڑا سا
بلا اس کے (اس کے سکوا) اپنی حاضری پر شرمندہ نہیں
ہوئی (عباسیانا کام خانے میں ہوئی) ۳۔ اور نہ آپ کے
پاس (زار شریف پر) کوئی فقیر حال السید وار (دعا کے
لیے عرض کرے) حاضر ہوا مگر اس کے نشان قدم ہی سے
آپ کے لیے ہر (حوالہ کی) جاری ہو گئی (اس طرح سے کہ خان
ہر خیر کے سبب آپ نے شکر عافرائی اور وہ کا میاب
ہو گیا) ۴۔ اور نہ آپ کے پاس (زار شریف پر) کوئی شخص
اپنے گناہ سے ڈرتا ہو (دعا سے مغفرت کے لیے عرض کرے)
آیا مگر وہ عفو کے ساتھ بخشا ہو گیا (اس طرح سے کہ خان
ہر خیر کے سبب آپ نے شکر عافرائی اور وہ کا میاب ہو گیا)
۵۔ اور نہ کسی غمزدہ کسی حادثہ کی وقت کیوز (زار شریف
ہو کر دعا کے لیے) بکا رہا مگر آپ کی جانب سے عونہ آسانی
نے اس کو جانے یا (اس طرح سے کہ حیات ہر خیر کے سبب
شکر عافرائی اور وہ کا میاب ہو گیا) ۱۲۔ منہ

تَاللّٰهِ اَقْسَمُ مَا وَاَتَاكَ فَتَكْسِرُ
اَلَا وَاَقْبَحَ مِنْهُ الْكُسْرُ يَخْبِرُ
وَلَا اَخْتَمِيْ جِمَاكَ الْحَمِيْ قَزَعَا
اَلَا دَعَاوِيَا مِنْ مَّالِهِ خَضِرُ
وَلَا اَتَاكَ وَفِيْهِ الْحَالِ دُوَاوِي
اَلَا وَفَاخَذَ مِنْ اِلَٰهٍ شِرْكُهُ نَهْرُ
وَلَا اَتَاكَ اَمْرٌ مِنْ دَنِيْهِ وَجِلُ
اَلَا دَعَا وَبِعَفْوٍ وَهُوَ مُغْفَرُ
وَلَا دَعَاكَ لَهْفٌ عِنْدَنَا زِلَّةُ
اَلَا وَكَبَا هُنِكَ الْعَوْنُ وَالْيَسْرُ
بَارِكْ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلَى حَبِيْبِكَ مَنْ ذَا اَنْتَ يَدِ الْعَصْرِ

فصل ستیسون آپ کے ان بعض فضائل مختصہ میں جو میدان قیامت میں ظاہر ہوگا پہلی روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں سردار ہوں گا اولاد آدم کا (یعنی کل آدمیوں کا) قیامت کے روز اور میں ان سب میں پہلا ہوں گا جنکی قبر شق ہوگی (یعنی سب سے اول میں قبر سے اٹھوں گا اور سب (شفاعت کرنیوالوں) سے پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا) اور سب سے اول میری شفاعت قبول کیجاوے گی روایت کیا اسکو مسلم نے اور شیخین کی ایک حدیث میں جو قیامت میں صعقہ سے سب سے اول موسیٰ علیہ السلام کا ہوش میں آنا آیا ہے سو یہ وہ صعقہ نہیں ہے جسکے بعد لعنت ہوگا کہ اُس میں حضور سب سے مقدم ہیں بلکہ بعد لعنت کے ایک صعقہ فرع ہوگا جیسا کہ آپ کا فاکون اول من یفیف فرمانا اسکا قرینہ ہے سو اُس میں موسیٰ علیہ السلام مقدم ہوں گے جس میں احتمال یہ ہے کہ وہ کسی عارض سے ہو جسکی طرف خود اس حدیث میں بھی اشارہ ہے فلا ادراہ صوب بصعقة الطور اکثم یعنی طور پر بہوش ہو جائیکے عوض میں شاید عنقت بہوش نہ ہوئے ہوں یا پہلے ہوش میں آگئے ہوں جیسا عنقریب ابراہیم علیہ السلام کے تقدم فی اللباس کی وجہ اسی کی نظر آتی ہے دوسری روایت حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں سب پیغمبروں سے زیادہ ہوں گا اس بات میں کہ میرے تابع قیامت کے روز زیادہ ہوں گے اور میں سب سے اول دروازہ بہشت کا کھٹکناؤں گا روایت کیا اسکو مسلم نے تیسری روایت ہواہب میں ابن زنجویہ سے بروایت کثیر بن مرہ حضرت روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں

ع
یعنی
فصل کی
ساتویں
روایت
۱۲

قیامت کے روز اُبراق پر ہونگا اور تمام انبیاء میں سے اُس زمین اُس کے ساتھ
 مختص ہوگا چوتھی روایت حضرت جابرؓ سے ایک حدیث میں جس میں خصائص کا
 ذکر ہے یہ جملہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا ہوا مروی ہے کہ بجا شفاعت
 (کبریٰ) عطا کی گئی ہے (جو تمام عالم کے واسطے فصل حساب کے لیے ہوگی) اور وہ
 آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہے) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے پانچویں
 روایت حضرت ابوسعیدؓ سے منجملہ خصائص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد
 بھی ہے کہ میرے ہاتھ میں (قیامت کے روز) لوہا رکھ دوں گا اور میں فخر کی راہ سے
 نہیں آتا اور جتنے نبی ہیں آدم بھی اور اُن کے سوا اور بھی وہ سب میرے اُس
 دوار کے نیچے ہوں گے روایت کیا اسکو ترمذی نے چھٹی روایت حضرت
 جابرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں سب سے
 پہلے قبر سے نکلونگا جب لوگ جوت ہونگے اور میں اُنکا پیشرو ہوں گا جب
 حق تعالیٰ کی پیشانی میں آویں گے اور میں اُنکی طرف سے (شفاعت کے لیے) بات چیت
 کروں گا جب وہ خاموش ہوں گے اور اُن سب میں مجھ سے شفاعت کے لیے
 درخواست کیجاو گی جب وہ (موقف میں حساب سے) مجھ سے کہے جاویں گے اور میں
 اُنکا بشارت دینے والا ہوں گا جب وہ ناسید ہو جاویں گے اور کرامت (اور
 ہر خیر) کی کنجیاں اُس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لوہا رکھ دوں گا
 ہاتھ میں ہوگا اور میں اپنے رب کے نزدیک تمام نبی آدم سے زیادہ مکرم ہوں گا
 ایک ہزار خادم (میرے اکرام و خدمت کے لیے) میرے پاس آمد و رفت کرینگے
 (اور ایسے حسین ہوں گے) گویا کہ وہ بیضے ہیں جو (غبار وغیرہ سے) محفوظ ہوں

یا موتی بن جو بکھرے پڑے ہوں روایت کیا اسکو ترمذی و دارمی و توفی و فیصل ساجی کی
جو تھی روایت میں قبر شریف سے نکلنے کے وقت شہزاد فرشتوں کا آپ کے جلو میں
ہونا مذکور ہو چکا ہے سابقین روایت حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بعد انشقاق ارض کی حالت کی نسبت) فرمایا کہ
مجاوہت کے جوڑ وین ہوا ایک چراپنایا جائیگا بھڑین عرش کی داہنی طرف کھڑا
ہوں گا کہ کوئی شخص خلائی میں سے بجز میرے اُس مقام پر کھڑا نہ ہوگا روایت کیا
اسکو ترمذی نے و ف لمحات میں ہے کہ غالباً یہ مقام محمود ہے اور ایک تفسیر مقام
محمود کی ابن مسعودؓ و مجاہد سے آپ کا عرش پر بٹھلایا جانا اور ایک تفسیر ابن عباسؓ سے
کہ سی پر بٹھلایا جانا مواہب میں مع مالہ و ما علیہ وارو ہے اور ابن مسعودؓ کی حدیث
میں جسکو دارمی نے روایت کیا ہے جو یہ آیا ہے کہ مجکو ابراہیم علیہ السلام کے بعد
لباس پہنایا جاوے گا تو خود اُس حدیث میں غور کرئیے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قبر سے
نکلنے کے وقت نہیں ہے بلکہ میدان قیامت کا ذکر ہے چنانچہ اُس میں ہے و یجاء بکم
حفاة پس تطبق اسطرح ہوئی کہ ایک لباس تو قبر سے نکلنے کے قبل پہنایا جاوے گا لیکن
حضور مقدم ہیں اور ایک لباس قبر سے نکلنے کے بعد پہنایا جاوے گا اُس میں حضرت
ابراہیم علیہ السلام مقدم ہوں گے جسکی وجہ شاید یہ ہو کہ اُنکو قبول ہو زمین ترو دینے
آگ میں زائد کپڑے اُتار کر ڈالا تھا یہ اسکا صلہ ہو بہر حال انشقاق ارض کے بعد
لباس عطا ہونے میں حضور ہی مقدم ٹھہرے اٹھوین روایت حضرت ابو ہریرہ
سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
جہنم کے وسط میں پل صراط قائم کیا جاوے گا سوسب رسولوں سے پہلے میں انبیاء

لیکر گزرون کار وایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے نو بیچ روایت حضرت سمرہ
سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہرنی کا ایک حوض ہو گا
اور وہ سب اسکا فخر کریں گے کہ کس کے حوض پر لوگ زیادہ آتے ہیں اور مجھ کو احید
کہ میرے حوض پر لوگ بہت آویں گے (کیونکہ میری امت زیادہ ہوگی) روایت کیا
اسکو ترمذی نے اس سے آپ کے حوض کا اورون کے حوض سے پُر رونق
زیادہ ہونا ثابت ہوا اور یہ آپ کے خصائص میں سے ہے و ستون روایت
حضرت انس سے ایک حدیث طویل میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے (اذن بالشفاعة کے متعلق) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرے قلب میں ایسے مضامین
حرف و ثنائے القافرا و نیکے کہ اب میرے ذہن میں حاضر نہیں روایت کیا اسکو بخاری
و مسلم ذوق یہ علمی فضیلت آپ کی اُس و زطا ہر ہوگی کہ ذات و صفات کے متعلق اس پر وسیع
معلومات کے ساتھ آپ خاص ہونگے یہ سب حدیثین بخاری و مسلم روایت کے مشکوٰۃ میں ہیں

من القصیدۃ

هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تَرَجَّى شَفَاعَتَهُ
لِكُلِّ قَوْمٍ مِنَ الْاَكْثَرِ اِلِمْفَتَحِمْ
دَعَا اِلَى اللّٰهِ فَالْمُسْتَسْكِنُونَ
مُسْتَسْكِنُونَ حَبْلٌ غَيْرُ مَنْفَعِمْ
اِنَّ اَبَدِيْكَ فِى مَعَادِى الْاِخْدَا اَبَدِيْ
فَضْلًا وَاَهْلًا فَعَلَّ يَارَ لَهْ الْقَدَمِ

لہ دی ہے ایسا محبوب خدا ہے تعالیٰ کا کہ اسکی شفاعت
کبریٰ کی امید کی جاتی ہے ہر قوم کے لیے ہو اہم ہے
روز قیامت میں آدمی پرورد داخل کیے جاوینگے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خدا کی
طرف بلا یا سو جس نے آپ کے طریق کو مضبوط کر لیا تو اسکو
ایسی مضبوطی کو کر لیا جو کبھی نہیں ٹوٹے گی (بلکہ
قیامت میں بھی وہ ذریعہ شفاعت بنے گی) اگر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براہ فضل و کرم و ادب و عہد
میری دستگیری بخیز میں یاد نہ فرمائیں گے تو تو کہہ کہ
افسوس میری لغزش قدم پر کہ کیوں اعمال صالحہ نہ کیے

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِي مَنْ اَكُونُ بِهِ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعَنَمِ
وَلَنْ يَنْفِيَنَّ رَسُوْلُ اللهِ جَاهُكَ لِي
اِذَا لَكَ يَوْمَئِذٍ بِاسْمِ مَنْتَعِمِ
يَا نَفْسُ لَا تَقْطُيْ مِنْ رَأْسِ عَظْمِيَّتِ
اِنَّ الْكَافِرَ فِي الْعَقْدِ اِنْ كَاللَّهْمِ
لَعَلَّ رَحْمَةً رَفِيَّ حَيْثُ يَفْسِدُهَا
تَاْتِي عَلَى حَسْبِ الْعِصْيَانِ فِي الْقَسَمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

اے زبردگترین مخلوقات! وقتِ دل و اثرِ عظیم
و عام کے آپ کے سوا کوئی ایسا میں ہے جسکی میں تباہ
آؤں (صرف آپ ہی کا بھروسہ ہے) اور ہرگز
تنگ نہ ہوگا عرصہ قدر و منزلت آپ کا اے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سببِ شفاعت میری کے اس وقت خداوند
کریم صفت منتقمِ جہنم فرما ہوگا اے میرے نفس
اُس گناہ کے سبب جو برا ہے عفو سے ناامید نہ ہو
کیونکہ بے تسک گناہان کیرہ در بخشیش مثل
صغیرہ ہیں اے اسید ہے کہ میرے پروردگار
کی رحمت ص وہ اسکو اپنے سدن تقسیم کرے گا
تو وہ رحمتِ قدر گناہان حصہ میں آوے گی اعظم الورود

فصل تیسویں آپ کے اُن بعض فضائل مختصہ میں جو جنت میں ظاہر ہوں گے۔
پہلی روایت مشکوٰۃ میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ میں قیامت کے روز جنت کے دروازہ پر آؤنگا اور اسکو کھلو اؤں گا
خازنِ جنت پوچھے گا کہ کون ہیں میں کہوں گا کہ محمدؐ ہوں وہ کہے گا کہ آپ ہی کی نسبت
مخجو حکم ہوا ہے کہ آپ کے قبل کسی کے لیے نہ کھولوں روایت کیا اسکو مسلم نے دوسری
روایت امام احمد نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ کو فرمایا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ ایک نہر ہے جنت میں کہ مخجو میرے
رعب عطا فرمائی ہے وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیرین ہے
اور بخاری کی روایت میں حضرت عائشہؓ سے ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اُس کے دونوں

کناروں پر جو موتی ہین اُسین برتن (پانی پینے کے) اسقدر بڑے ہین جتنے ستارے اور نسائی کی روایت میں حضرت عائشہؓ سے یہ کہ وہ وسط جنت میں ہوگی اور اُسکے دونوں کناروں پر موتی اور یاقوت کے محل ہین اور اُسکی ٹہنی مشک ہے اور اُسکے سنگسریزے موتی اور یاقوت ہین اور اجمہ اور ابن ماجہ و ترمذی کی روایت میں ابن عمرؓ سے اسطرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے جنت میں اُسکے دونوں کنارے سونیکے ہین اور پانی موتی پر چلتا ہے اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباسؓ سے موقوفہ روایت کیا ہے کہ وہ ایک نہر ہے جنت میں اُسکا عمق شہزاد فرسخ ہے اُسکے دونوں کنارے موتی اور زبرجد اور یاقوت کے ہین اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور انبیاء کے قبل اُسکے ساتھ خاص فرمایا ہے اور ترمذی کی روایت میں حضرت انسؓ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے جنت میں اُسین پر بندے ہین جیسے اونٹوں کی گردنیں حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ وہ تو بڑے لطیف ہین آپ نے فرمایا کہ اُنکے کھانے والے اُنسے بھی زیادہ لطیف ہین و یہ نہر جنت میں اُس حوض کے علاوہ ہے جو میدان قیامت میں ہوگا اور بخاری کی روایت کے موافق اُس حوض میں اسی نہر سے پانی گرے گا اور مسلم کی روایت کے موافق دو پرنا لون سے کہ ایک چاندی کا اور ایک سونے کا ہوگا جنت کا پانی اُس حوض میں پہونچے گا مجموعہ روایت صحیحین اُن پرنا لون سے اسی نہر کا پانی جانا ثابت ہو رہا ہے اور ان سب روایات کے مجموعہ سے چند صفات فاضلہ اُس نہر کی اور خاص ہونا اُسکا حضور کے ساتھ یہ سب واضح ہے میتشری روایت مسلم نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بن العاص سے

روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مؤذن کی اذان سنا کرو تو جو وہ کہے تم بھی کہا کرو پھر مجھ پر درود بھیجا کرو کہو کہ جو شخص مجھ پر ایک دو بھیجتا ہے اُس پر اللہ تعالیٰ دس رحمتیں بھیجتا ہے پھر میرے لیے وسیلہ کی دعا کیا کرو اور وہ وسیلہ جنت میں ایک درجہ ہے کہ تمام بندگانِ خدا میں سے اُس کا مستحق ایک ہی بندہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہو گا سو جو شخص میرے لیے وسیلہ کی دعا کرے گا اُس کے لیے میری شفاعت واقع ہوگی اور مسند احمد میں ابو سعید خدریؓ کی روایت سے ارشاد نبویؐ ہے کہ وسیلہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک درجہ ہے جس سے بڑھ کر کوئی درجہ نہیں تو اعد سے یہ امر عین تھا کہ حضورؐ ہی اُس کے مستحق ہیں کیونکہ جب آپؐ کا افضل الخلق ہونا ثابت ہے تو ظاہر ہے کہ افضل درجات آپؐ ہی کے لیے ہے مگر اس ارشاد و فرمانیکے وقت تک جزئیاً تصریح نہ ہوئی ہوگی جو ایسا ارشاد فرمایا جو کچھ صحیح روایت حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں وَ لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ایک ہزار محل جنت میں دیے ہیں اور ہر محل میں آپؐ کی شان کے لائق ازواج اور خادم ہیں روایت کیا اسکو ابن جریر اور ابی حاتم نے اور ایسی بات جو کہ اسے سے نہیں کہی جاسکتی ایسے یہ موقوف حکم اُمر ہے پانچویں روایت حضرت ابن عباسؓ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں سے پہلے جنت کا حلقہ ملاؤں گا تو اللہ تعالیٰ میرے لیے دروازہ کھول دینگے اور مجھ کو زمین داخل فرما دینگے اور میرے ساتھ فقرا و مومنین ہوں گے روایت کیا اسکو ترمذی نے و یہ بھی آپؐ کی فضیلت

خاصہ ہے جو جنت میں ظاہر ہوگی کہ آپ کی امت کے لوگ سب ہم سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے چھٹی روایت حضرت انس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابو بکر و عمر و عثمان و علی و مسلمان کے تمام اگلے اور پچھلے میاں عمر والے اہل جنت کے سردار ہوں گے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور ابن ماجہ نے حضرت علی سے روایت کیا ہے و آپ کی امت میں سے دو بزرگوں کا تمام اہم اولین و آخرین کے کہول میں سردار ہونا یہ بھی آپ کی فضیلت مختصہ ہے جو جنت میں ظاہر ہوگی سائنس روایت حضرت خذیفہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فرشتہ آیا ہے جو اس شب کے قبل کبھی زمین پر نہیں آیا اسلئے فی تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھ کو آکر سلام کرے اور مجھ کو بشارت دے کہ فاطمہ تمام اہل جنت کی بیویوں میں سردار ہونگی اور حسن و حسین تمام اہل جنت کے جوانوں میں سردار ہوں گے روایت کیا اسکو ترمذی نے و آپ کے خاندان میں سے ان حضرات کا جنت میں جوانوں اور عبور تون کا سردار ہونا یہ بھی آپ کی فضیلت خاصہ ہے کہ جنت میں ظاہر ہوگی اور باوجودیکہ حضرت حسین نے سق کہولت پایا ہے مگر انکو جو ان سق شیخوخت کے مقابلہ میں کہا گیا اور چونکہ ان کی عمر حضرت شجین سے کم ہوتی اسلئے شجین کو کہول اور حسین کو شاب کہا گیا یہ تین روایتیں اخیر کی اور ایک اول کی مشکوٰۃ سے نقل کی گئیں باقی سب مواہب سے ہیں۔

یہ کہولت شجین کی عمر تیرہ سال کی ہوئی اور حضرت حسن کی عمر پندرہ سال کی تھی جب کہ انکو حضرت حسین کی عمر پندرہ سال کی تھی اور یہی ہوتا ہے کہ حضرت شجین سو دقات کے وقت کہول تھے انکو محمود و خاتین کے وقت یعنی جب حضرت عمر کی وفات ہوئی ہے حضرت حسین نے شجین سے کہا کہ میں نے اپنے خاندان سے دعوت پر نہ آیا ہوں گا ۱۲ سنہ

من القصیدۃ

لَمْ تَحْرِتْ كُلَّ فَنٍّ رَغْدٍ مُسْتَدْرِكٍ
وَجَزْتَ كُلَّ مَقَامٍ عَدَمٌ دَحْمٍ
وَجَلَّ مَقْدَرُ مَا أُولِيتَ مِنْ نَبٍ
وَعَزَّادُ رَاكٍ مَا أُوتِيتَ مِنْ نَعَمٍ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَدْرٍ الْخَلْفِ كُلِّهِمْ

لہ ہر نچے ہر قسم کی زندگی جبین کوئی آیکا ترس نہیں
ہے جمع کر لی اور آب ہر عالی مقام سے جبین کوئی آب کو
مزا حمت کرنے والا۔ تھا سڑ گئے یعنی آب کو وہ ملند
مرتب (مثل فضائل مختصہ) مذکورہ مقام جبین کا نصیب
ہوئے خواہ اور انیا کو حاصل نہیں ہوئے ۵ اور بیت
بڑی ہے قدر ان مراتب کی جو آب کو عطا کیے گئے
اور ہم وادرا کُل نعتوں کا خواہ کچھ نجائب
حد وند تعالیٰ عطا کی گئی دستور ہے ۱۲ عطر الوردہ

فصل التیسویں آپ کے فضل المخلوقات ہونے میں اسکی تصریح ایسے ضروری ہوئی کہ
فصول سابقہ میں اکثر اوقات سے نفس فضیلت ثابت ہے اور وہ مستلزم نہیں
افضلیت کو اور بدون اسکے اعتقاد کے نفس فضائل کا اعتقاد کافی نہیں اور گو یہ مسئلہ
ایسا اجماعی اور مسلمات ضروریہ سے ہے جبہ استدلال ہی کی حاجت نہیں مگر تبرکاً
کچھ روایات لکھی جاتی ہیں اَوَّل روایت حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اولین و
آخرین میں زیادہ مکرم ہوں روایت کیا اسکو ترمذی و دارمی نے کذا فی المشکوٰۃ
و دوسری روایت حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس شبِ معراج میں براق حاضر کیا گیا تو وہ سوار ہوئے وقتِ شومخی
کرنے لگا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کیا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ایسا
کرتا ہے تجھ پر تو ایسا کوئی شخص سوار ہی نہیں ہوا ہے جو اسے زیادہ اللہ تعالیٰ کے
دیک مکرم ہو پس وہ (شرم سے) پسینہ پسینہ ہو گیا کذا فی سنن الترمذی۔

تیسری روایت امام احمد نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ (شب معراج میں) بیت المقدس میں تشریف لائے نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو تمام انبیاء آپ کے ہمراہ (مقدم ہو کر) جیسا کہ سلیم بن ابن مسعودؓ کی روایت میں مذکور کا ارشاد ہے قائم تھیں) نماز پڑھنے لگے اور ابوسعیدؓ کی روایت میں ہے کہ بیت المقدس میں داخل ہو کر فرشتوں کے ساتھ نماز ادا کی (یعنی فرشتے بھی مقدم تھے) پھر نبی علیہم السلام کی ارواح سے ملاقات ہوئی اور سب نے حق تعالیٰ کی ثنا کے بعد اپنے اپنے فضائل بیان کیے جب حضورؐ کے خطبہ کی نوبت آئی حسینؓ آپ نے اپنا رحمۃ للعالمین ہونا اور یسوعؑ الیٰ کافۃ الناس ہونا اور اپنی امت کا خیر الامم و امۃ وسطہ ہونا اور اپنا خاتم النبیین ہونا بھی بیان فرمایا اسکو شکر ابراہیمؑ نے سب انبیاء علیہم السلام کو خطاب کر کے فرمایا کہ بعد افضلکم محمدؐ یعنی ان ہی فضائل سے محمدؐ تم سب سے بڑھ گئے اور ابراہیم علیہ السلام کا یہ ارشاد بزرگوار اور حاکم نے بھی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کذا فی المواہب جو تھی روایت حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء پر بھی فضیلت دی اور آسمان والوں (یعنی فرشتوں) پر بھی (اور پھر اس پر قرآن مجید سے استدلال کیا) روایت کیا اسکو دومی نے کذا فی مشکوٰۃ یا پنجویں روایت حضرت انسؓ سے (ایک طویل حدیث میں) روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے (ایک بار اپنے کلام میں) فرمایا کہ بنی اسرائیل کو مطلع کر دو کہ جو شخص مجھ سے اس حالت میں ملیگا کہ وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا شکر ہوگا تو میں اسکو دوزخ میں داخل کروں گا خواہ کوئی ہو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اچھا کون ہیں ارشاد ہوا اے موسیٰ قسم ہے اپنے عزت و جلال کی میں نے

کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو اُسے زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو میں نے اُن کا نام
 عرش پر اپنے نام کے ساتھ آسمان وزمین اور شمس و قمر پیدا کرنے سے بیس لاکھ برس
 پہلے لکھا تھا قسم ہے اپنے عزت و جلال کی کہ جنت میری تمام مخلوق پر حرام ہے
 جب تک کہ محمدؐ اور اُن کی امت اُس میں داخل نہ ہو جاوین (بھرا مت کے فضائل کے
 بعد یہ ہے کہ) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے رب مجھ کو اُس امت کا نبی بنا دیجیے
 ارشاد ہوا اُس امت کا نبی اُسی میں سے ہو گا عرض کیا کہ تو مجھ کو اُن (محمدؐ) کی امت
 میں سے بنا دیجیے ارشاد ہوا کہ تم پہلے ہو گے وہ پیچھے ہوں گے البتہ تم کو اور اُن کو
 دارالجلال (جنت) میں جمع کر دوں گا روایت کیا اسکو حلیہ میں کذا فی الرحمۃ المہدیۃ
 مجموعہ ان روایات سے آپ کا افضل الخلق ہونا حق تعالیٰ کے ارشاد سے خود
 آپ کے ارشاد سے انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے ارشاد سے صحابہ کے ارشاد سے
 صحیحاً بھی اور امامت انبیاء و ملائکہ و ختم نبوت و خیر امت وغیرہ سے استدلالاً
 بھی ثابت ہے اور اس فصل کے قبل کی دو فصلوں میں اور بالکل شروع کتاب
 کی دو فصلوں میں بھی متعدد روایتوں سے یہ امر کا تصریح ثابت ہے۔

من القصیدۃ

اے آپ اسم بسمی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم ہیں جو سردار دنیا و آخرت و جنتی انسان کا اور ہر دو
 فریق عربیہ عجم کے ہیں اے اور آپ کی ذات امارکات
 کی طرف جو خواہان (استغناء مرتبہ الوہیت) توجہ
 منسوب کیے دے وہ سابق بل تسلیم ہو گئی اور آپ کی قدر عظیم کی
 طرف جو فراموش توجہ نسبت کروہ صبیح ہوں گی

محمدؐ عسی اللہم اللکونین والثقلین
 والفریقین من عذب ومن عجم
 فاستألی ذاقہ ما شئت من شرف
 والنسب الی قدر ما شئت من عظم

فَإِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللَّهِ لَيْسَ لَهُ
حَدٌّ فَيُعْرَبُ عَنْهُ نَاطِقٌ لِفَمِّهِ
فَمُبْلَغُ الْعُلُوفِ بِهِ إِنَّهُ لَبَسَرٌ
وَإِنَّهُ خَيْرُ خَلْقٍ اللَّهُ كُلِّهِمْ
بَارِتَ صَلِّ وَسَلِّمْ وَدَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

۳۷ کیونکہ حضرت رسالت پناہ کے فضل کی کچھ
حد و سمایت نہیں ہے کہ کوئی گویا اُن کو مذریعہ
اینی زبان کے ظاہر و میان کر سکے ۳۷ پس
نہایت ہمارے فہم اور علم کی یہ ہے کہ آپ بشر
عظیم القدر ہیں اور یہ کہ آپ تمام خلق اللہ
انسان ملائکہ وغیرہ سے سترہین ۲۷ عطر اور وہ

فصل بیستون اُن بعض آیات کی مختصر تحقیق میں جنکے ظاہر الفاظ سے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کے (جنہیں سے کچھ رسالہ ہدایین وار دیے گئے ہیں)
معارضہ کا انہود بالشر و سوسہ پیدا ہو سکتا ہے اور اسی نمونہ سے بقیہ نصوص کی
تحقیق بھی سمجھ میں آ سکتی ہے اَوَّلُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَجَعَلْنَاكَ خَلْقًا فَهَدَىٰ
يَهَانَ ضَلَالٍ كَمَا وَهْمُ نَبِيٍّ جَوَّارٍ وَمَحَاوِرُهُ مِثْلُ مِثْلٍ كَيْفَ لَيْسَ
اور اُس کا محاورہ جدا ہے سو عربی میں اس کے معنی مطلق نا واقفی کے ہیں اور وہ
اپنی دونوں قسم کو عام ہے ایک وہ جو احکام آنیکے قبل ہوا اور ایک وہ جو احکام
معارضہ میں ہو دوسرا مذموم ہے اور اول مذموم نہیں کیونکہ نبوت کے بعد جو علوم
وحی سے معلوم ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ قبل نبوت وہ معلوم نہیں ہوتے تو پس یہ
آیت ایسی ہوئی جیسے ارشاد ہے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَوَهَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
وَوَضَعْنَا عَنَّا وَذَرَأَ الْإِنْسَانِيَّ أَفْتَقَ طَرَفًا بَيَانِ بِي وَزَرَكَ مَعْنَى گناہ کے نہیں
جیسا کہ تَبَرُّهُ وَابْتِرَافُ وَابْتِرَافُ خُرْشِی سے شبہ ہو سکتا ہے بلکہ لغت عربی میں وَزَرَكَ
معنی مطلق بوجہ کے ہیں خواہ گناہ کا بوجہ ہو جس سے انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں بقولہ

تعالیٰ لایزال عَمَدِی تَقَالِیْمِی اور خواہ کسی غیبی فیض کا بوجھ ہو اور بیان بھی
ہے کہ اول اول آپ پر وحی کا بہت ثقل ہوتا تھا جیسا احادیث صحیحہ میں ہے کہ
اول قول آپ کو جاڑا چڑھ گیا پھر وہ قوت استعداد کے سبب سہل ہو گیا الم نشرح
لک صدراک اسکا بین قرینہ پرستورم قال اللہ تعالیٰ ليعصر لک الله ما لنقدم
من ذنبک وما لا خدیوان بھی ذنب سے مراد معنی متعارف نہیں بلکہ وہ اجتماعات
ہیں جو نصوص سے منسوخ کر دیے گئے کہ نصوص کے بعد ان پر عمل کرنا درست نہیں چونکہ
ذات فعل کی نہیں بدلی باعتبار ذات کے اسکو ذنب فرمایا گو اسوقت اس میں صفت
ذنب کا نہ تھا یعنی ایسی چیز کہ بعض احوال میں ذنب ہو سکتا ہے گو اسوقت ذنب نہیں
معاف فرماتے ہیں اور آپ کی شدت خشیت کے سبب تسلیہ کے لیے یہ عنوان اختیار
فرمایا ورنہ خطاے اجتماع پر توجہ ہو جی اور یہی تھی ہین - واستغفر لک
کر چہارم قال اللہ تعالیٰ ما ابعث النبی اتقا الله ولا تطع الکاذبین والمناقضین
اس امر دینی کا مبنی بھی خلاف کا وقوع یا احتمال نہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ حسب طرہ ابتک
تقویٰ و عدم اطاعت عصاة کا صدور ہوتا رہا آئندہ بھی ایسا رہی رہنا چاہیو اور
مقصود اس سے مایوس کرنا ہے کفار کو جو اپنے بعض خیالات کی طرف آپ کو
بلاتے تھے تو انکے سنانے کو یہ ارشاد فرمایا کہ وہ سمجھ لیں کہ آپ چونکہ وحی کے خلاف
کبھی نہیں کرتے اس لیے ہرگز ہماری موافقت نہ فرماویں گے جیسا ارشاد ہوا ہے
وما انت بتابع قبلہم پیغمبر قال اللہ تعالیٰ فان کنت فی شک مما انزلنا
الیک فسل للذین لقروا الكتاب من قبلک بیان بھی احتمال شک لازم
نہیں آتا بلکہ اس سے مقصود زیادت توثیق کلام ہے اسکی ایسی مثال ہے جیسے کسی

ایسے شخص سے خطاب کرتے وقت جو تم کو یقیناً سچا سمجھتا ہے کلام کو ٹوک دینے اور
مخاطب کو زیادہ یقین دلانے کے لیے کہا کرتے ہو کہ اگر تم کو شبہ ہو تو محلہ والوں
سے پوچھ دو مطلب یہ کہ تم کو حاجت نہ ہوگی مگر ہم اپنی طرف سے اسکے لیے آمادہ
ہیں اور تم کو اجازت دیتے ہیں کیونکہ اپنی راست بیانی پر کامل اطمینان ہے۔
ششم قال اللہ تعالیٰ لئن اشرکت لیحبطن عملک سباق میں غور کر نیسے
معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسکے مخاطب ہی نہیں کیونکہ اوپر ارشاد ہے ولقد اوحی
المیک والی الذین من مملک جس سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ یہ مضمون سب انبیاء پر
وحی کیا گیا ہے اور رضائین وحی میں بعض سے خود نبی کو خطاب مقصود ہوتا ہے
اور بعض سے امت کو پہنچانا مقصود ہوتا ہے مطلب کہ سب انبیاء پر یہ مضمون
بغرض تبلیغ وحی کیا گیا ہے کہ اپنی امت کو یہ خطاب سنا دین لئی اشرکت
لیحبطن عملک اور اگر آپ ہی مخاطب ہوں تو یہ خطاب بطور فرض کے ہے
جس سے مقصود بُلا لغت ہے ذمہ شرک میں جس طرح کہا کرتے ہیں کہ اور ذمہ کی حقیقت
ہے اگر سیرا بیٹا بھی میری مخالفت کرے تو اُس کو نہ چھوڑوں گو وہ بیٹا ایسا مطیع ہے
کہ اُس پر کسی کو اصلاً شبہ مخالفت کا نہ ہو ہتھم قال اللہ تعالیٰ فلا تلک فی صریۃ
منہ انہ الحق اس سے بھی بعد نزول وحی کے شک لازم نہیں آتا بلکہ مطلب
یہ ہے کہ جوابات قرآن کے ذریعہ سے بتلائی گئی ہے چونکہ وحی کے قبل معلوم نہ تھی
اور معلوم نہ ہوئیے اُس میں تردد تھا کہ یوں ہے یا یوں ہے اب بعد وحی کے شک
نہ کیجیے اور یہ شبہ بھی نہ کیا جاوے کہ کیا اس صورت میں احتمال شک کا تھا
یہ بھی لازم نہیں آتا بلکہ اسکی ایسی مثال ہے جیسے محاورات میں اتنا سے کلام میں

یہ کہتے جاتے ہیں کہ یقیناً مانویہ بات اس طرح ہے کبھی قسم کھانے لگتے ہیں گو غی طیب
کتاب ہی مقتصد صدق متکلم کا ہو مگر مقصود توشیح کلام کی ہوتی ہے۔ ششم قال اللہ
تعالیٰ ولو شاء اللہ لجمعہم علی الصلحی فلا تکونن من الخاہلین اس کے
بھی مضمون شرطیہ سابقہ سے بیخبر ہونا لازم نہیں آتا کہ صفت قدرت سے بیخبر
ہونا انبیاء پر محال ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ لو شاء سے بقاعدہ عربیہ معلوم ہو گیا کہ
اکفار معہودین کی ہدایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مشیت متعلق ہونے والی نہیں ہے
لما قال اللہ تعالیٰ سواء علیہم غرام ذرہم ام لو تذروہم لا یؤمنون
اور یہ امر اس ارشاد سے پہلے معلوم نہ تھا بس مطلب یہ ہوا کہ اب بے علم نہ رہیے
یقین کر لیجیے اور اگر یہ شبہ ہو کہ کیا اب بھی احتمال بے علمی کا تھا تو جواب سکایت
ہفتم کے ذیل میں گذر چکا ہم قال اللہ تعالیٰ واما ینزع غنک من الشیطان
اس سے بھی وہ تسلط لازم نہیں آتا جسکی نفی اس آیت میں ہے انہ لیس
لہ سلطان علی الذین امنوا وعلیٰ ریحہم یتوکلون الخ یعنی جن پر
معصیت یا عزم معصیت مرتب ہو جاوے بلکہ صرف تحریک ثابت ہوتی ہے
گو تحریک نہ ہو سو یہ ایسا ہے جیسے کوئی شیطان انسان کسی نبی کو بُری رائے دے
اسی طرح شیطان الجن کا رائے دینا بھی محال نہیں مگر اس پر عمل ہونا محتمل نہیں۔
وتم عبس و توئی ان جاءہ الا عمنی الخ بیان دو مصلحتیں متعارضین ایک
تبلیغ اصول کا تبلیغ فروع پر مقدم ہونا اسکا مقصد تھا کہ فر کے خطاب کا مقدم
کرنا خطاب سلم پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد و ظاہر سے
اس وقت ہی نہجاً دوسری مصلحت نفع متیقن کا مقدم ہونا نفع موبہوم پر اسکا

تقتضا تھا طالبِ مسلم کے خطاب کا مقدم کرنا خطاب کا فرج احید پر اور اس کا کھجنا متوقّف تھا اجتہاد غائر برحق تعالیٰ کا مقصود یہی ہے کہ آپ کی شانِ عظیم کے شایانِ اسوقت اجتہاد غائر سے کام لینا تھا یہ تو جواب ہے شبہ نہ ناشی عن المعنوں کا اور اگر عنوان سے کہ بصورتِ عتاب ہے شبہ ہو تو جواب یہ ہے کہ علاقہ محبت میں بعض اوقات عتاب زیادہ لذیذ اور دال علی المحبت والخصوصیت ہوتا ہے تکلف آداب سے وفی مثل السائر اذا جارت الالفۃ - فعتا الکفۃ - ولنعم ما قیل ۵

بیم گفتی و خور سدم عفاک اللہ نکو گفتی | جواب تلخ می زید لب لعل شکر خارا
چنانچہ در منشور میں مروی ہے کہ اسکے بعد جب وہ صحابی حاضر ہوئے آپ فرماتے مر حبا
ہم عاقبتی فیہ ربی جس سے بوسے التذاذ آتی ہے و ہذا الامر من لوبیدافہ
لوبیدار اور احقر کی تفسیر میں ان آیات کی اور انکی مثال آیات کا تفسیر دیکھ لینا اور زیادہ
متفق و مفید ہو سکتا ہے اور ان تقریرات سے جو اصول معلوم ہوں گے ان سے
ایسی احادیث بھی مل ہو جاوے گی یہ محض نمونہ کے طور پر لکھ دیا ہے۔

مِنَ الْقَصِیْدَةِ

لَوْ كُنْتُ حَيًّا مِمَّا كَتَبَ الْعُقُولُ فِيهِ
حِرْصًا عَلَيَّا فَلَمْ تَزِدْ بِي وَلَوْ نَحِمُ
أَعْيَى الْوَرَى فَهَمَّ مَعْنَاهُ فَلَيْسَ بِرِي
لِقُرْبٍ وَابْعُدَ فِيهِ غَيْرُ مَفْجَمٍ

اے آپ نے جو ایسی چیز سے ناز کیا جسے دریافت کر زمین باری
عقولِ حاضر اور دانا نہ ہو سکتے تھے کہ آپ کو ہمارے جلالِ معبودی
اس لیے کہ جس علم کے قول کرے میں حکم میں ہے کہ وہ اس کو ہر حق شریعت
میں ہر حق سرگردان بنائے کہ ہم نہ ہونے دیا جس میں یہ بھی اصل ہے
کہ جو اشکالات نہ کہ وہ ظاہر الفاظ سے واضح ہو سکتے تھے قواعد عربیہ
سے وہ بالکل صاف کر دیئے گئے، لہذا آپ کے کلمات ظاہر ہی اچھے
کا یہاں تھے مگر کچھ اور کو یہاں میں لکھا جاتا ہے اجماع میں اس میں
خواص میں یہاں میں لکھا جاتا ہے اور یہاں درباب دریافت کلمات میں
وسا کے ہیں آپ کے کلمات کی حد اور پوری کیفیت کسی کو معلوم
نہیں (اور اس عدمِ علم کا یہ کیفیت کلمات کے سبب ظاہر نظر میں
ہوئے شہادت پر سکتے ہیں جس کے حل کرنے کے لیے قواعد عربیہ کی ہیں)

كَاشَفَ تَطَهَّرَ لِلْعَيْنَيْنِ مِنَ الْبَعْدِ
مَغْفِرَةً وَلِكُلِّ الطَّرِيقِ مِنْ أَصَحِّ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَآمِنًا آمَنًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

۲۵۳ اب کا حال عدم ادراک کیفیت کمالات ظاہریہ
باطنیہ میں مثل آدم کا ہے کہ وہ دوسرے جھوٹا بقدر
توسل آئینہ کے معلوم ہوتا اور ناظر سببیت کجیہ اسکی وہی
مقدار میں معلوم کر سکتا ہے اور اگر اسکو یا میں سے دیکھو تو
بوجہ غایت نورانیت کے چشم بندہ عاجز و در ماندہ و خیر
ہو جاتی ہے اور اسکی پوری حقیقت دریافت نہیں کر سکتی
اسی لیے بعض مورخین گو نہ حیرت ہو جاتی ہے جیسا
اوپر کی شکر کا شرح میں معلوم ہوا (عطر الوردہ -

فصل تینتیسویں آپ کے بعض لوازم عبدیت کے بیان میں چلا آئے کے مراتب علمیا سے
ہے۔ جاننا چاہیے کہ آپ کے تمام کمالات کا مدار معرفت پر ہے عبدیت و رسالت جنہر جا بجا
آیات و احادیث میں تنصیص کی گئی ہے اور نماز میں جو تشہد تعلیم کیا گیا ہے اُس میں بھی
دونوں کو جمع فرما دیا گیا ہے اور جیسا کمالات رسالت سے نفوذ باشد آپ کی تنفیص کے
دوسرے بشر پر آپ کو قیاس کرنا کفر یا بدعت ہے جسکے رد کے لیے اس سے اوپر کی
فصل منعقد کی گئی ہے اسی طرح کمالات عبدیت سے آپ کو متجاوز قرار دیکر آلہ حق کے
خواص سے متصف جاننا یا کسی مثنوی منفی فی النص کو مثبت ماننا بھی شرک یا معصیت ہے
یہ فصل اسکی اصلاح کے لیے لکھی جاتی ہے نمونہ کے لیے چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے
پہلی روایت حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اتنامت بربھا و جلیبا نصاری نے (حضرت) عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کو
برہا دیا (کہ خواص الوہیت کو اُنکے لیے ثابت کرنے لگے) میں تو اللہ کا بندہ ہوں
(محبوب الوہیت کی کوئی بات نہیں) سو تم (مجھ کو) اللہ کا بندہ اور اسکا رسول کہا
کر (و الوہیت کو ثابت مت کرو) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداؤد و نسائی و

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ اپنے مرض وفات میں فرماتے تھے کہ میں نے جو کھانا (زہر آلود) خیبر میں (کچھ) کھا لیا تھا، ہمیشہ اُسکی تکلیف (کچھ نہ کچھ) پاتا رہا اور اب وہ وقت ہے کہ اُس زہر سے میری رگ قلب کٹ گئی۔ روایت کیا اسکو بخاری نے عیسیٰؑ سے روایت بخاری نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا گیا یہاں تک کہ آپ کو (اُسکے اثر سے) خیال ہو جاتا کہ میں فلان (دنیوی) کام (جیسے کھانا پینا وغیرہ) کر چکا ہوں حالانکہ اسکو کیا نہ ہوتا الحدیث چوتھی روایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (در بارہ سو فی الصلوٰۃ کے) فرمایا کہ میں بشر ہوں جیسے تم بھولتے ہو میں بھی بھولتا ہوں سو میں جب بھول جاؤں مجھ کو یاد دلادیا کرو۔ روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے پانچویں روایت حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اُس حدیث میں جہنم بھول گئے تھے کہ وہ فرشتے سے بھاؤ دیا جاتا مذکور ہے) فرمایا کہ میں کہوں گا کہ یہ تو میرے منتسبین (یعنی مؤمنین) میں سے ہیں (فرشتوں کی طرف سے) جواب ملے گا کہ آپ کو خبر نہیں کہ انھوں نے آپؐ کے بعد کیا کیا (دین میں) اختراع کیا تھا میں کہوں گا دوردور ایسا شخص جس نے میرے بعد (دین میں) تعمیر تبدیل کیا ہو روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے درمیان کی روایت خود بخاری سے ہے باقی سب مشکوٰۃ سے (آن روایات سے آپ کا سم اور سحر اور مرض سے متاثر ہونا اور نسیان و ذہول کا ظاہر ہونا) اور اخیر کی روایت کے بعض واقعات قبل قیامت کا بھی آپؐ کی اخیر عمر تک آپؐ کے معنی و غائب رہنا یا غائب ہو جانا حسین تاویل بالذات و بالعرض کی بھی نہیں چل سکتی اور جس سے

نصوص نفی علم محیط الی یوم القیامت کے زمانہ قبل عطا علم مذکور پر محمول ہو سکتے کا شبہ بھی قطع ہوتا ہے ثابت ہوتا ہے اور روایت اخیرہ پر عرض اعمال امت کی روایت کے تعارض کا شبہ اس لیے نہیں ہو سکتا کہ اس روایت میں نہ تو یہ نص ہے کہ یہ اعمال قلب کو بھی شامل ہے نہ یہ نص ہے کہ تمام اعمال ظاہری کو شامل ہے ممکن ہے کہ وقائع مفسد عقائد اور اعمال کے پیش نہ کیے جاتے ہوں اور بعد فرض عرض عام کے نہ یہ نص ہے کہ بعد عرض کے وہ سب جزئی جزئی کے یاد رہتے ہوں ورنہ قیامت کے روز معرفت امت کے لیے عذرہ اور تجہیل کی علامت مقرر ہونے کی کیا حاجت تھی کیونکہ پیش اعمال معروضہ میں وضو و نماز اور امتی ہو سب داخل ہو اور ان سب امور پر مطلع اور ان کی یاد ہوتے ہوئے وہی اطلاع اور یاد کافی ہے خوب سمجھ لو غرض موجبہ کلیہ کہ لعلم صلی اللہ علیہ وسلم کل حادث مطلقاً یا الی یوم القیامت ترفع ہو گیا اسی طرح بشمار روایات اور آیات میں یہ امور بھی اور دوسرے لوازم بشریہ بھی مثل جوع و عطش اور بعض اوقات رضا و غضب و لحو کے مہانی کا واقع کے مطابق نہ ہونا وارد دین اور پہلی روایت میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا حد شرعی سے تجاوز کرنے سے مصرح ہے غرض نہ مثبت کی نفی کی اجازت ہے اور نہ منفی کے اثبات کی اجازت تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔

من القصيدة

لہ یونے اپنے نفسِ سلیم کی سبب مجبور دینے افعالِ سنوئے
میں نفسِ مقدسہ کے حسنِ شہادت کی خود مدد کا سبب
مستغنی عباداتِ مالکِ سات کے بعد اس میں جواب

ظلمتِ مستہ من آحیٰ لظلام الی
لک استنک قد ماسا الضمین وکم

وَسَدَّ مِنْ مَغِيبِ حُضَائِهِ وَكَلَمَ
نَحْتِ الْحَجَّارَةِ كَسْتَا مُشْرِفَا لَدَمِ
دَعَّ مَا أَدَعَتْهُ النَّصَارَى فِي نَبِيِّهِمْ
وَاحْكُمُوا بِمَا شِئْتُمْ مِمَّا حَافِيَةً وَخُتْمِ
بَارِئِ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلَى حَبِيْبِكَ خَدِرِ الْخَلْقِ كَلَامِ

اسناد سے فرمائی بیان تاکہ آپ کے دونوں قدم مبارک میں
اور میں مبتلا ہو گئے جس سے دو وجہ عیدیت ثابت ہوئی
شہ سدری عبادت میں موزوم قدم مبارک سے اور جنہوں نے
باعث گر سکی کے اپنے ساتھ مساکر کو کسا اور اپنے
نور لطیف سے یہ مسکوتہ کے لیے لکھا تاکہ اس کے نقل اور
سہا سے ہو کہ تقویت حاصل ہو اور ضعف مانع قیام و قعود اور
وغیرہ ہوا اور یہ بھی دو وجہ عیدیت ثابت ہوئی ایک اس کی
دوسری عیدیت کے عبادت کو بگاڑنے اور جو اختیار دیا جائے
کے اسی حالت کو مستند فرمایا اس عید کے کو انصاف سے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بات کیا ہے ایسی اعلیٰ عقل و
جہور اور ایسا دعویٰ ایسے حضرت علیہ السلام کی نسبت
منکر کر دینا کہ جو اصل العاد سجود اور سب سے اوپر کی جی شریف میں
جو نصف کمال کا تاجی جاوے جو حکم جازم اور قطعی دعویٰ کرادے
جو بیجا اور استوار رہا اس کی عیدیت کی نہی کرواؤ اور دوسرے
لشہ شہادہ و جہو بلکہ اسکی اسیاد و اعتقاد کو (عطر اور دہ

فصل چوتیسویں آپ کی شفقت میں امت کے ساتھ فصول سابقہ میں تو آپ کے
ذاتی جمال و کمال کا بیان تھا اب یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ آپ کو اپنے غلاموں کو
ساتھ اور غلام بھی وہ جنہوں نے آپ کی کوئی خدمت نہیں کی کیا تعلق تھا پہلی روایت
حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بر تمام رات
ایک ہی آیت پڑھتے رہے کذانی الشامل للترمذی اور ابو عبید نے حضرت
ابو ذر سے روایت کی کہ لوگوں نے حضرت ابو ذر سے پوچھا وہ کونسی آیت تھی فرمایا یہ
آیت تھی ان تغذ بعموم و ما صح عا دك وان نعمر بعموم و ما نك انت
العزب الحکیم کذافی حاشیہ عصام و اس میں آپ نے امت کے لیے دعا فرمائی
جیسا کہ مضمون سے ظاہر ہے دوسری روایت عباس بن مروان سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے عرفہ کی شام کو
مغفرت کی دعا کی ہوا اس طرح قبول ہوئی کہ سب گناہوں کی مغفرت کرتا ہوں بجز حقوق العباد

کہ ظالم سے مظلوم کے حقوق ضرور وصول کرونگا آپ نے دعا کی کہ اے رب اگر آپ جاہلین
تو مظلوم کو جنت سے دیکر ظالم کو بخشدین سو اس شام کو یہ دعا منظور نہیں ہوئی جب خبر ملنے
میں صبح ہوئی پھر دعا کی سو منظور ہو گئی سو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ یا ہم
فرمایا ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ ہمارے مان باپ آپ پر فدا ہوں اس وقت تو کوئی پہننے
کا موقع نہیں معلوم ہوتا سو کس سبب آپ پہننے میں اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ پہنتا ہوا
رکھے آپ نے فرمایا کہ عدو اللہ البلیس کو جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی
اور میری امت کی مغفرت فرمادی تو خاک لیکر سر پہ ڈالنے لگا اور ہارے واویلا مچانی لگا
سو اسکی گھبراہٹ کو دیکھ کر ہنسنی آگئی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور بیہقی نے کتاب التائب
والنشور میں اسکے قریب روایت کیا کذا فی المشکوٰۃ ف لمعات میں ہے کہ مراد اس سے
وہ حقوق العباد ہیں جنکے ایفاء کا قصد مٹم ہے مگر ایفاء سے عاجز ہو گیا حتیٰ تعالیٰ خصما کو
قیامت میں راضی فرماوینگے تیسری روایت لمعات میں آپ کا طائف تشریف لیا بنیکو
قصہ میں جبکہ وہاں کے کفار نے آپ کو اندیشہ دیدہ پونچائی روایت کیا ہے کہ جب رسول
علیہ السلام ہمارے فرشتہ کو لیکر نازل ہوئے تاکہ آپ سے اجازت لیکر ان کفار کو ہلاک
کر دے آپ نے اُس فرشتہ سے فرمایا نہیں مجھ کو امید ہے کہ انکی پشتوں سے ایسے لوگ
پیدا ہوں جو اللہ تعالیٰ کا توحید کے ساتھ ذکر کریں چوتھی روایت حضرت ابو ہریرہؓ
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (بعض حیثیات سے) میرے ساتھ
فدت سے محبت رکھنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے کہ انہیں سے ہر شخص
یہ تمنا کرے گا کہ تمام اہل مال کے عوض مجھ کو دیکھ لے روایت کیا اسکو مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ
ف یعنی اگر اُس سے کہا جاوے کہ اگر سب اہل مال سے دست بردار ہو تو زیارت

میسر ہو جائے تو وہ اُس پر دل جان سے راضی ہو گا یا پانچویں روایت حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ میں شہر بنو مجکو بھی اور شہر کی طرح غصہ آ جاتا ہے سو جس کسی مؤمن مرد یا مؤمن عورت پر میں غصہ میں بددعا کروں تو آپس بددعا کو اُس شخص کے لیے تر کیا اور تطہیر کر دیجیے۔ روایت کیا اسکو احمد نے کذا فی الرحمة المہداة چھٹی روایت حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہلکے بھائی نہیں ہیں آپ نے فرمایا تم میرے دوست ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو ہنوز نہیں آئے احادیث روایت کیا اسکو مسلم نے کذا فی مشکوٰۃ و چونکہ دوست کے ساتھ محبت کی ابتدا صحبت ہی سے ہوتی ہے اور بھائی سے محبت ہونا مقتضی نہیں روایت صحبت کے ساتھ پس صحابہ کو دوست اور بعد میں آنے والوں کو بھائی فرمانا باعتبار وقوع حالت محبت کے ہے کہ انکی محبت کا وقوع روایت سے ہوا اور بعد والوں کی محبت کا وقوع پے دیکھے ہوا اور اس سے صحابہ پر غیر صحابہ کی فضیلت محبت میں لازم نہیں آتی کیونکہ یقیناً صحابہ کی ایسی استعداد تھی کہ اگر وہ حضور پر صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتے جب بھی محبت میں ہم سے زیادہ ہوتے۔

ساتویں روایت ابی اجمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی ہم سے بھی بہتر ہے کہ ہم اسلام لائے اور جہاد کیا آپ نے فرمایا ہاں ایک قوم ہے جو تمہارے بعد ہوں گے کہ پھر ایمان لاویں گے اور مجکو دیکھا بھی ہو گا روایت کیا اسکو احمد اور دارمی نے و یہ بہتر ہونا خاص عارض کی وجہ سے ہے کسی صفت تحقیقہ کی وجہ سے نہیں پھر اس بہتری میں بھی صحابہ کو دخل ہے کیونکہ ہم کو

ایمان کی دولت صحابہ ہی کی بدولت نصیب ہوئی کہ انھوں نے دین کی سانی سانی طرح کی خدمت کی پس ہماری تفصیل ان پر لازم نہیں آتی ان روایات میں بعض سے تمام استاجابت پر کہ مؤمنین ہیں اور بعض سے تمام است دعوت پر کہ ان میں کفار بھی داخل ہیں اور بعض سے بعد میں آنے والوں پر شفقت تمامہ اور بعض سے ان بعد میں آنے والوں کی مع اور ان کے محبوب نبی ہونے کی تصدیق جیسے چوتھی روایت میں اور بعض سے مع کی ساتھ ان کے محبوب نبی ہونے کی تحقیق جیسے چھٹی ساتویں روایت میں مذکور ہے کہ مع و محبت و محبوبیت کا اظہار بھی ناشی محبت سے ہوا ہے اور قیامت میں جو شفاعت و ردعا و التجا امت کے لیے ہوگی اس کی حدیثیں مشہورہ اور بعض انتیسویں تیسویں فصل میں مذکور ہیں اور ان کے علاوہ اس میں عابرہ بشمار و آیات و واقعات شاہد ہیں اس فصل کے ایراد سے جو غرض ہے وہ فصل آئندہ کی تہذیب میں بیان کیا ہوگی

من القصیدۃ

بَشِّرْ لَنَا مَعَشَرَ الْإِسْلَامِ لَنَا
مِنَ الْعَنَايَةِ رُكْنًا غَيْرَ مُعَدِّمٍ
لَمَّا دَعَى اللَّهُ دَا عَيْنًا طَاعَةً
يَا أَكْرَمَ الرُّسُلِ كُنَّا أَكْرَمَ الْأَكْرَمِ
إِنَّا بِدِينِكَ مَا عَقَدْنَا مَيْتَقِينَ
مِنَ الْبَيْتِ وَكَأَجْسَلِي لِمَصْرَامِ

اے گروہ اسلام ہو جو تجری ہے مکتب جاری ہے
بنائے غمخوار باری تعالیٰ سے ایسا ستونِ حکم غایت ہو ہے
جو کسے سعید و متبدل ہو گا بلکہ ہستی الیوم القیامت ثابت قائم
ہو گا یعنی ہمارے دین اسخ ہے جو کسے مثل او راہان کہنہ منور
سے جگہ خداوند تعالیٰ نے ہمارے حضرت کو جو ہو جائے و ہدی
کی طرف تائید و فضل اکرم رسول اللہ کے کبار تو ہم اس
زور سے اسے جسے فضل جو کہ ہو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
واقعہ ہے سے اگر کسی کو کہ ہوں یا کیا ہو تو میرے شرف
جو ہوں میں علیہ السلام کہیا ہوئے والا میں سے اور میری میندگی کی طرف
ہر ایک میں ہونے کا جو کہ حضرت کی شفاعت سے امید ہو

لَعَنَّا هَٰؤُلَاءَ أَنْ تُجْزَمَ الرَّابِحَىٰ مَكَامِهِمْ
أَوْ يَرْجِعَ الْجَائِزُ مِنْهُ غَيْرَ مُحْتَرَمٍ
يَا رَحِمَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَىٰ حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

سکھڑا وند تھا لیسا نہ نے حضرت سالت نبیہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو نفرہ کر دیا ہے اس لیے کہ ایک امیدوار آپ کے
مکام و عطا یا سے محروم کیا جاوے اور بھی سفل سے
پاک کر دیا ہے کہ آپ کا مدد چاہنے والا آپ کی درگاہ
غیر موت و غیر محترم نہ کام واپس آئے بلکہ ہمیشہ
کامیاب و محترم ہوتا ہے ۱۲ عطر الوردہ -

فصل پنجم میں آپ کے حقوق میں جو اس کے ذمہ ہیں جنہیں ہم اس حقوق محبت و
مطالبت فی الاصول اتفرع ہے۔ جاننا چاہیے کہ کسی سے محبت ہونا اور اس محبت کا
مقتضا مطالبت ہونا تین سبب سے ہوتا ہے ایک کمال محبوب کا جیسے عالم سے محبت
ہوتی ہے شجاع سے محبت ہوتی ہے اور دوسرا جہاں جیسے کسی حسین سے محبت ہوتی ہے
تیسرا نوال یعنی عطا و احسان جیسے اپنے شمع و مربی سے محبت ہوتی ہے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ میں تینوں وصف علی سبیل الکمال مجتمع ہیں وصف
اول سے یہ تمام رسالہ شحون ہے دوسرا وصف فصل کیسویں میں مخزون ہے اور تیسویں
فصل لانیسے مقصود خاص تیسرے وصف کا مضمون ہے جب تینوں وصف جو علت
محبت ہیں آپ میں جمع ہیں تو خود اسکا طبعی مقتضا ہے کہ آپ کے ساتھ امت کو اعلیٰ
درجہ کی محبت ہونا چاہیے اگر نص شرعی بھی نہ ہوتی اور جبکہ نصوص شرعیہ بھی اسکے
ایجاب میں موجود ہیں تو داعی عقل و طبع کی ساتھ داعی شرع بھی ملکر آپ کے وجوب محبت کو
مؤکد کرتا ہے اور حقیقت اعظم غایت اس سالہ کی اسی امر کی طرف اہل ایمان کو متوجہ
کرتا ہے اور یقینی امر ہے کہ ان اسباب و داعی کے ہوتے ہوئے محبت سے اتباع کا
انفکاک عاقلہ محال ہے جس درجہ کی محبت ہوگی اسی درجہ کا اتباع ہوگا اور ظاہر ہے

کہ محبت علی سبیل الکمال واجب ہے پس متابعت بھی علی سبیل الکمال واجب ہوگی اور اس میں
گو کسی کو بھی کلام نہیں ہو سکتا محض تجدید استحضار کے لیے مختصر طور پر تنبیہ کر دی گئی اور
اسی کی تقویت کے لیے چند روایات بھی ذکر کی جاتی ہیں پہلی روایت حضرت
النسائی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کا کوئی شخص
مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اُس کے والد اور اولاد اور تمام آدمیوں سے
زیادہ محبوب نہ ہو جائوں روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے کذا فی مشکوٰۃ و تہذیب
اکبریٰ مرضیات اور دوسرے ذمہ مرضیات میں تراجم ہو تو جسکو ترجیح دیجادوے
اسی کے محبوب تر ہونے کی یہ علامت ہوگی دوسری روایت امام بخاری نے
ایمان و تہذیب میں عبد اللہ بن ہشام سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا
یا رسول اللہ آپ میرے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں بجز میرے نفس کے جو میرے
پہلو میں ہے (یعنی وہ تو بہت ہی محبوب ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک خود اُس کے نفس سے بھی زیادہ اُس کو میں
محبوب نہ ہوں حضرت عمرؓ نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل
فرمائی کہ آپ میرے نزدیک میرے اُس نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں جو میرے پہلو
میں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس اب بات ٹھیک ہوئی کذا
فی المواہب و حضرت عمرؓ نے اقول محبت بلا اسباب کو محبت بلا اسباب سے اقویٰ
بمحمل نفس کی مستثنیٰ کیا پھر آپ کے اس ارشاد سے کہ اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب رکھنا
ضروری ہے یہ سمجھ گئے کہ اقویٰ ہونیکا مدار کوئی ایسا امر ہے کہ اُس کے اعتبار سے کوئی چیز
نفس سے بھی زیادہ محبوب ہو سکتی ہے مثلاً کہ آپ کی خوشی کو نفس کی خوشی پر طبعاً

مقدم و راجح بایاؤ اس حقیقت کے انکشاف کے بعد کے آپ کی حبیبیت من النفس کا شاہد کیا اور جبروی اور مواہب کے مقصد ساجین دوسرے صحابہ کی بھی حکایتیں محبت کی عجیب و غریب کر کی ہیں تیسری روایت حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے میرا کہنا قبول نہ کیا عرض کیا گیا کہ قبول کس نے نہیں کیا فرمایا جس نے میری طاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے قبول نہیں کیا روایت کیا اسکو بخاری نے کذا فی المشکوٰۃ و صحابہ کے اس سوال سے معلوم ہوا کہ یہ اہل مخصوص بہ کفر نہیں ہے ورنہ اس میں کوئی خطا تھا پس آپ کے اتباع نہ کرنا باہمی تعبیر فرمایا گیا اس سے متابعت کا وجوب ثابت ہوا چوتھی روایت حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی درجہ مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا روایت کیا اسکو ترمذی نے کذا فی المشکوٰۃ و اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علامات آپ کی محبت کی آپ کی سنت کی محبت اور آپ کی محبت کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ فصاح جنت ہے اور جنت کے ساتھ حضور کی محبت کا بھی موجب ہے پانچویں روایت حضرت عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے کے جرم میں سزا دی پھر وہ ایک دن حاضر کیا گیا پھر آپ نے حکم سزا کا دیا ایک شخص نے مجمع میں سے کہا کہ اے اللہ سپر لعنت کر گشتہ کثرت سے اسکو اس مقدمہ میں لایا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر لعنت مت کرو واللہ میرے علم میں یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے روایت کیا اسکو بخاری نے و اس حدیث سے چند امور ثابت ہوئے

ایک بشارت مذنبین کو کہ ان سے اللہ و رسول کی محبت کی نفی نہیں کی گئی دوسرے
 تنبیہ مذنبین کو کہ نہری محبت سزا سے بچنے میں کام نہ آئی تو کوئی اس ناز میں نہ رہے
 کہ بس خالی محبت بدون اطاعت کے سزا جہنم سے بچالے گی البتہ بعد عیدین اہمہ
 سے بچا سکتی ہے جیسا کہ نبی عن اللغۃ سے معلوم ہوا پس جو سزا آخرت کی اس ملعونیت
 مرتبے یعنی غلو دُاس سے یہ محبت بچالے گی بعد سزا کے مغفرت ہو جاوے گی تیسری
 فضیلت محبت کی جیسا کہ ظاہر ہے جو تھے تفاوت مراتب محبت کا کہ باوجود ایک
 عصیان کے اثبات محبت کا حکم فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ متابعت کامل نہ ہونے سے
 گو کمال محبت کا حکم نہ ہو گا مگر نفس کی متابعت سے کہ ادنیٰ درجہ اس کا کفر سے نکلنا ہے
 کوئی درجہ محبت کا ثابت کیا جاوے گا یا بخیر مؤمن خواہ کتنا ہی گنہگار ہو مگر اسپر
 لعنت نہ کرنا چاہیے اس سے عظمت ثابت ہوتی ہے اللہ و رسول کی محبت کی کہ اس کا
 ایک شتمہ بھی گو مقرون بالمعاصی ہو مانع عن اللغۃ ہے تو اس کا کامل اور خالص درجہ
 کیسا کچھ مؤثر ہو گا ۵

صاف گر باشد ندانم چون کند

جرعہ خاک آمیز چون مجنون کند

عہ میا اذکر ۱۲

للشیخ عبد الغزالی الدہوی ۱۲

اللہ سے جانے والے کا نب گماہ زار کے اللہ کے
 لیے اُس کے بلغ درخت بان میں ذرا ٹھہرا اور میری
 طرف سے دعا تر غم اُس کے رہنے والوں کو کر دیکر
 شناسنا ۱۵ اگر وہ میری حالت سمجھ لے کے باوجود میں
 دریافت کریں جب سے میں اُن سے غائب ہوں تو
 اپنے خفقان میں ہے اور سر پہ دروان میں ہے

یَا سَائِرَ الْأَنْحَا الْحَمْدُ بِاللَّهِ فَقَدْ بَانَ
 وَأَقْدَأُ طَوَامِيرَ الْجَوَى مَتْنِي عَلَيَّ اسْكَنْ
 أَن يَسْأَلُوا عَنْ حَالِي فِي السَّعْمِ مِنْهُ فَقَدْ
 أَنَا لِقَلْبٍ فِي خَفَقَانِهِ وَالْوَأْسُ فِي دَوْرَانِهِ

اِنْ فَتَنُوْهُمْ دَمْعٌ عَلَيْنِ بَعْدَهُمْ وَلَوْ جَالِبًا
 سَمَّا لَعَيْنِي فِي تَقْنَانِهِ وَالْحَجَرِ فِي هَجَانِهِ
 الْكَبْرِ مَعَ مَا جَرَى مَسْعُوْفٌ حَبِ الْمَصْطَفِ
 فَحْيَا لَهُ فِي قَلْبِهِ وَحْدَانِيَّةٌ بِلِسَانِهِ
 وَلَطَا لَمَّا كَدُّ عَمَّا عَلِمَا فِي الدَّعَاءِ مَبَالِغًا
 لِيَطُوْكَ فِرْيَسَاتِهِمْ وَيَشُوْرُ مِنْ رِيحَانِهِ
 يَا مَنْ تَفَوَّقَ اَمْرُهُ نَوَقَ الْخَلَاءِ فِي الْعُلَا
 حَتَّى لَقَدْ اَسَى عَلَيْكَ اللهُ فِي تَدْرَانِهِ
 صَلَّى عَلَيْكَ اللهُ اَخْرَجَهُ مَتَفَضِّلًا
 مَتَرَجَّمًا وَجَبَّالَكَ الْمُؤْمُوْدَ مِنْ اِحْسَانِهِ

۳۵ اگر وہ میرے ہنسکشمیر کے متعلق اپنے بعد زمانہ
 میں تحقیق کرنی تو بطور کھجکیت کہنا کہ مثل اریکے ہے
 اُسکے برسنے میں اور مثل بھر کے ہے اُسکے جوش میں
 ۳۶ لیکن وہ محب و جود اس تمام ماجرا کے فروغ دہ کر
 عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پس بیکان خیال اسکا
 قلب میں ہے اور آجکا ذکر اسکی زبان پر ہر لمحہ اور
 بہت زمانہ طویل سے دعا کر رہا ہے اور دعا میں الحاج اور
 مبالغہ کر رہا ہے تاکہ وہ آپ کے باغ میں طواف کرے
 اور آپ کے ریحان سے خوشبو سونگھے ۳۷ اے وہ
 ذات پاک جبکہ تربہ تمام خلافت پر بلندی پر فائز
 ہو گیا یہاں تک کہ آپ پر اللہ تعالیٰ فرماتے قرآن میں ثنا
 فرمائی کہ اللہ تعالیٰ آپ پر درود نازل فرمائے
 زمانہ کے اخیر تک تفضل کرتا ہوا اور ترجمہ فرماتا ہوا اور
 آپ کے اپنے احسانات کو موعودہ عطا فرمائے یہ ہر

چھتیسویں فصل آپ کی توقیر و احترام و ادب کے وجہ میں یہ بھی فصل سابق کے
 ساتھ ملحق ہے کہ یہ بھی منجملہ آپ کے حقوق عظمت کے ہیں اس باب میں چند آیات و روایات کا
 نقل کرنا کافی ہے آیت اول سورہ توبہ میں ہے مَا سَكَانَ لَاهِلِ الْمَدِيْنَةِ
 وَمَنْ حَوْلَها مِنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَتَخَلَّفُوْا عَنْ رَسُوْلِ اللهِ وَلَا يُرْسَبُوْا
 بِاَنْفُسِهِمْ مِنْ نَفْسِهِ آیت دوم سورہ نور میں ارشاد فرماتا اَللّٰهُ مَنَّوْنَا
 الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهُ عَلٰى اَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوْا
 حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْا اِنَّ الَّذِيْنَ لَيْسَتْ اَذْنُوْكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُعْمَلُ مِنْهُمْ
 بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْئِهِمْ فَقَدْ اُذِنَ لِمَنْ شِئْتَ

منهم واستغفر لهم الله ان الله غفور رحيم لا تتحلوا دعاء الرسول
 بينكم كدعاء بعضكم بعضا آیت سوم سورہ احزاب میں ارشاد ہر وہاں کا
 بکرم ان توذوار رسول اللہ ولا ان تنکوا ازواجه من بعدہ ابدا
 ان ذلکم کان عند اللہ عظیماً الی قولہ تعالیٰ ان الذین یؤذون اللہ
 ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعدا لہم عذاباً مہیناً
 آیت چہارم سورہ فتح میں ہے انا ارسلناک شاہداً ومبشراً ونذیراً
 لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتقرّی روعہ وتوقرہ ولسبحوہ بکوة واصیلاً
 آیت پنجم سورہ حجرات میں ہے یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا علی
 یدہی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم الی قولہ تعالیٰ ولولا
 صبر و احقّ تخرج الیہم لکان خیر الہم واللہ غفور رحیم حال
 ان آیات کا یہ ہے کہ نمبر۔ مدینہ کے رہنے والوں کو اور جو دیہاتی اُن کے
 گرد و پیش میں رہتے ہیں اُن کو یہ زیارت تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 ساتھ نہ دین اور نہ یہ زیارت تھا کہ اپنی جان کو اُنکی جان سے غریب سمجھیں بلکہ
 مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسول کے
 پاس کسی ایسے کام پر ہوتے ہیں جسکے لیے مجمع کیا گیا ہے اور اتفاقاً وہاں سے
 جانے کی ضرورت پڑتی ہے تو جب تک اس سے اجازت نہ لیں اور آپس پر اجازت
 نہ دیدیں مجلس اٹھ کر نہیں جاتے بغیر جو لوگ اسے اسواق پر اجازت لیتے ہیں اس ہی اللہ پر اور
 اُسکے رسول پر ایمان رکھتے ہیں تو جب اہل ایمان لوگ ایسے مواقع پر اپنے کسی فوری کام کر لے اسے چھوڑ
 اجازت طلب کریں تو ان سے اسے لیے مناسب حکم اجازت لینا چاہیں اجازت دیدیا کریں اور اجازت دیکر

آپؐ کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کیا کیجیے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا
 مہربان ہے۔ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بُلانے کو جب کہ کسی ضرورت
 اسلامیہ کے لیے تمکو جمع کرین ایسا معمولی بُلانا نہ سمجھو جیسا تم میں ایک دوسرے کو
 بُلا لیتا ہے کہ چاہے آیا یا نہ آیا پھر آ کر بھی جب تک چاہا بیٹھا جب چاہا اٹھ کر
 بے اجازت لیے چل دیا عس اور (حرمت انداز نبوی صرف فضول جگر بیٹھا جائیگی
 صورت میں منحصر نہیں بلکہ علی الاطلاق حکم ہے کہ) تمکو (کسی امر میں) جائز نہیں کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کلفت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپؐ کے بعد آپکی
 بیبیوں سے کبھی بھی نکاح کرو یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری معصیت کی بات ہے (اور
 جس طرح یہ نکاح ناجائز ہے ایسے ہی اسکا زبان سے ذکر کرنا یا دل میں ارادہ
 کرنا سب گناہ ہے سو) اگر تم اس کے متعلق کسی چیز کو زبان سے ظاہر کرو گے یا اس کے
 ارادہ کو دلیں پوشیدہ رکھو گے تو اللہ تعالیٰ (کو دو دنوں کی خبر ہوگی کیونکہ وہ)
 ہر چیز کو خوب جانتے ہیں (پس تمکو اُس پر سزا دینگے اور ہم نے جو اوپر حجاب کا حکم
 دیا ہے اُس سے بعضے مستثنیٰ بھی ہیں جسکا بیان یہ ہے کہ) پیغمبر کی بیبیوں پر اپنے
 باپوں کے سامنے ہونیکے بارہ میں کوئی گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں کے یعنی جسکے
 بیٹا ہو اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنے بھانجوں کے
 اور نہ اپنے دینی شریک عورتوں کے اور نہ اپنی لونڈیوں کے (یعنی انکے سامنے
 آنا جائز ہے) اور اے پیغمبر کی بیبیو (ان احکام مذکورہ کے امتثال میں) خدا کے
 ڈرتی رہو (کسی حکم کے خلاف نہ ہونے پاوے) بیشک اللہ ہر چیز پر حاضر ناظر ہے (یعنی
 اُس سے کوئی امر مخفی نہیں پس خلاف میں احتمال نہ رکھا ہے) بیشک اللہ تعالیٰ

اور اُس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان والو تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو (تاکہ آپ کا حق عظمت جو تمہارے ذمہ ہے ادا ہو) بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قصداً ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر دینا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُن کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم نے آپ کو اعمالِ مست پر قیامت کے دن گواہی دینے والا عمومًا اور دنیا میں خصوصًا مسلمانوں کے لیے بشارت دینے والا اور کافروں کے لیے ڈرائیو والا کر کے بھیجا ہے اور اے مسلمانو ہم نے اُن کو اسی لیے رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اُس کے دین کی مدد کرو اور اُس کی تعظیم کرو و عقیدہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کو موصوف بالکلمات منزہ عن النقائص سمجھو اور عملاً کہ اطاعت کرو اور صبح و شام اُس کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو اے ایمان والو اللہ و رسول کی اجازت سے پہلے تم کسی قولِ فعل میں سبقت مت کیا کرو (یعنی جب تک قرآنِ قویہ یا صحیح سے اذنِ گفتگو کا نہو گفتگو مت کرو) اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے سب اقوال کو سننے والا اور تمہارے افعال کو جاننے والا ہے (اور) اے ایمان والو تم اپنی آواز میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ اُن سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو (یعنی نہ بلند آواز سے بولو جبکہ آپ کے سامنے بات کرنا ہو گو باہم ہی مخاطبت ہو اور نہ برابر کی آواز سے جبکہ خود آپ سے مخاطبت کرو کبھی تمہارے اعمالِ جبراً ہو جاوین اور تم کو خبر بھی نہو) اسکا مطلب یہ ہے کہ رفعِ صوت کہ منویۃ

میبائی ہے اور جہر کجبر یا مینہم کہ گستاخی ہے طبعاً بوجہ اسکے کہ تابع قالاً و ما لا مدعی
الترام ادب متبوع ہوتا ہے اور اس میں اس التزام کا ترک ہے ناگوار اور موجب تاذی
ہو سکتا ہے اور تاذی رسول کی موجب ضبط عمل ہے اور گوارا و معاصی موجب ضبط
نہیں ہوتے لیکن یہ اس عام میں سے مخصوص ہے البتہ بعض اوقات جبکہ
طبیعت زیادہ منبسط ہو یہ امور ناگوار نہیں ہوتے اس وقت بوجہ عدم تحقیق ایذا
یہ امور موجب ضبط نہیں ہوتے مگر چونکہ تاذی سامع کا تحقق بعض اوقات مکمل کو
معلوم نہیں ہوتا اور اس بنا پر ممکن ہے کہ تاذی ہو جاوے اور اس سے ضبط بھی ہو جاوے
اور تکلم اس گمان میں رہے کہ تاذی نہیں ہوئی پس ضبط کی بھی خبر نہ ولا تشعرون
کے یہی معنی ہیں اور اسی وجہ سے مطلق رفع صوت و جہر بالقول کو منہی عنہ ٹھہرایا
کہ گوارا اسکے بعض افراد موجب تاذی نہ ہون گے لیکن اسکی تعیین کیسے ہوگی لہذا
مطلقاً تمام افراد کو ترک کر دینا چاہی یہ تو ترہیب تھی رفع صوت پر آگے ترغیب
خفض صوت کی کہ بیشک جو لوگ اپنی آواز و ن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنکے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ
کے لیے خالص کر دیا ہے (یعنی انکے قلوب میں غیر تقویٰ نہیں ہے مطلب یہ کہ متقی
کامل میں مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس باب خاص میں وہ کمال تقویٰ کے
ساتھ موصوف ہیں کیونکہ کمال تقویٰ یہ ہے حسب حدیث مرفوعہ ترمذی کا
یبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع ما لا بأس بہ حذراً
لما بہ بأس اور رفع صوت کی ایک فرد فی نفسہ غیر ذی بأس ہے جسمیں
تاذی نہوا و ایک فرد ذی بأس ہے جسمیں تاذی ہو جاوے انھوں نے مطلقاً رفع

صوت کو ترک کر دیا تو ذی باس کے حذر سے غیری باس کو ترک کر دیا پس کمال
 تقویٰ متحقق ہو گیا اور فی نفسہ کی فتنہ اسلئے لگائی کہ بعد نبی کے پھر تو وہ و نون
 فردین ذی باس ہیں آگے اُنکے عمل کا ثمرہ آخری مذکور ہے کہ ان لوگوں کے
 لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے جو لوگ حجرون کے باہر سے آپ کو بچا رہے ہیں نہیں
 اکثر ان کو عقل نہیں ہے ورنہ آپ کا ادب کرتے اور ایسی جرأت نہ کرتے اور اگر
 یہ لوگ ذرا صبر و انتظار کرتے یہاں تک کہ آپ خود باہر انکے پاس آ جاتے تو یہ
 اُنکے لیے بہتر ہوتا (کیونکہ یہ ادب کی بات تھی) اور (یہ لوگ اگر اب بھی توبہ
 کر لیں تو معاف ہو جائے کیونکہ) اللہ غفور رحیم ہے روایت اول سنن
 ابو داؤد و کتاب الحد و دین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی
 ایک ام ولد تھی جو جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بیہودہ حکایت کہا
 کرتی اور گستاخی کیا کرتی وہ نابینا منع کرتا وہ باز نہ آتی وہ اُسکو ڈانٹتا مگر وہ
 نہ مانتی ایک شب اسی طرح اُس نے کچھ بکنا شروع کیا اُس نابینا نے ایک چھرا
 لیکر اُسکے پیٹ پر رکھ کر بوجھ دیدیا اور اُسکو ہلاک کر ڈالا صبح کو اُسکی تحقیقات ہوئی
 اُس نابینا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسکا اقرار کیا اور تمام قصہ
 بیان کیا آپ نے فرمایا سب گواہ رہو کہ اُسکا خون رائیگان ہے (یعنی قصاص
 وغیرہ نہ لیا جاوے گا) فت ان صحابی کا جوش محبت و ادب کس قدر ثابت
 ہوتا ہے اور اس سے خفیہ کے اُس مسئلہ پر شبہ نہیں ہو سکتا کہ سب نبی موجب
 نفقہ عہد نہیں ہے کیونکہ عدم نفقہ عہد سے عدم جواز قتل لازم نہیں آتا یہ قتل
 سیاست و زبرد ہے کہ علانیہ ایسے کلمات کا کہنا کہ اُسکی مذہب میں جی قتل

نہیں پھر بار بار کہنا جو دلیل ہے مکرر و استخفاف اسلام کی بلاشبہ موجب زجر
 بالقتل ہے دوسری روایت امام بخاری نے کتاب الشروط میں قصۂ حبیبہ
 کی ایک طویل حدیث نقل کی ہے اُسمین یہ بھی ہے کہ عروہ بن مسعود رئیس مکہ نے
 آپ کی مجلس شریف سے مکہ واپس جا کر لوگوں سے بیان کیا کہ اے میری قوم
 واللہ میں بادشاہوں کے پاس گیا ہوں اور قیصر و کسریٰ و نجاشی کے پاس
 گیا ہوں واللہ میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اُسکے مصاحب اُسکی اسقدر
 تعظیم کرتے ہوں جسقدر صحابہؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں واللہ جب آپ
 کھنکار پھینکتے ہیں تو وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں پونجی ہے اور وہ اُسکو اپنے
 چہرہ اور بدن کو مل لیتا ہے اور جب آپ اُنکو کوئی حکم دیتے ہیں تو وہ آپ کے حکم کی
 طرف دوڑتے ہیں اور جب آپ صبر کرتے ہیں تو اُن لوگوں کی یہ حالت ہو جاتی ہے
 کہ وضو کا پانی لینے کے لیے گویا اب لڑ پڑینگے اور جب آپ کلام فرماتے ہیں
 تو وہ لوگ اپنی آوازوں کو آپ کے سامنے پست کر لیتے ہیں اور وہ لوگ آپ کی طرف
 تیز نگاہ سے دیکھتے تاکہ نہیں الحدیث اس سے جو کچھ آداب صحابہؓ کے ثابت
 ہوتے ہیں ظاہر ہے یہی تشریروں روایت مشکوٰۃ میں بروایت امام احمد برائے
 ابن عازب مروی ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے خزانہ
 پر گئے اور قبر تک پہنچے ہنوز مردہ لحد میں نہیں رکھا گیا تھا (کچھ دیر ہو گئی)
 آپ بیٹھ گئے اور ہم آپ کے گرد اگر دسطح بیٹھ گئے کہ گویا ہمارے سروں پر
 پیرے تھے انہی نہایت سکون و سکوت کے ساتھ (صحابہؓ کا حضور کی
 خدمت میں اسی طرح بیٹھنے کا معمول تھا اس سے غایت ادب ظاہر ہے اور بیشمار

روایات اس باب میں وارد ہیں علمائے تصحیح فرمائی ہے کہ یہ آداب بعد حیات بھی باقی ہیں چنانچہ ہواہب میں ہے کہ جب آپ کی صوت پر صوت کا بلند کرنا موجب ضبط اعمال ہے تو اپنی آراء و اہواء کے آپ کی سنت اور حکم پر پڑ جانے کی نسبت کیا گمان کرتے ہو اور جب آپ کی مجلس سے بلا اذن جانا جائز نہیں تو آپ کی تفصیل دین سے دوسری طرف جانا کیسے جائز ہو گا اور دوسرے علمائے لکھا ہے کہ ضبط حضور کے سامنے رفع صوت جائز نہ تھا اسی طرح آپ کے کلام کے دین اور احکام کی نفل کے وقت بھی رفع صوت حاضرین و سامعین کے لیے خلاف ادب ہے اور اسی طرح محل حسب شریف کے قریب بھی ہواہب میں ایک حکایت نقل کی ہے کہ امیر المؤمنین ابو جعفر نے امام مالک سے کسی مسئلہ میں مسجد نبوی میں گفتگو کی تو امام مالک نے فرمایا کہ اے امیر المؤمنین تم کو کیا ہوا اس مسجد میں آواز مت بلند کرو کہ حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام و فائقے بعد وہی ہے جو حالت حیات میں تھا سو ابو جعفر دب گیا اس کی تائید حضرت عمرؓ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے جو آپ نے دہن و شخص بل طائف کو فرمایا تھا کہ تم مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی آواز بلند کرتے ہو روایت کیا اس کو بخاری نے کذا فی مشکوٰۃ باب المساجد آپ کے نام کی قرب مقام کی کلام کی احکام کی سب کی تعظیم واجب ہے اور منجملہ اسی تعظیم احکام کے یہ ہے کہ تعظیم ظاہری میں حدود شرعیہ سے تجاوز نہ ہو یعنی مثلاً کسی اور نبی کی یا حضرت حق تعالیٰ کی بے ادبی نہ ہونے لگے چنانچہ جو بھی پانچویں روایت سے ظاہر ہے جو محقق و امیت حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک یہودی اور سامان کے جھگڑے کے قصہ میں روایت ہے کہ مسلمان نے انہی قسمیں کہا کہ قسم انہی کی

جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم پر برگزیدہ بنایا یہودی نے کہا کہ قسم اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام عالم پر برگزیدہ بنایا مسلمان نے اس وقت ہاتھ اٹھا کر ایک طمانچہ یہودی کے منہ پر مارا یہودی نے جا کر حضورؐ میں عرض کیا آپ نے مسلمان سے تحقیق فرمایا اس نے یہ قصہ عرض کیا آپ نے فرمایا کہ تم مجھ کو موسیٰ علیہ السلام پر (ایسی) فضیلت مت دو جو حسینؑ ان کی بے ادبی کا شائبہ ہو جیسا کہ آفاصل میں لڑائی مجھڑے تک نوبت پہنچ جانے سے اسکا شبہ واقع ہو سکتا ہے روایت کیا اسکو بخاری وسلم نے کذا فی مشکوٰۃ یا پنجوین روایت حضرت جبرینؑ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جانین مصیبت میں آگین اور بال بچے بھوکے مرنے لگے اور اموال تباہ ہونے لگے اور مویشی ہلاک ہونے لگے (یعنی قحط کے سبب) سو آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا کیجیے سو ہم آپ کو خدا کے نزدیک شفیع لاتے ہیں اور خدا سے تعالیٰ کو آپ کے نزدیک شفیع لاتے ہیں سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کلمہ سے نہایت مضطرب ہوئے اور سبحان اللہ سبحان اللہ فرمانے لگے اور استغدر مکرر یہ کہ تسبیح فرمائی کہ اسکا اثر صحابہؓ کے چہروں میں کیا گیا پھر فرمایا کہ کمختی ماسے خدا سے تعالیٰ کو کسی نزدیک سفارشی نہیں لایا جاسکتا خدا سے تعالیٰ کی شان اس سے بہت زیادہ عظیم ہے الحدیث روایت کیا اسکو ابو داؤد نے کذا فی مشکوٰۃ و گو شفیع گا ہے عظیم بھی ہوتا ہے جیسا حضرت بریرہؓ سے آپ نے رباڑہ منیث کے فرمایا کہ میں حکم نہیں کرتا شفاعت کرتا ہوں لیکن لوازم شفاعت سے یہ کہ شفیع اس حاجت کے پورا کرنے سے خود عاجز اور جبر سے

سفر کرنا ہے اسکا محتاج ہوتا ہے اور عجز و احتیاج کا احتمال بھی خدا تعالیٰ کی ذات میں محال ہے پس چونکہ اس عنوان میں اگرچہ تعظیم نبوی اعلیٰ درجہ کی ہے مگر سوا ایک حضرت حق کی شانیں آپ پر کس قدر گراں گذرا اور کس اہتمام سے آپ نے اس سے فرما

من القصیدۃ

أَكْبَرُ مَخْلُوقٍ نَبِيٍّ زَانَهُ خُلِقَ
بِالْحُسْنِ مُشْتَمِلٍ بِالنَّبَاتِ وَالْبَشَرِ
سَكَتُ هَرَفِي تَرَدَّدٍ وَالْبَحْرِ فِي شَرْفِ
وَالْبَحْرِ فِي كَرَمٍ وَاللَّهْرِ فِي هِمَمٍ
كَأَنَّهَا وَهْوَتُ رُدِّ فِي جَلَالَتِهِ
فِي عَسْكَرٍ حِينَ تَلَقَّاهُ دِمِي حَنَنٍ
كَأَنَّهَا اللَّوْلُؤُ الْمَكْنُونُ فِي صَدَائِفِ
مِنْ مَعْدِنِي مَمِيطٍ مِنْهُ وَمُبْتَسِمٍ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَاصْأَبْكَدَا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

لو کیا عمدہ ہے سرشت و صورت حضرت کی جس کو
آپ نے خلقِ عظیم نے زینت دی ہے ایسے حال میں کرو
سرتاپا جامہ حسن کمین لپیٹی ہوئی ہے اور تازہ رونی
اور کشادہ پیشانی سے متصف و نشان مند ہے
ذات عالی صفات لطافت و لطافت میں مثل شکوفہ
کے ہے اور مثل ماہ چار دم کے علو و بزرگی میں اور
مانند سمندر کے عموم فیض و نفع رسانی خلائی میں اور
مانند زمانہ کے ہمتوں میں ہے آپ کی یہ شان ہے
کہ آپ اگر تنہا بھی ہوں تو ملاقات کے وقت بوجہ اپنی
جلالت و عظمت کے ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا آپ
ایک بڑے چشم و زمر میں ہیں ۱۲ منہ لکھ گویا موتی جو
اپنی صدف میں پنہاں ہے اور ایک بار اگر دستال میں
ہو اپنی جگہ و دمک میں اُن کو ہر ونکے مشابہ ہے
جو ان دو کانون سے نکلا ہو جنہیں ایک کان مان مبارک
ہے یعنی کلامِ طاقت و نظام اور دوسرے دل و غریب
دنیا و درخشاں خلاصہ یہ کہ وہ موتی جو ہنوز صدف سے
نہیں نکلا وہ کمال صفائی و جگہ میں آپ کے کلام اور
دندان سے مشابہ ہے گویا انکی صفائی کو نہیں پیوچ سکتا
ان میں صاف سے ایک عظیم صلوہ و معنی ہوتا ہے
اور یہی ہے کمال محترم و واجب توقیر ہو کر عظمیٰ اللہ

سینت سیون فصل آپ پر درود شریف بھیجنے کی فضیلت میں یہ بھی تفصیل
 سابقین کے ساتھ ملحق ہے کیونکہ یہ بھی نجلہ آپ کے حقوق و ادایہ کے ہم۔ اس باب میں
 بھی چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے پہلی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر کیا بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ
 اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اُس سے دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور اُس کے
 دس درجے بلند ہوتے ہیں روایت کیا اسکو نسائی نے دوسری روایت
 حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
 کہ قیامت کے دن میرے ساتھ سب دسیون سے زیادہ قرب کھنے والا ہوگا جو مجھ پر
 کثرت سے درود بھیجتا ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے تیسری روایت
 نیز ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
 کی طرف سے بہت سے ملائکہ زمین میں سیاحت کیا کرتے ہیں اور میری امت کا سلام
 منجھو پہنچاتے ہیں روایت کیا اسکو نسائی اور دارمی نے چوتھی روایت
 حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ
 شخص ذلیل و خوار ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے
 روایت کیا اسکو ترمذی نے اس حدیث سے محققین نے کہا کہ آپ کا نام
 مبارک شکر اول بار درود پڑھنا واجب ہے پھر مکرر اسی مجلس میں اگر ذکر ہو تو
 مستحب ہے یا نہ کوئی روایت حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ میں نے
 عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ پر درود کثرت سے بھیجتا ہوں سو (یہ بتلوا دیجیے کہ)
 کس قدر درود معمول رکھوں (مطلب یہ کہ یقیناً درود سے درود کی کیا نسبت رکھوں)

آپ نے فرمایا حسب قدر چاہو میں نے عرض کیا کہ ایک ربع (یعنی مثلاً کل وقت وظیفہ کا تین گھنٹہ ہوں تو پون گھنٹہ درود کے لیے رکھوں) آپ نے فرمایا جو چاہو اور اگر بڑھالو تو وہ تمھارے لیے زیادہ بہتر ہے میں نے عرض کیا کہ نصف (مثلاً مثال مذکور میں ڈیڑھ گھنٹہ) آپ نے فرمایا جو چاہو اور اگر اور بڑھالو تو تمھارے لیے اور بھی بہتر ہے میں نے عرض کیا کہ دو ثلث (مثلاً مثال مذکور میں دو گھنٹہ) آپ نے فرمایا کہ جو چاہو اور اگر اور زیادہ کر لو اور بھی بہتر ہے میں نے عرض کیا کہ میں تمام وظیفہ درود ہی کو کر لوں گا (یعنی پورے تین گھنٹہ ہی پڑھا کر لوں گا) آپ نے فرمایا تو اس صورت میں تمھارے افکار کی کفایت کیجاوے گی اور تمھارا گناہ معاف کیا جاوے گا روایت کیا اسکوترندیؒ نے اس سے درود شریف کا افضل الاوراد ہونا ظاہر ہے چھٹی روایت ابو طلحہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ کے رب کا ارشاد ہے کہ آپ پر غنوص یکینؑ و دہججو گا میں اسپردش حمتین نازل کر دوں گا اور جو شخص ایک سلام بھیجے گا اسپردش سلام بھیجوں گا روایت کیا اسکو نسائیؒ اور دارمیؒ نے اس سے معلوم ہوا کہ اگر درود شریف کسی مسنیہ میں صلوٰۃ و سلام دونوں ہوں تو اس کے ایک بار پڑھنے سے بس عنایتین حق تعالیٰ کی ہوتی ہیں مثلاً اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد و بارک و سلم شاتون و امیت حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ ماستق رہتی ہے درمیان آسمان و زمین کے اسبن سے کچھ بھی (مقام قبول تک) نہیں پہنچتی جب تک کہ اپنے نبی پر درود نہ پڑھو روایت کیا اسکو ترندیؒ نے اس سے

چونکہ یہ امر مدرک بالقیاس نہیں ہے اسلئے حکم فروع میں ہے یہ سب احادیث مشکوٰۃ میں ہیں اور اس باب میں احقر کا رسالہ زاد السعیۃ مختصر اور جامع ہے۔

بعد بیان فضیلت کے مقتضاے وار د قلبی اسکی بعض حکمتیں لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے حکمت اول بجاۓ سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات امت پر بے شمار ہیں کہ صرف تبلیغ مامور یہ ہی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ انکی اصلاح کے لیے تدبیریں سوچیں انکے لیے رات رات بھر کھڑے ہو کر دعائیں کیں انکے احتمال مضرت سے دلگیر ہوئے اور تبلیغ کو مامور یہ تھی لیکن تاہم اُسین واسطہ نعمت تو ہوئے بہر حال آپ محسن بھی ہیں اور واسطہ احسان بھی پس اس حالت میں مقتضا فطرت سلیمہ کا یہ ہوتا ہے کہ ایسی ذات کے واسطے دعائیں نکلتی ہیں خصوصاً جبکہ مکافاة بالمثل ہو سکے اور ہمارا عاجز ہونا اس مکافات سے ظاہر ہے کیونکہ ان نعماء کا افاضہ غیر نبی سے نبی پر محالات سے ہے اور دعائے رحمت سے بڑھ کر کوئی دعا نہیں اور زمین بھی رحمت خاصہ کاملہ کی دعا جو کہ مفہوم ہے درود کا اسلئے شریعت نے اسی فطرت سلیمہ کے مطابق درود شریف کا امر کیا ہے وجوباً کیسے احتجاجاً فرمایا و نحوہ فی الموابہ حکمت دوم چونکہ آپ حق تعالیٰ کے محبوب ہیں اور محبوب کے لیے کسی خیر کی درخواست کرنا گو محبوب کو بوجہ اسکے کہ جس سے درخواست کی جائے وہ خود بوجہ محبت کے وہ خیر اُس محبوب کو پہونچا دیگا اُس خیر کے ملنے میں اُس درخواست کی حاجت ہی نہو لیکن ایسی درخواست کرنا خود سبب ہوتا ہے اس درخواست کرنے والے کے تقرب کا پس درود شریف میں چونکہ درخواست رحمت ہے محبوب حق کے لیے اسلئے یہ ذریعہ ہو جاوے گا خود اس شخص کو

حق تعالیٰ کی رضا و قرب میسر ہونے کا دعوہ فی الموابہ حکمت ستھم نیز اس
 درخواست میں اظہار ہے آپ کے شرف خاص عبدیت کاملہ کا کہ رحمت الہی کی
 آپ کو بھی ضرورت ہے و ہذا من سوانح الوقت حکمت چہا رم چونکہ آپ بھی
 بشریت میں مادیت میں غنصرت میں امت کے ساتھ شریک ہیں اور بعض امور
 زائدہ مثل کثرت مال وغیرہ میں آؤروں کے ساتھ مساوی بھی نہیں اور یہ شراک
 اور عدم مساواة بسا اوقات منجر ہو جاتا ہے استنکاف کی طرف اعتقاد و عظمت
 و اتباع ملت سے جیسا احم ضالہ کو پیش آیا کہ بعض نے یوں کہا انوع من لبشون
 مثلنا و قومہما لنا عابدون اور بعض نے کہا البشوا منا و احدا انتبعہ
 انا اذا الفی ضلال معر کسی نے کہا لو لا نزل هذا القرآن علی جبل
 من القریبتین عظیم السلیہ درود شریف میں اسکا پورا اعلان ہے کیونکہ اسمین
 دعا ہے رحمت خاصہ کی تو اس سے استحضار ہوا اسکا کہ آپ رحمت خاصہ کے مستحق
 ہونے میں سب سے ممتاز ہیں تو اس شراک کے ساتھ اس امتیاز کو بھی تو دیکھو جس کے
 سامنے دوسروں کا امتیاز مالی وغیرہ گرد ہے اور نیز اسمین حکمت اول کے لحاظ سے
 استحضار ہے اسکا کہ ہم لوگ آپ کے ممنون ہیں اور عظمت و شہادت کا استحضار رافع
 ہوتا ہے استنکاف کا بالخصوص جب نام مبارک کے قبل لفظ سیدنا و مولانا وغیرہ
 بھی پڑھایا جاوے اور نام مبارک کے بعد ایسے صفات پڑھائے جاویں جن میں
 تصریح ہو آپ کے جد و جہد کی اشاعت دین کے لیے جو اعظم احسانات ہے ہم پر
 اور اس رفع استنکاف سے افتقار و انکسار حادث ہو گا جو کہ اعظم مقامات مقصودہ
 سے ہے خصوصاً اس محل میں جس کے اعظم ہونیکا انصوں میں اہتمام کیا گیا ہو جیسے مقبولان النجا

یہ تو توحید
 ایسے نزدیک
 سوا خدا میں
 اعتقاد کہ
 سمجھ میں
 مستحکم ہے
 یوں اور
 خصوصاً اسمین
 کہا کہ افتقار
 فی لہ سبب
 تو دوسرے
 اور

بالخصوص حضرات انبیاء علیہم السلام بپھر خصوص سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ کی
 طرف افتقار کا استحضار عین مرضی حق اور آپ سے ابا واستغنا بغایت نامرغی ہے
 کما قال اللہ تعالیٰ ہُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْاُمَمِیْنَ رُسُوْلًا مِنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ
 اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْہُمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَ اِنْ کَانَ مِنْ قَبْلِ لَفِی ضَلٰلٍ
 مّبِیْنٍ وَقَالَ اللہ تعالیٰ لَقَدْ مَنَّ اللہُ عَلٰی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہُمْ رُسُوْلًا
 مِنْ اَنْفُسِہُمْ یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْہُمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ
 وَ اِنْ کُنْتُمْ اَمٰمِیْنَ قَبْلَ لَفِی ضَلٰلٍ مّبِیْنٍ حُکْمَتِ بِیْچم بعض طبائع میں غلبہ مذاق
 توحید کے سبب سائنط کے ساتھ کہ اُن وسائنط میں انبیاء بھی ہیں دل زیادہ اونچتہ
 نہیں ہوتا گو بعد حصول قدر واجب اعتقاد والقیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 اس نہیادت کا انتفاء مضر نہیں جیسا کہ مواہب کے مقصد سالیع میں امام قشیری سے
 ابو سعید خراز کی حکایت نقل کی ہے کہ اُنھوں نے خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو معذور رکھیے کہ خداے تعالیٰ کی محبت
 مجھ کو آپ کی محبت میں مشغول نہیں ہونے دیتی آپ نے فرمایا اے مبارک جو شخص حق تعالیٰ
 سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے (کیونکہ یہ تو وہ جانتا ہی ہے کہ میری ہی
 توسط سے تو یہ بات نصیب ہوئی اور اس جاننے کے بعد ممکن نہیں کہ واسطہ ہو محبت
 نہ ہو گو التفات نہ ہو سوا ضروری محبت ہے نہ کہ التفات دائم) اور بعض نے کہا ہے
 کہ یہ واقعہ ایک انصاری عورت کو سرکار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاگتے میں پیش
 آیا تھا اھر لیکن کمال حال یہ ہے کہ جس واسطہ کی طرف اُسی واحد حقیقی نے التفات
 کرنے کو اپنی رضا کا ذریعہ فرمایا ہے اُسکی طرف التفات کرنے کو ذوقاً بھی مشاغل

عن التوحید نہ سمجھے بلکہ مکمل توحید جانے جیسا کوئی اپنے معشوق کے پاس جانا چاہے اور وہ معشوق اپنا ایک مقرب خاص اُس کے پاس بھیج دے کہ اُس کو اپنے ہمراہ لے آوے تو قضیہ عقل یہ ہے کہ جس قدر اپنے محبوب کی مقصودیت حقیقیہ اُس کے دل میں بسی ہوگی اُسی قدر ہر قدم پر اُس موصول فی المقصود کے قدم اور زبان پر اُسکی توجہ ہوگی کیونکہ اس میں کمی ہونے سے خود وصول فی المقصود ہی مشکوک ہو جائیگا جس کو یہ ناگوار اور محبوب بالذات کی مقصودیت حقیقیہ کے خلاف سمجھے گا اُسی طرح جب اُس عاشق کو معلوم ہوگا کہ میں جس قدر اُس کا اکرام و مدارات و خدمت کروں گا میرا محبوب اُس قدر زیادہ خوش ہوگا تو وہ اور بھی اُس میں مشغول رہے گا اور شغل مانع عن الاشتغال بالمحجوب نہ ہوگا بلکہ اُس اشتغال میں اور زیادہ مصین ہوگا پس جس طرح اس مثال میں جس درجہ کی مقصودیت محبوب بالذات کی اس محب کے نظریں ہوگی اُسی درجہ کا التفات موصول کی حرکت و سکون پر ہوگا اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جس قدر التفات ہو وہ عین علامت ہوگی واحد تعالیٰ کے مطلوب ملتفت الیہ ہونے کی پس و نون التفاتوں میں تراحم نہ ہو بلکہ ملازم ہو پس اس وقت نقص کے رفع کرنے کے لیے درود شریف شروع ہو اگوا یا صلوا علیہ وسلموا تسلیما میں حکم ہو کہ اس واسطہ کی طرف توجہ بالا احترام کرنے سے ہم خوش ہوتے ہیں پس اگر کوئی ہمارا اور ہماری رضا کا طالب ہے تو اس واسطہ کی طرف توجہ بالا احترام کرے اور اُس کو اشتغال بالغیر نہ سمجھے کیونکہ اشتغال بالغیر بالمعنی الاغم منافی توحید نہیں بلکہ اشتغال بالغیر باین معنی کہ وہ غیر حاجب ہو مقصود سے منافی و معید ہے اور جو غیر کہ خود موصول ہو اُسکی طرف توجہ کرنا تو لازم توحید سے ہے کہ بدون اُس کے توحید ہی تک

وصول نہیں ہوتا وہاں ان حکمتاں میں ہوا بخ سالف الوقت فائدہ فقہیہ متعلقہ ادب و شریف ردالمحتار میں ہند یہ سے نقل کیا ہے کہ تاجر کا کپڑا کھولنے کے وقت اس غرض سے تسبیح یا درود پڑھنا کہ خریدار کو کپڑے کی عمدگی بتلانا مقصود ہے یا چونکہ ارجحانیکے لیے ایسا کرے اسی طرح کسی بٹے آدمی کے آنکے وقت اس غرض سے درود پڑھنا کہ لوگوں کو اُسکے آنے کی اطلاع ہو جاوے تو لوگ کھڑے ہو جاوے یا اُسکے لیے جگہ کر دیں یہ سب مکروہ ہے اور در مختار میں اسکو حرام کہا ہے ردالمحتار میں حرام کی تفسیر مکروہ تحریمی سے کی ہے حال یہ ہے کہ درود شریف عبادت ہے اور عبادت کو امر شرعی کے موافق کرنا چاہیے اور ان اغراض کے لیے اُسکا پڑھنا قواعد شرع کے خلاف ہے اسلئے ممنوع ہوگا اور ادب کے بھی خلاف ہے کہ اغراض خسیسہ کا آکھ ایسے امر شریف کو بنایا

بعض العشاق

<p>۱۔ رحمت بھیج اے پروردگار آدمیوں کے گروہ کے سردار پر جن سے خلفت کو امن ہے زمانہ شدت میں ۲۔ رحمت بھیج اے پروردگار اُس ذات پر کہ قیامت کی گرمی میں جو بیاں ہوگا وہ اُس کو شراب (طہور) کا پیالہ پلاوین گے۔</p>	<p>صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى رَأْسِ قُرْتِي النَّاسِ مِنْهُ لِلْخَلْقِ أَمَانٌ يَزِمَانِ الْبَاسِ صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى مَنْ هُوَ فِي حَرِّ عَدِ كُلِّ مَنْ يَطْلُؤُ نَيْفَهُ رَجِيحَ الْكَاسِ</p>
---	--

۳۔ وہو الذی عبرت عنه فی الخطبة بالعلم العظیم وقد ضاق اللفظ عن ادا ذاک المعنی والذی فی الطلب، وسیع وادق و لہذا الحمد والافتخار ۱۲۸۰

صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى مَنْ بَدَّجَاءِ الْكَرَمِ
 خَصَّ مَنْ جَاءَ إِلَيْهِ لِعُمُومِ النَّاسِ
 صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى مَنْ نَسِيَ كُلَّ لَبْسٍ
 مُبْدِلٍ لَوْحِشَةٍ فِي الْقُبْرِ بِاسْتِنَاسِ
 صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى رُوحِ رَيْبِ السَّلِ
 نَقْتِهِ نَحْنُ عَلَى أَرْحَلِهِ يَا لَوَاسِ

۳۳ رحمت بھیج اے پروردگار اُس ذات پر
 جنہوں نے امید کرم کے ساتھ خاص فرمایا ہر شخص
 کو جو آپ کے پاس حاضر ہوا عام لوگوں کے
 لیے ۳۴ رحمت بھیج اے پروردگار تمام
 لوگوں کے مونس پر جو وحشت کو قبر میں
 بدل بہ انس کرنے والے ہیں ۳۵ رحمت
 بھیج اے پروردگار رئیس الرسل کی روح
 پر جن کے قدموں پر ہم چلتے ہیں سر کے بل پہنچ

اثر تیسویں فصل آپ کے ساتھ توسل حاصل کرنے میں دعا کے وقت کو بطرح درود شریف
 قربت مقصودہ ہے یہ توسل قربت مقصودہ نہیں مگر صرف ایک خاصیت میں درود شریف
 کا ہم اثر ہے کہ دونوں سبب ہیں دعا کے اقرب الی الا جا بہ ہونے کے اسی لیے بعد
 درود شریف کے اسکا ذکر مستحسن معلوم ہوا اور گو بعض نے اس سلسلہ میں کچھ خلاف بھی
 کیا ہے مگر مسلک جمہود کا اسکا جواز ہے جبکہ حدود شرعیہ کو محفوظ رکھے اسی لیے
 مذہب منصور ہی ہوا پہلی روایت سنن ابن ماجہ صلوٰۃ الحاجہ من عثمان بن
 حنیف سے روایت ہے کہ ایک شخص تابنا بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
 ہوا اور عرض کیا کہ دعا بھیجے اللہ تعالیٰ مجھ کو عافیت دے آپ نے فرمایا اگر تو چاہے اسکو

۳۵ درود شریف کا یہ اثر فصل سابق کی ساتویں روایت میں اور بہت حدیثوں میں مذکور ہے اور توسل کا
 یہ اثر دوسری فصل کی دوسری روایت میں اور بھی متعدد روایات میں مذکور ہوا ہے ۱۲ مسند

ملتمی رکھوں اور یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو دعا کر دون اُس نے عرض کیا کہ دعا ہی کر دیجیے آپ نے اُسکو حکم دیا کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور دعوت پڑھے اور یہ دعا کرے اے اللہ میں آپ کے درخواست کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں بوسیلہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی رحمت کے اے محمد میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ وہ پوری ہوئے اے اللہ آپ کی شفاعت میرے حق میں قبول کیجیے و توفیق اس سے توفیق حاصل ہو ثابت ہوا اور چونکہ آپ کا اُسکے لیے دعا فرمانا کہیں منقول نہیں اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح توفیق کسی کی دعا کا جائز ہے اسی طرح توفیق عا میں کسی کی ذات کا بھی جائز ہے اور حاصل توفیق فی الدعاء کا یہ ہے کہ اے اللہ فلاں بندہ آپ کا مورد رحمت ہے اور مورد رحمت سے محبت اور اعتقاد رکھتا بھی موجب جلب رحمت ہے اور ہم اُس سے محبت اور اعتقاد رکھتے ہیں پس ہم پر بھی رحمت فرما اور توفیق بالاعمال میں بھی محمود و تقیر سے یہی تقریر ہے کہ یہ اعمال کے نزدیک موجب رحمت ہیں اور انکا فاعل بھی مرحوم ہوتا ہے اور ہم نے یہ اعمال کیسے کئے پس ہم پر رحم فرما اور اس میں جو یا محمد آیا ہے اس سے نذر غائب کا ثبوت نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو آپ کی خدمت میں حاضر تھا اتجمل الحاجۃ میں ہے کہ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے کتاب الدعوات میں نقل کیا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور بیہقی نے تصحیح کی ہے اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ وہ کھڑا ہو گیا اور بیٹا ہو گیا دوسری روایت انجاء الحاجۃ میں بعد تصحیح حدیث مذکور کے کہا ہے کہ طبرانی نے کبیر بن عثمان بن حنیف سابق لہ ذکر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس کسی کام کو جایا کرتا

اور وہ اُسکی طرف التفات نہ فرماتے اُس نے عثمان بن حنیف سے کہا اُنھوں نے فرمایا تو وضو کر کے مسجد میں جا اور وہی دعا اوپر والی سکھلا کر کہہ کہ یہ پڑھ چنانچہ اُس نے یہی کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جو پھر گیا تو اُنھوں نے بڑی تعظیم و تکریم کی اور کام پورا کر دیا الحدیث بہیقی نے اسکو دو طریق سے بیان کیا اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں ایسی سند سے نقل کیا ہے حسین روع بن صلاح بھی ہے اور ابن حبان و حاکم نے اُسکی توثیق کی ہے اور اس میں ایک گونہ ضعیف ہے (جو کہ ایسے ابواب میں مضمنین) اھ و اس سے توسل بعد الوفاۃ بھی ثابت ہوا اور علاوہ ثبوت بالروایۃ کے درایت بھی ثابت ہے کیونکہ روایت اول کے ذیل میں جو توسل کا حاصل بیان کیا گیا ہے وہ دونوں حالتوں میں مشترک ہے اور نہاد کا شبہ بیان بھی نہ کیا جاسکے دوجہ سے ایک تو متبادر قصہ سے یہ ہے کہ مسجد نبوی میں جانے کو فرمایا، سو وہاں حضور قریب ہی تشریف رکھتے ہیں نہاد غائب لازم نہیں آئی دوسرے سلف صلح خوش اعتقاد تھے نہاد القصد تبلیغ ملائکہ انکے حال سے ظاہر تھا بخلاف اسوقت کے عوام کے کہ عقیدہ میں غلو رکھتے ہیں اسی لیے اُنکو منع کیا جاتا ہے بلکہ اُنکی حفاظت کے لیے خواص کو بھی روکا جاتا ہے دوسرے وہ حضرات یہ نہاد حاجت روا سمجھ کر نہ کرتے تھے اب اس میں بھی غلو ہے پس اُنکا فعل ان قصص کے فعل کا مقیس علیہ نہیں ہو سکتا کاربہا کان را قیاس از خود دیگرہ اور یہی مراد ہے احقر کے اپنے اس قول سے آغاز فصل نہاد میں جبکہ حد و دشرعیہ کو محفوظ رکھے تیسری روایت مشکوٰۃ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب لوگوں پر قحط ہوتا حضرت عباس رضی اللہ عنہ علیہ السلام کے واسطے سے دعا بارش کی کیا کرتے اور فرماتے کہ اللہ ہم (پہلے) آپ کے

در بارین اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل کیا کرتے تھے آپ ہمو بارش دیتے تھے اور اب ہم آپ کے دربارین اپنے پیغمبر کے چچا کا توسل کرتے ہیں سو ہمو بارش دیجیے چنانچہ بارش ہوتی تھی روایت کیا اسکو بخاری نے و اس حدیث سے غیر نبی کے ساتھ بھی توسل جائز نکلا جبکہ اسکو نبی سے کوئی تعلق ہو قرابت حسیہ کا یا قرابت معنویہ کا تو توسل بالنبی کی ایک صورت یہ بھی نکلی اور اہل فہم نے کہا ہے کہ اس پر مستنبہ کرنے کے لیے حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے توسل کیا نہ اس لیے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفات کے بعد توسل جائز نہ تھا جبکہ دوسری روایت سے اسکا جواز ثابت ہے اور چونکہ اس توسل پر کسی حدیث سے نکتہ منقول نہیں اس لیے اُسیں اجماع کے معنی آگئے چوتھی روایت ابو الجوزاء سے روایت ہے کہ مدینہ میں سخت قحط ہوا لوگوں نے حضرت عائشہؓ سے شکایت کی آپ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو دیکھ کر اُسکے مقابل آسمان کی طرف اُسیں ایک سفند کردو بیان تک کہ اُسکے اور آسمان کے درمیان حجاب رہے چنانچہ ایسا ہی کیا تو بہت زور کی بارش ہوئی الحدیث روایت کیا اسکو دارمی نے کذا فی خیر الموعظ باب لکرامات و او پر توسل بقول ثابت ہوا تھا اس سے توسل بالفعل بھی جائز ثابت ہوا اسکے معنی بھی بزبان حال یہ تھے کہ یہ آپؐ کی قبر ہے جسکو ہم تلبس جسد نبوی کی وجہ سے متبرک سمجھتے ہیں اور نبی کی ملائیں چیز کو متبرک سمجھنا یہ بوجہ اسکے کہ علامت اعتقاد غفلت نبی کی عمل مرضی اور موجب رحمت ہے پس ہم پر رحم فرمائیے پانچویں روایت ابو ہب میں بسند امام ابو المنصور صلیغ اور ابن النجار اور ابن عساکر اور ابن الجوزی رحمہم اللہ تعالیٰ محمد بن حرب ہلال سے روایت کیا ہے کہ میں قبر مبارک کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا تھا کہ ایک

اعرابی آیا اور روایت کر کے عرض کیا کہ یا خیر الرسل اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک
 سچی کتاب نازل فرمائی جس میں ارشاد فرمایا ہے ولوانتم اذ ظلموا انفسکم جاءکم
 فاستغفروا للعلل استغفر لہم الرسول لعلہ اللہ تعالیٰ بآجیما اور میں آپ کے پاس اپنے
 گناہوں سے استغفار کرتا ہوں ۱۱ اور اپنے رب کے حضور میں آپ کے وسیلے سے عطا
 چاہتا ہوں آیا ہوں بھروسہ و شرف ہے آنحضرت اور ان محمد بن حرب کی وفات ۳۷۰ھ میں ہوئی ہے
 غرض مانہ خیر القرون کا تھا اور کسی سے اس وقت تک نہ منقول نہیں پس محبت ہو گیا من العوض

وَمِنْ تَكُنْ بِرَسُولِ اللَّهِ فَصَدْرُهُ
 فَأَلْفَمَهُ مِنْ حَنْدَلَةٍ وَالنَّصْرُ وَالظَّفَرُ
 دَعَاكُمْ مُسْتَعِينًا رَاجِيًا أَمَلًا
 فَعَلَّ لَهُ مِنْ سِوَى الْظَّفَرِ نَظَرُ
 فَأَعْطَفَ الْيَمَى عَلَيْنَا فَلَبَّ سَيِّدَنَا
 خَيْرًا لَا نَامَ فِيهِ الْعُطْفُ مُنْطَبِرًا
 يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
 عَلَى حَبِيبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعَصْرُ

۱۵ اور جس شخص کی نصرت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے توسل سے ہو تو فتح اور نصرت و ظفر اسکے
 لشکر میں سے ہے ۱۶ اس بندہ نے ایک بار رسول اللہ
 مستغیت ہو کر اور امید کی چیزوں کا امیدوار ہو کر
 بیکار رہے سو اس کے لیے سو آپ کے لطف کے کوئی نذر
 گاہ نہیں ۱۷ سو اسے اللہ ہم پر ہمارے سردار
 خیر الامم کے قلب کو ہر بار کر دیکھے کیونکہ آپ کی
 طرف سے عطوفت کا انتظار ہے ۱۸ منہ

اوستا الیسون فصل کے اخبار و آثار کی کثرت ذکر و تکرار میں چونکہ شدت محبت
 کو کثرت ذکر لازم ہے لہذا یہ فصل بھی لواقع مضمون وجوب محبت نبوی سے ہے جو کہ
 بنیستون فصل میں مذکور ہے مگر ترتیب میں فصل توسل سے اس لیے موصول کی گئی کہ سطح
 توسل میں بعض نے غلو کر لیا ہے اسی طرح ذکر شریف میں بعض نے حد و کو چھوڑ کر کوئی
 افراط میں کوئی تفریط میں کوئی اشتباہ میں کوئی تخیل میں مبتلا ہو گیا جس کا مختصر اس فصل میں

بھی بیان کیا جاوے گا مگر اول سن کر شریف کا شرعاً و طبعاً مطلوب ہونا بیان کیا جاتا ہے

لابن ابی الحجاز

لہ سن رکھ اے عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو عشق میں خوب ترقی کر اور اپنی زبان کو خوشوے ذکر نبوی سے خوش معطر کر سلم اور اہل بطالت کی کچھ بروامت کر کہ تو نہ علات جہان کی اس کے حبیب کی محبت ہے ۱۲ سنہ

اَلَا بِأَحَبِّ مَصْطَفَى زِدْ صَبَاحَةً
وَصَمِّحْ لِسَانَ الدِّكْرِ مِنْكَ بِطَبِيبِهِ
وَلَا تَعْبَأَنَّ بِأَلْمُطْلِقِ وَلَا تَمَسَّ
عَلَامَةَ جُحَيْلٍ لَّهِ حُحْتُ حَبِيبِهِ

مشروعیت و مطہر عیت کر شریف آیت و در فضائل ذکر کرد پہلی

روایت حضرت عباسؓ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ رسول اللہ ہیں آپ نے فرمایا کہ میں رسول تو ہوں ہی مگر دوسرے فضائل جیسی ونسی بھی رکھتا ہوں چنانچہ میں (محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں اللہ تعالیٰ نے خلق کو (جو کہ جن وغیرہ کو بھی شامل ہے) پیدا کیا اور مجھ کو ان کے بہترین (یعنی انسان) میں سے کیا پھر ان (انسانوں) کو دو فرقے (عجم و عرب) بنائے اور مجھ کو بہترین فرقہ (یعنی عرب) میں کیا پھر ان (عرب) کو مختلف قبیلے بنائے اور مجھ کو بہترین قبیلہ (یعنی قریش) میں بنایا پھر ان (قریش) کو کئی خاندان بنائے اور مجھ کو بہترین خاندان (یعنی بنی ہاشم) میں بنایا پس میں اپنی ذات کے اعتبار سے بھی سب میں افضل ہوں اور خاندان کے اعتبار سے بھی سب سے افضل ہوں روایت کیا اسکو ترمذی نے کذا فی مشکوٰۃ و اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ نے اپنے فضائل کا ذکر برسر منبر فرمایا دوسری روایت فقیر ابو الیث نے تنبیہ الغافلین میں اپنی سند متصل سے حضرت علیؓ سے

روایت کیا ہے کہ جب سرہ اذاجا و نصر اللہ آپ کے مرض میں نازل ہوئی سو آپ نے توقف نہیں فرمایا جمعرات کے روز باہر تشریف لائے اور منبر پر بیٹھے اور حضرت بلالؓ کو بلا کر فرمایا کہ مدینہ میں اعلان کر دو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت سننے کو جمع ہو جاؤ چنانچہ بلالؓ نے پکار دیا اور چھوٹے بڑے سب جمع ہو گئے آپ نے کھڑے ہو کر حمد و ثنا و صلوة علی الانبیاء کے بعد فرمایا کہ میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہوں عربی حرمی مکی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے کذا فی الجلد الاول من فتاویٰ مولانا عبدالحی قصیدہ و اس سے بھی امر ثابت بروایت اول ثابت ہوئے زیادہ جمع ناس تقصد نشر علم جیسا کہ ارشاد نبویؐ بھی اسپر دال ہے کہ وصیت سنو کو جمع ہو جاؤ تیسری روایت حضرت عائشہ رضی عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسانؓ کے لیے مسجد میں منبر رکھتے تھے کہ اسپر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مفاخر بیان کرتے اور مشرکین کے مطاعن کا جواب دیتے اور آپ ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالیٰ احسان کی تائید روح القدس سے فرماتا ہے جب تک یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مفاخرت یا مدافعت کرتے رہیں گے روایت کیا اسکو بخاری نے کذا فی مشکوٰۃ و اس سے آپ کا اپنے فضائل کا بیان کرنا ثابت ہوا اور اس کے منطوق ہونیکا جواز بھی ثابت ہوا جبکہ حد شرعی کے اندر ہو چوتھی روایت حضرت حسن بن علی رضی عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے مامون مہند بن ابی ہالہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل کے نسبت سوال کیا اور وہ آپ کے حلیہ شریف کا بکثرت ذکر کیا کرتے تھے اور میں اشتیاق رکھتا تھا کہ میرے سامنے کچھ بیان کریں تو میں اسکو اپنے ذہن میں جالوں الحدیث کذا فی الشمائل للترمذی و

اس سے دو امر ثابت ہوئے حضرت حسن بن علی کا شوق آپ کے شمائل کے ذکر کرنے کا اور حضرت ہند کا ذوق بکثرت آپ کے شمائل کے ذکر کرنے کا نیز شمائل میں حضرت حسین کا حضرت علیؑ سے آپ کی سیرت مجالست کی نسبت ہوا ل کر نامروی ہے۔

یا نجوین! وایت خارجہ بن زید بن ثابتؓ روایت ہے کہ ایک مجمع حضرت زید بن ثابت کے پاس آیا اور کہنے لگے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ باتیں کہجئے انھوں نے فرمایا کہ میں کیا کیا باتیں کروں (کہ احاطہ بیان سے خارج ہیں اس کے بعد کچھ حالات بیان کیے) کذا فی الشمائل للترمذی و اس سے تابعین کا اشتیاق آپ کے حالات سننے کا ثابت ہوا غرض حق تعالیٰ کے ارشاد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فعل سے صحابہ و تابعین کے عمل سے اس ذکر شریف کا مندوب و محبوب ہونا معلوم و مفہوم ہوا اتقوا سینیسیون فیصل میں وہ مواقع مذکور ہوئے ہیں کہ وہاں درود شریف پڑھنا خلاف دیکھے اس سے بھی سمجھ لینا چاہیے کہ ذکر شریف بھی اگر قواعد شرعیہ کے خلاف ہو گا جیسا بعض نے احتیاطوں کے تحت کل اس میں بعض شرکت کے ضمن کر لیا ہے وہ سود ادب نا شروع ہو جاوے گا خلاصہ یہ کہ محبت کے ساتھ ادب نہایت ضروری ہے

طرق الحشوق کما آداب | ادبوا النفس ایہا الاصحاب

من القصیدۃ

لہ یوم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بذریعہ معنوت خدمت کی کہ میں اُس کے ذریعہ سے اُس کے عکس گناہوں کی عافی جانتا ہوں جو مشرگوں اور راجے نیا کی خدمت میں اور مع و ثنائین گذاری تھے او جسے میں نے تعزیرات حضرت محمدؐ کی اپنے حکم کو لازم کر دینے میں تو میں نے اُس کو اپنی نجات کے لیے نہایت عزم و مصاہرہ اور فدا میں پایا ہے۔

خَدَمْتُهُ بِمَدِيحٍ اسْتَقِيلَ بِهِ
دُعَايَ عَمٍّ مَضَى فِي الشَّعْرِ وَالْخَدَمِ
وَمِنْهُ الزَّمْتُ أَمَّا رِي مَدِيحُهُ
وَحَدَّثُهُ بِخَلَا مِي خَدَمْتُهُ

<p>وَلَنْ يَقُوْتَ الْغَفْوَةَ يَكْدًا تَرَبَّتْ اِنَّ اَحْيَا يَنْدِيَتْ اَكْرَهًا رَفِيْ اَلَا كَو يَنْ اَرَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ اِمَّا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَلُوْا الْخَلْقُ كُلُّهُمْ</p>	<p>۱۵ اور وہ تو انگری جو ہر رات کھنکرت صلی اللہ علیہ وسلم جال لگی وہ ہنگو کسی ہاتھ کو خالی و محتج نہیں چھوڑے گی بلکہ سب کو مال مال کرنے گی کیونکہ پچا فیض مثل عام مال کے ہے کہ وہ زمین سے لائق زراعت کو حسین اسکا پانی بخوبی ٹھہرتا ہے ترو تا زہ کرنا ہے (اس میں شاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور مع بغرض انتقل کے اہل دنیا سے ہونا چاہیے) ۱۲ عطر الوردہ</p>
--	--

چالیسویں فصل زیارت فی المنام کے بیان میں۔ جانتا جا ہیے کہ جسکو بیماری
 میں یہ شرف نصیب نہیں ہوا اُسکے لیے بجائے اُسکے خواب میں زیارت سے شرف
 ہو جانا سراپا کی تسلی اور فی نفسہ ایک نعمت عظمی و ولایت کبریٰ ہے اور اس سعادت
 میں اکتساب کو اہل علم داخل نہیں محض مہربوب ہے و نعم ما قیل

این سعادت بزورِ بازو نیست | تانہ بخشند خدا سے بخشندہ

ہزاروں کی عمر میں اس حسرت میں ختم ہو گئیں البتہ غالب یہ ہے کہ کثرت درود و تعریف
 و کمال اتباع سنت و غلبہ محبت پر اسکا ترتیب ہو جاتا ہے لیکن چونکہ لازمی اور قطعی نہیں
 اسلئے اسکے نہویں معنوم و محزون ہونا چاہیے کہ بعض کے لیے اسی میں حکمت و رحمت ہے
 عاشق کو رخصتے محبوب سے کام خواہ وہ مل ہو تب اور ہجر ہو تب و لہٰذا درین قال ہے

اے یار وصال ویرید محبری | فاترک ما ارید لما یرید

قال العارف الشیرازی

فراق و وصل چہ باشد رضا دوست طلب | کہ حیف باشد از و غیر او تمنائی

اے کہ مراد از مذاق شکرست۔ بے مرادی نے مراد دلبرست ۱۲۰ سنہ

اسی سے یہ بھی سمجھ لیا جاوے کہ اگر زیارت ہو گئی مگر طاعت سے رضا حاصل نہ کی تو وہ کافی نہ ہوگی کیا خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بہت سے صورت زائر یعنی مجبور اور بعض صورت مجبور جیسے اولیں قرنی کہ معنی قرب سے مسرور تھے اب بعض روایات مشکوٰۃ سے اس زیارت کی فضیلت میں لکھی جاتی ہیں پہلی روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجبور خواب میں دیکھا اُسے مجبور ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں تمثال نہیں ہو سکتا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے دوسری روایت حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجبور (خواب میں) دیکھا اُسے امر واقعی دیکھا (یعنی مجبور ہی دیکھا) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے و ان دون حدیثوں کا ایک ہی اصل ہے مشکوٰۃ کے حاشیہ میں سید رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس باب میں دو قول نقل کیے ہیں کہ اگر حلیہ شریف کے موافق صورت نہ دیکھے مگر قلب میں علم ضروری کے طور پر یہ بات القا ہو جاوے کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو آیا یہ روایت بھی صحیح ہے یا نہیں جنہوں نے اسکو بھی صحیح کہا ہے اختلاف صورت کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ یا تو یہ اس دیکھنے والے کی کمی ہو جیسے مکدر آئینہ میں صاف چہرہ بھی مکدر نظر آتا ہے یا بعض آئینوں میں صورت بیڑھی نظر آتی ہے تو وہ صورت تو واقعی اُس مٹی کی ہے مگر عرابی آئینہ میں ہے اور یا یہ وجہ ہے کہ وہ صورت حقیقت میں روح مقدسہ کی مثال ہے اور مثال کے لیے اصل صورت پر ہونا ضرور نہیں اور مازنی نے اسی قول کو صحیح کہا ہے اور نووی نے بھی یہی کہا ہے واللہ اعلم یتسری روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ کو خواب میں دیکھے وہ مجھ کو بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت نہیں بن سکتا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے و اس میں بشارت ہے اُس خواب دیکھنے والے کے لیے حسن خاتمہ کی پانچہ ہزار گان دین نے ایسے خواب کی یہی تعبیر دی ہے کہ اُس شخص کا خاتمہ بالآخر ہوگا یہی معنی ہیں حضور کے اس ارشاد کے کہ وہ بیداری میں بھی دیکھے گا یعنی آخرت میں تجھے اُسکو قرب ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ جیسے اعمال مبشرہ متقید ہیں ایمان و تقویٰ کے ساتھ اسی طرح احوال مبشرہ بھی رہی یہ بات کہ پھر احوال کا اس میں کیا دخل ہوا سو بات یہ ہے کہ ایسے احوال غالباً دلیل رانی ہیں اعمال مبشرہ کی اور اعمال کا دخل بشارت میں ظاہر ہے پس احوال دلیل بشارت میں نہ کہ علت پس نکاح و دل مرتبہ علامت میں ہے تنبیہ اگر خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرمائیں تو اگر وہ امر مشروع ہے عمل کیا جاوے گا اور اگر غیر مشروع ہے تو دیکھنے والے کی غلطی پر محمول ہوگا رہا یہ کہ عمل کرنے کے لیے جب مشروع ہو نا شرط ہو تو یہ اقبل و یا کے معنی تھا روح کا کیا اثر ہوا سو بات یہ ہے کہ روایہ اُسکا تا کہ اس شخص کے حق میں ہو جاوے گا و اعلم

من القصیدۃ

لہ بان لذت کو خیال محبوب میرے پاس آیا اور مجھے بیدار کر دیا اور حقیقت یہ کہ محبت اور عشق لذت پر الم کا اثر ڈال دیتی ہے لہ اور بار باری غفلت جو اپنے خیال کو اپنے قیام میں حقیقت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں کس طرح دریافت کر سکتے ہیں یعنی نہیں کر سکتے و مشعر اول میں انظار بشارت ہے خواب میں بشارت ہے میرے اور شرفانی میں اشارہ ہے کہ خالی خواب بر قاعدت کر کے اتنا نہ جھوڑ دے ۱۲۱ عطر نور دہ -

لَعَمْرُؤُا سَدَىٰ عَيْفٍ مِّنْ أَهْوَىٰ قَارِقِي
وَالْحُبُّ يَعْتَرِضُ اللَّذَاتِ بِكَالِ لَوْ
وَكَيْفَ بُدِّرَ لِي فِي الدُّنْيَا حَقِيقَتُهُ
قَوْمٌ نِّيَاهُمْ تَسْلُوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ
يَا كَرِمْ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلَىٰ حَبِيبِكَ خَيْرًا لِّخَلْقٍ كُلِّهِمْ

فصل الثانی لیسوین اور یہ آخری فصل ہے حضرات صحابہ و اہل بیت و علمائے محبت و عظمت میں جسکی وجہ ظاہر ہے کہ محبوب کے متعلقین طبعاً محبوب ہوتے ہیں خاص کر وہ متعلقین جو محبوب کے محبوب اور مدوح بھی ہوں پھر خصوص جبکہ ان کے ساتھ محبت رکھنے کے لیے خود محبوب کا حکم بھی ہو تو وہ شرعاً بھی محبوب ہوں گے اور سب سے بڑھ کر ایسی حالت میں کہ اب محبوب تک رسائی کی بھی توقع نہ رہی ہو تو محبوب کے قائم مقاموں کو ہی غنیمت سمجھنا چاہیے بقول مولانا رومؒ

چونکہ شد خورشید و مارا کرد داغ	چاہہ نبود در مقامش جز چراغ
چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب	بوے گل را از کہ جویم از گلاب

ان وجوہ پر نظر کر کے یہ حکم بالکل صحیح ہو گا کہ جن لوگوں کو ان حضرات کے ساتھ محبت اور تعلق نہ ہو اسکا دعویٰ حب نبوی کے باب میں محض غلط ہو گا اب اس کے متعلق بعض روایات مذکور ہوتی ہیں۔ فضائل صحابہ پہلی روایت حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے اصحاب کا اکرام کرو کہ وہ تم سب میں سب سے بہتر ہیں روایت کیا اسکو نسائی نے و قسری روایت حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے بارہ میں میرے بعد ان کو نشانہ (اعترافات کا) مت بنانا جو شخص ان سے محبت کرے گا وہ میری محبت کی وجہ سے اسے محبت کرے گا اور جو شخص ان سے بغض کرے گا وہ میری بغض کی وجہ سے اسے بغض کرے گا اور جو ان کو ایذا دے گا اسے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی اسے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی بہت جلد اللہ تعالیٰ اسکو پکڑے گا روایت کیا اسکو ترمذی نے

۱۵ اس فصل کی سب سے روایات مشکوٰۃ کی ہیں ۱۲۰

و جو شخص اُن سے محبت کر گیا اُن کا مطلب ہے کہ اُن سے محبت رکھنا اس سبب سے ہو گا کہ شخص کو
 مجھ سے محبت ہوگی تو ضرور میرے مخصوصین سے محبت ہونا لازم ہے اسی طرح اُن سے
 بغض رکھنا بھی اسکی علامت ہوگی کہ اُس شخص کو مجھ سے بغض ہے اسلیے میرے مخصوصین سے
 بھی بغض ہے کیونکہ اگر مجھ سے محبت ہوتی تو اُن سے بغض کیوں ہوتا جبکہ وہ میرے محبوب
 اور مددگار بھی ہیں تیسری روایت حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے
 کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب کو براست کہو کیونکہ اگر تم میں
 کوئی شخص اُحد پہاڑ کی برابر بونا چر کرے تب بھی اُن صحابہ کے ایک مد (یعنی ایک سیر)
 اور بلکہ نصف مد (کے درجہ) کو بھی نہ پہنچے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم و ابوداؤد
 یعنی ثواب میں برابر نہ ہو فضائل اہل بیت پہلی روایت حضرت ابن عباس
 سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اسلیے (بھی)
 محبت رکھو کہ وہ تمکو نعمتیں کھانے کو دیتا ہے اور مجھ سے محبت رکھو خداے تعالیٰ کے
 ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے (یعنی اللہ تعالیٰ جب محبوب ہیں اور میں اُسکا رسول
 اور محبوب ہوں اسلیے مجھ سے محبت رکھو) اور میرے اہل بیت سے محبت رکھو میرے
 ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے (یعنی جب میں محبوب ہوں اور اہل بیت میرے منتخب
 و محبوب ہیں تو اُن سے بھی محبت رکھو) روایت کیا اسکو ترمذی نے دوسری روایت
 حضرت ابو ذر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے
 کہ میرے اہل بیت کی مثال تم میں ایسی ہے جیسے نوح علیہ السلام کی کشتی جو شخص اُس میں
 سوار ہوا اُسکو نجات ہوئی اور جو شخص اُس سے جدا رہا ہلاک ہوا روایت کیا اسکو احمد نے
 و یعنی انکی محبت و متابعت موجب نجات ہے اور بغض و مخالفت سبب ہلاک

دین کی روحانی تربیت کرتے ہیں کہ یہی کام تھا حضراتِ انبیاء علیہم السلام کا اور نہ
 علمائے بے عمل کی سخت مذمت بھی آئی ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ جو شخص غفلت سے
 علم طلب کرے کہ علماء سے مقابلہ کر گیا یا جملا سے مجاہدہ کر گیا یا لوگوں کو اپنی طرف
 متوجہ کر گیا اللہ تعالیٰ اُسکو دوزخ میں داخل کر گیا اور فرمایا ہے کہ جو شخص علم دین کو دنیا
 کے کسی مطلب کے لیے حاصل کر گیا وہ قیامت میں جنت کی خوشبو بھی نہ پاوے گا اور فرمایا
 ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم ہر روز چار سو بار بپاہ مانگتا ہے اور
 اسی میں ریاکار علماء داخل ہوں گے اب علمائے باعمل کے فضائل کی روایات کو ر
 ہوتی ہیں پہلی روایت کثیر بن قیس نے حضرت ابوالدرداء سے ایک بڑی حدیث
 میں روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ عالم کے لیے تمام
 مخلوق آسمان اور زمین کی اور پانی میں مچھلیاں استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت
 عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت دوسرے کو اکب پر اور
 علماء و ارث ہیں انبیاء کے اور انبیاء نے دنیا راورد رہم میراث میں نہیں چھوڑا صرف
 علم کو میراث چھوڑا ہے سو جس نے اُسکو حاصل کیا اُس نے پورا حصہ حاصل کیا روایت کیا
 اسکو احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے دوسری روایت
 حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزردو
 مجلسوں پر ہوا جو آپ کی مسجد میں بیٹھے تھے (ان میں ایک عابدوں کی مجلس تھی اور
 دوسری عالموں کی) اپنے فرمایا دیو نوں اچھے ہیں اور ان میں ایک بہ نسبت دوسرے
 کے افضل ہے سو یہ لوگ (یعنی عابد) جو ہیں تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور کسی
 طرف التجا کرتے ہیں سو اگر مایوسی ہوے اور اگر چاہیں نہ دے اور یہ دوسری لوگ (یعنی عالم) جو ہیں

دین کے احکام یا فرمایا علم کی باتیں سیکھ رہے ہیں اور جاہل کو سکھاتے ہیں سو یہ زیادہ
افضل ہیں اور میں بھی تعلیم کنندہ ہی ہو کر مبعوث ہوا ہوں پھر آپ ان لوگوں میں
بیٹھ گئے (تاکہ معلوم ہو جاوے کہ یہ جاعت خاص آپ کی ہے) روایت کیا اسکو
دارمی نے تیسری روایت حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے دو شخصوں کی نسبت پوچھا گیا جو بنی اسرائیل میں تھے ایک تو عالم تھا
کہ فرض (مع اُسکے ضروری تعلقات کے) پڑھ لیتا اور پھر لوگوں کو دین کی تعلیم دینے
بیٹھ جاتا اور دوسرا دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا سو ان میں کون افضل
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جو عالم تھا جو فرض (مع اُسکے ضروری تعلقات
کے) پڑھ لیتا اور پھر لوگوں کو دین کی تعلیم دینے بیٹھ جاتا اسکی فضیلت اُس عابد پر
جو دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا ایسی جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ
شخص پر روایت کیا اسکو دارمی نے ورنہ ان احادیث کے علما کا جانشین پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم ہونا ظاہر ہے پہلی روایت میں تو وارث کا لفظ صحیح ہے دوسری روایت میں
اس بچا انہیں بیٹھ جانا اس تناسب خاص پر صاف دل ہے اور تیسری روایت میں فضیلت میں
عالم کو اپنے ساتھ تشبیہ بنی اس اختصاص کی واضح دلیل ہے اور حضرت صحابہؓ آل ازواج کا تعلق اور
ارتباط محتاج تنبیہ نہیں پس ان سب جماعتوں سے محبت رکھنا تمہارے محبت بنو یہ کام

۱۲
۱۲

۱۲ یہ حضرات جماعت ہیں خیر خلق کی کہ تائید
فرمائی ہے ان کی رب سماء نے توفیق و تیار
کے ساتھ ۱۲ سوران کی محبت واجب ہے
کہ درہن اُس سے شفا یاتا ہے سو جو شخص
ان سے محبت کرتا ہے وہ آتش و دوزخ
سے نجات پاوے گا ۱۲

وَلَهُ جَمَاعَةٌ يَخِيزُ الْخَلْقَ اَيُّدُهُمْ
رَبُّ السَّمَاوَاتِ يَوْمَ تَأْتِي السَّحَابُ
وَتُجْمَعُ وَاجِبٌ يَشْفِي السَّقِيمَ بِهِ
فَمَنْ احْبَبَهُمْ يَجْعَلْهُ مِنَ الْبَارِ
يَا رُبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْنَا اَبَدًا
عَلَى حَبْلِكَ مَتَى لَا تَأْتِيَا كُنَّا

خاتمة

اسی میں بھی مثل مقدمہ کے تین مضمون ہیں مضمون اول متعلق فصل ۳ جس میں درود شریف کے فضائل مذکور ہیں مناسب معلوم ہوا کہ اپنے رسالہ زاد سعید چہل حد درود شریف کی بعینہ نقل کر دیا جائے تاکہ اس سالہ کے پڑھنے والے ختم پر ان صبیحوں کو کم از کم ایک بار پڑھ لیں کہ فصل ۳ پر ساتھ ہی ساتھ عمل بھی ہو جاوے۔ وہ ہونہا

چہل حدیث مشتمل بر صلوٰۃ وسلام

صَبِيحُ صَلَوة

حَدِيثُ (أَوَّلُ) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْزِلْهُ
الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ (۲) اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّاعُوَةِ الْفَائِمَةِ وَالصَّلَاةِ
الْتَّائِفَةِ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ رِضًا لَا تَخْطُ لَعْدًا أَبَدًا (۳) اللَّهُمَّ
صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ (۴) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ
عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَآلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَ
بَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ
(۵) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (۶) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

عبد
میں سے
۶

وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ تَجِيدُ وَبَارِكُ
عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ
تَجِيدُ (٦) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ
وَبَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ
إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ تَجِيدُ (٨) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ تَجِيدُ
وَبَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
حَمِيدٌ تَجِيدُ (٩) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ تَجِيدُ (١٠) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ تَجِيدُ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ
وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ تَجِيدُ (١١)
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ
وَبَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ تَجِيدُ (١٢) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآزُوجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآزُوجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ تَجِيدُ (١٣) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ
مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آزُوجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ
عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آزُوجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (١٣) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهِ
 وَأَهْلِيهِ الْمَوَدَّةِ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
 إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (١٤) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ
 عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَتَرَحَّمْ
 عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى
 آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (١٥) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
 وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
 حَمِيدٌ مُجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
 عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ اللَّهُمَّ تَرَحَّمْ
 عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى
 آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ اللَّهُمَّ فَخِّنْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا فَخَّنْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
 حَمِيدٌ مُجِيدٌ اللَّهُمَّ سَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ
 عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (١٦) اللَّهُمَّ
 صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ
 عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَآلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ
 وَتَرَحَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ
 حَمِيدٌ مُجِيدٌ (١٧) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

عَلَى اِبْرَاهِيمَ وَعَلَى اِلِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْبٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى
 عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اِلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اِبْرَاهِيمَ وَعَلَى اِلِ
 اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْبٌ (١٩) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
 وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِلِ اِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 اِلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اِلِ اِبْرَاهِيمَ (٢٠) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى
 مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلَى اِلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيمَ
 وَبَارَكْتَ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ
 حَمِيْدٌ مُّجِيْبٌ (٢١) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ
 وَعَلَى اِلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اِلِ مُحَمَّدٍ صَلَوةً تَكُنُ
 لَكَ رِضًى وَلَهُ جَزَاءٌ وَلِحَقُّهُ اَدَاءٌ وَاعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفِضْلَةَ
 وَالْمَقَامَ الْحَمُوْدَ الَّذِي وَعَدْتَ لَهُ وَاجْزِهِ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهُ
 وَاجْزِهِ اَفْضَلَ مَا جَارَيْتَ نِسْأَنَ قَوْمِهِ وَرُسُلَا عَرَبِ
 اُمَّتِهِ وَصَلِّ عَلَى جَمِيْعِ اِخْوَانِهِ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصّٰلِحِيْنَ سَا
 اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ (٢٢) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ
 وَعَلَى اِلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيمَ وَعَلَى اِلِ اِبْرَاهِيمَ
 وَبَارَكْتَ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلَى اِلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
 عَلَى اِبْرَاهِيمَ وَعَلَى اِلِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْبٌ (٢٣)
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيمَ
 اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْبٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمُ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ

وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ تَجِيدُ
 اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِينَ
 عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ (٢٢) اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتَكَ
 وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا
 عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ تَجِيدُ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
 وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
 إِنَّكَ حَمِيدٌ تَجِيدُ (٢٥) صَلِّ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ

صَبِّحُ السَّلَامِ

(٢٦) الْحَيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ
 وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
 (٢٧) الْحَيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ
 وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
 (٢٨) الْحَيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ
 وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ
 مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (٢٩) الْحَيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ

الطِّبَاتُ يَدُ اللَّهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
سَلَامٌ عَلَيْكَ وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (٣٣) بِسْمِ اللَّهِ وَ
بِاللَّهِ الْحَيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ
أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ
الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ أَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ أَجَنَّةٌ وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ (٣٤) الْحَيَّاتُ
لِلَّهِ الرَّالِيَّاتُ لِلَّهِ الطِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (٣٥)
بِسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ خَيْرُ الْأَسْمَاءِ الْحَيَّاتُ الطِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ
لِلَّهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ
أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا
وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ اللَّهُمَّ
اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي (٣٦) الْحَيَّاتُ الطِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ
وَالْمَلِكُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
(٣٧) بِسْمِ اللَّهِ الْحَيَّاتُ لِلَّهِ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ الرَّالِيَّاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ
عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ

الصَّالِحِينَ شَهِدْتُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ شَهِدْتُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ
 (۳۵) الْحَمْدُ لِلَّهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّالِمَاتُ لِلَّهِ أَشْهَدُ
 أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
 وَرَسُولُهُ أَسْلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
 أَسْلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ (۳۶) الْحَمْدُ لِلَّهِ
 الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّالِمَاتُ لِلَّهِ أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ أَسْلَامُ عَلَيْكَ
 أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ أَسْلَامُ عَلَيْنَا
 وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ (۳۷) الْحَمْدُ لِلَّهِ الطَّيِّبَاتُ
 لِلَّهِ أَسْلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
 أَسْلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ (۳۸) الْحَمْدُ لِلَّهِ
 الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّالِمَاتُ لِلَّهِ أَشْهَدُ أَنَّ لَا
 إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (۳۹) الْحَمْدُ لِلَّهِ
 الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ أَسْلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ
 وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ أَسْلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ
 أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ -
 (۴۰) بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ مَضْمُونٌ وَمُتَعَلِقٌ
 فصل ۳۳ حسین آپ کے ساتھ توسل حاصل کرنے کی برکت مذکور ہے۔

عطر الوردہ میں قصیدہ بردہ کے برکات میں لکھا ہے کہ صاحب قصیدہ یعنی امام
 ابو عبد اللہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بوسیری قدس سرہ کو فاج ہو گیا
 تھا جس سے نصف بدن بیکار ہو گیا انھوں نے باہمام ربانی یہ قصیدہ تصنیف
 کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے
 آپ نے اپنا دست مبارک اُن کے بدن پر پھیر دیا یہ فوراً شفا یاب ہو گئے اور یہ
 اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی اور اُس نے درخواست
 کی کہ مجھ کو وہ قصیدہ سنا دیجیے جو آپ نے مع نبوی میں کہا ہے انھوں نے
 پوچھا کونسا قصیدہ اُس نے کہا جس کے قول میں یہ ہے اَمِنْ تَذَكُّرٍ جَدِّ اِنْ
 بِدِخَانٍ سَكَبَ اِنْ کَوْنُکُمْ اَنْھُوں نے کسی کو اطلاع نہیں دی تھی
 اُس درویش نے کہا کہ واللہ میں نے اس کو اُس وقت سنا ہے جبکہ یہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پڑھا جا رہا تھا اور آپ خوش ہو رہے تھے
 سو انھوں نے یہ قصیدہ اُس درویش کو دیدیا اور اس قصہ کی شہرت ہو گئی
 اور شدہ شدہ یہ خبر صاحب بہاء الدین وزیر ملک ظاہر کو پہونچی اُس نے
 نقل کرایا اور وہ اور اُس کے گھر والے اس سے برکت حاصل کرنے تھے اور
 انھوں نے بڑے بڑے آثار اسکے اپنے دُنوی و دینی امور میں دیکھے اور
 سعد الدین خارتی جو کہ توفیق نگار وزیر مذکور کا تھا آشوب چشم میں مبتلا ہوا کہ
 قریب تھا آنکھیں جاتی رہیں کسی نے خواب میں کہا کہ وزیر کے پاس جا کر اُس سے
 قصیدہ بردہ لیکر آنکھوں پر رکھو چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا اور بیٹھے بیٹھے اس کو
 پڑھا فی الفور اللہ تعالیٰ نے اُس کو شفا بخشی اور رسالہ نیل الشفا مؤلفہ ہجرت میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشہ فعل شریف کے برکات و خواص مذکور ہیں جب صرف اُن الفاظ میں جو کہ آپ کے معنی و مدح کے صورت و مثال ہیں اور پھر اُن نقوش میں جو کہ اُن الفاظ پر دال ہیں اور اُس ملبوس میں جو کہ آپ کی فعال ہیں اور پھر اُن نقشوں میں جو کہ اُن فعال کی مثال ہیں سو خود آپ کی ذات مجمع الکمال اور اسمائے جامع البرکات سے تو تسلّ حاصل کرنا اور اُس کے وسیلہ سے دعا کرنا کیا کچھ نہوگا۔

نام احمد چون چنین یاری کند
تا کہ نورش چون مددگاری کند
نام احمد چون حصائے شد حصین
تا چه باشد ذات آن روح الامین

نام احمد چون چنین یاری کند
تا کہ نورش چون مددگاری کند
نام احمد چون حصائے شد حصین
تا چه باشد ذات آن روح الامین

مضمون متعلق فصل ۳۹ و ہم اس میں بعضے درود شریف کے صیغے (جنکو زیارت نبوی فی المنام میں بزرگوں کے تجربہ سے زیادہ دخل ہونا منقول ہے) مذکور ہیں اور زیارت فی المنام کی حالت میں بعض صلوات جو خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات متعلق آداب ذکر شریف کے سنہ میں وہ بھی مذکور ہیں اس لیے یہ مضمون کہ دو جز میں ہے مجموعہ فضیلین کے متعلق ہو گیا جز اول منقول از زاد السعید شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ نے کتاب ترغیب اہل السعادات میں لکھا ہے کہ شب جمعہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیت الکرسی اور گیارہ بار قل ہو اللہ اور بعد سلام سوا بار یہ درود پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ تین جمعے نہ گزرنے پاوین گے کہ زیارت نصیب ہوگی وہ درود شریف یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاَكْرَمِیْ
وَ اٰلِہٖ وَاٰحِبَّآہِ وَسَلِّمْ دیگر شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص

دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد کے پچیس بار قل ہو اللہ اور بعد سلام کے
 یہ درود شریف نہرار مرتبہ پڑھے دولت زیارت نصیب ہو وہ یہ ہے
 صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاَوْحِیِّ وَکَیْرِ نَبِیِّ شَیْخِ مَوْصُوفٍ نَے لکھا ہے کہ سوڑوشت
 شہار اس درود شریف کو پڑھنے سے دولت زیارت نصیب ہو اللہُمَّ
 صَلِّ عَلَی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ حَجْرِ اَنْوَارِ کَافَّةٍ مَعْدِنِ اَسْرَادِ کَافِلِیْنِ
 حُجَّتِکَ وَعَرْوِیْنِ مَمْلُکَتِکَ قَامَا وَحَضَرْتِکَ وَطَوَّازِ مَمْلُکَ
 وَخَزَائِنِ رَحْمَتِکَ وَطَرِیْقِ شَرِیْعَتِکَ الْمُتَلَدِّ ذِیْنِ حَیْدِکَ
 اِنْسَانِ عَلَی الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبِ فِی کُلِّ مَوَاجِئِ دَعَائِنِ اَعْيَانِ
 خَلْقِکَ الْمُنْقَدِّ مِنْ ثَوْرِ رِضَاکَ صَلَوَاتُہُ تَدْوِمُہُ وَامَامِہُ
 وَنَبَقِیْ بَقَائِہُ لَا تُنْقِضْ لَہَا دُونَ عِلْمِکَ صَلَوَاتُہُ تَخْصِیْکَ
 وَتَرْضِیْہِ وَتَرْضَیْ بِہَا عَنَّا بِاَرَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَکَیْرِہِ اس کو بھی
 سوتے وقت خدایا پڑھنا زیارت کے لیے شیخ نے لکھا ہے اَللّٰهُمَّ
 رَبِّ الْمَحَلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبِّ الْمَبِیْتِ الْحَرَامِ قَارِبِ التَّوَكُّنِ
 وَالْمَقَامِ اَبْلَغِ لِرُوحِ مَسِیْدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِّنَّا السَّلَامُ
 مگر بڑی شرط اس دولت کے حصول میں قلب کا شوق سے پڑھنا اور
 ظاہری و باطنی معصیتوں سے بچنا ہے جزو ثانی اس میں دو خواب میں رویا
 اوّل منشی شرافت اللہ صاحب نے جو ایک صالح محتاط دیندار راست گو
 آدمی ہیں کانپور میں اُس زمانہ میں دیکھا جبکہ میرے مضمون متعلق آداب نے کہ
 مولہ شریف مرقومہ اصلاح الرسوم پر وہاں غوغا تھا اور مجھ کو بذریعہ خط کے

رجب ۱۹ ۱۳۹۰ھ مطابق اکتوبر ۱۹۱۱ء میں اطلاع دی گود لائل شرعیہ کے
 ہوتے ہوئے اسکی حاجت نہیں مگر فطری طور پر رویاے صالحہ سے ایک
 خاص طور کی قناعت طبائع میں ضرور پیدا ہو جاتی ہے وہ لکھتے ہیں تین جا
 روز ہوئے میں نے ایک خواب صبح کے وقت دیکھا ہے کہ میں کسی مکان غیر
 معروف میں ہوں ایک بُراق آنکر اُس مکان کے دروازے پر ٹھہرا ہے
 لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ تیری سواری کے واسطے آیا ہے تھوڑی دیر کے بعد
 میں نے دیکھا کہ حضور سرور عالم جناب نبی مکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ایک بُراق پر تشریف لائے ہیں۔ ایک نقاب چہرہ مبارک پر ڈھکی ہوئی
 ہے حضور میرے قریب تشریف لا کر رونق افروز ہوئے ہیں میری حالت
 اُسوقت یہ تھی کہ گویا میں سونہیں رہا جاگ رہا ہوں اور حضور کی رونق افروزی
 کے بعد ایک قسم کا حجاب درمیان میں حائل ہے کہ میں حضور کی زیارت تو نہیں
 کر سکتا مگر حضور کے کلام مبارک کی آواز برابر میں سُنتا ہوں اب یا تو میں نے
 یا کسی اور حاضرین دربار نے (مجھ کو یہ یاد نہیں ہے) حضور سے عرض کیا کہ آجکل
 کانپور میں بہت شور مچ رہا ہے اور مولانا اشرف علی صاحب سے بہت لوگ
 مخالفت کر رہے ہیں اسکی کیا اصلیت ہے اسکے جواب میں حضور نے تمام خبریں
 کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا جو کچھ اشرف علی نے لکھا ہے وہ صحیح ہے اور
 اسکے بعد حضور نے صرف مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ اشرف علی کو کہنا کہ
 جو کچھ تم نے لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے مگر یہ وقت ان باتوں کے لکھنے کے لیے مناسب
 نہیں ہے۔ یہ آخر کا فقرہ اسقدر آہستہ سے ارشاد فرمایا کہ میں نے سنا اور

غالباً کسی دوسرے نے حاضرین میں سے نہیں مناسب اس کے بعد میری آنکھ
 کھل گئی تو صبح کی نماز کا وقت تھا اور چار شنبہ کا دن رجب کی دوسری تاریخ
 تھی جس قدر یاد تھا حرف بحرف عرض کیا گیا فقط تنبیہ یہ ارشاد کہ یہ وقت
 ان باتوں کو لکھنے کے لیے مناسب نہیں ہے آخر براہ شفقت و بطور رخصت جو حکم
 اور عزیمت نہیں علاوہ دلائل شرعیہ کے خود خواب ہی میں اس کا قرینہ موجود
 ہے یعنی آہستہ سے ارشاد فرمانا ورنہ احکام کا تقصضا ظاہر ہے کہ اعلان ہے
 میری اس رائے کی تقویت ایک کامل محقق جامع ظاہر و باطن شیخ سچو بھی ہو چکی
 ہے یہ وہ کیا ثانیہ کہ اس سے ایک عرصہ کے بعد حافظ اشفاق ہول تھا نوی مولد
 و بڑوئی مسکنانے (جو وضوح و صدق رویا میں خاص نہایت رکھتے ہیں) دیکھا
 اور یہ حافظ صاحب ذکر مولد شریف کے از حد شائق و راغب ہیں اس لیے بالخصوص
 اس میں تصرف خیال کا قطعاً ہی احتمال قطع ہے وہ لکھتے ہیں حضور فخر عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم رونق افروز ہیں دو دن پاے مبارک دراز کیے ہوئے اور چادر سفید
 پانوں سے گردن تک ڈالے ہوئے ہیں اور ایک دوپٹہ کمر سے بندھا ہوا ہے
 اور سفید چغیزب بدن ہے کمتر بن سامنے جا کر سلام عرض کیا ارشاد ہوا کہ جو شخص
 ہماری تعریف کر کے شفاعت چاہے ہم اس کی شفاعت نہیں کریں گے ہم اس کے
 شافع ہونگے جو ہماری احادیث پر عمل کریگا۔ اس سے تائید مدعا کی مع زیادہ
 ہوتی ہے اور وہ زیادت یہ ہے کہ اگر میں تمام تر رعایات و شرائط بھی ملحوظ
 ہوں تب بھی وہ اتباع سے درجہ متاخر میں ہے اب اس خاتمہ کو ختم کرتا ہوں اور
 اس کے ختم کے ساتھ رسالہ القاسم کے ایک مضمون کو جو کہ مجاہدین ۲۹ سہ ۱۴۰۱ھ کی پرچین

بدیل عنوان اصلاح معاملہ محضرت سالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم شائع کر نیکارادہ ہے
مطالعہ کرنے کی ترغیب دیتا ہوں کہ وہ اس تمام تر سالہ کی غرض کا گویا مختص ہے
مضمون خاتمہ کا ختم ہوا اور خاتمہ کے ساتھ رسالہ نشر الطیب ختم ہوا اور عجیب
اتفاق ہے کہ اس وقت بھی ربیع الاول کا مہینہ سہ شنبہ کا دن دوسرا
عشرہ ہے۔ والحمد للہ اولاً و آخراً والصلوة علی رسولہ باطناً و ظاہراً علی
آلہ وصحبہ الذین کل نہم کان طیباً و ظاہراً ما دام الغیث منقاراً و السحاب
تمطرطاً و کان ہذا فی ۱۳۲۵ من الهجرة المبارکة۔

مِنْ خَاتَمَةِ الرِّوَضِ

عَلَيْهِ مَا جَنَّ لَيْلٌ وَبَدَا سَحَرٌ

جب تک کہ شب محیط ہوتی رہے یا سحر ظاہر ہوتی رہے

الْعَابِدُ يَنْبَاحُ خَلْجاً كَمَا امْرُؤٌ

جو اخلاص کے ساتھ موافق امر الہی کے عبادات کرے

يَعْمُ فَضْلاً إِلَهِي كُلَّ مَرَحَضٍ وَرَأٍ

اے اللہ وہ سلام کل حاضرین کو ازراہ فضل عام ہو

صَلَّى وَسَلَّمَ مِنْ أَوْلَاهُ كُلُّ عِلَا

اے صلوات و سلام نازل فرمادے و ذوالکبریا کی خدمت میں حضور کا خطاب ہو

وَالِإِلَهِ الْعَزَّ وَالْأَعْلَى أَجْمَعِهِمْ

اور آپ کی آل پر انوار برپا اور آپ کے سب صحابہ پر

وَالْتَّابِعِينَ بِإِحْسَانٍ لَكُمْ وَكَذَا

اور آپ کے اخلاص کے ساتھ آپ کے تابعین پر ایسی طرح

عہدہ خاتمہ وہ موافق ارادہ کے شائع ہو گیا ۱۲ منہ ۱۳۲۵ اور بعض اسباب سے شمل مقدمہ کے خاتمہ کی عبارت بھی
اور یہی پھر دوسری طرح بدلی گئی ۱۲ منہ ۱۳۲۵ اور آغاز کے وقت بھی ربیع الاول کا مہینہ مگر دو شنبہ کا
دن عشرہ بھلا تھا اور اس میں عجیب لطیفہ پیدا ہوا یعنی شروع کو تو ولادت شریفہ سے مناسبت ہے اور وہ
دو شنبہ کا دن اور بعض کی تصحیح پر پہلا عشرہ تھا اور ختم کو وفات شریفہ سے مناسبت ہے اور وفات کو بھی
مفتی سمجھا جاتا ہے اور اس کا وقوع منگل کے ختم پر آیا ہے اور بقول مشہور وہ دو ستر عشرہ تھا اور مہینہ
دونوں واقعہ نکاح ربیع الاول تھیں سالہ کی ابتدا و انتہا کو آپ کے مکتوب ہجرت کی ابتدا و انتہا کی کسی اتفاقی تعلق سے

وَلَا تُسْجِلَنَّ لَكَ مِنْكَ أَرْمَةٌ

اور رجسۃ المہم کے ابرون کو احازت فرمگہ وہ خانیوی

وَالْأَلِ الصَّحِيبِ التَّابِعِينَ

اور آل اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر ان لوگوں پر

ثُمَّ الرِّضَىٰ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعَنْ عُمَرَ

پھر رضاعے حق ہو ابو بکرؓ سے اور عمرؓ سے

مَا نَحْنُ عَنَّا الْبَارِئُ حَبِيبًا

یہ اہلے رحمت اسوقت تک برستے رہیں حت تک
شاہد و خیرت مان کو اود شرقی یعنی مروا ہلائی رہے

فَاغْفِرْ لَنَا هَذَا وَغْفِرْ لَنَا

سو غفرنے مادی بھلے پر تھید کے کئے والے کی اوسنے دعا کی

عَلَى النَّبِيِّ بِمَنْعِهِ وَمَنْبِهِمْ

صلی اللہ علیہ وسلم پر ہیشہ ریزان و برستے رہیں

أَهْلُ التَّقَىٰ وَالتَّقَىٰ وَالتَّقَىٰ وَالتَّقَىٰ

جو ان سے ملے ہیں جو صاحبان تقویٰ اور علم و کرم ہیں

وَعَنْ عَلِيٍّ وَعَنْ عُمَرَ وَذِي الْكُرَمِ

اور علیؓ سے اور عثمانؓ ذی الکرم سے

وَأَطْرَبَ الْعِيسَىٰ كَادَ الْعِيسَىٰ

اور جب تک ہدی خوان متھران سفید رنگاں مل کر چکو
مذہب وائے لغوی کے خوش کرے یعنی ہمیشہ ۱۲ عطر الوردہ

سَأَلْتُكَ الْخَيْرَ يَا ذَا الْجُودِ الْكَرَمِ

میں آپ سے خیر کا سوال کرتا ہوں اے صاحبہ جود اور کرم کے

۱۲ تقدیم نام علیؓ کی نام عثمانؓ پر بضرورت وزن شعر کے ہے ۱۲

اعلان میرے تجارتی کتب خانہ سے حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ۔ اور مولوی سید محمد حسین صاحب ریلووی ماشق اکی صاحب غیرہ کی تصنیف کی ہوئی کتابیں اور کانپور کے ہر مطبع کی موجودہ کتابیں بہت جلد بکنا بیت ملین گی۔ ان کے علاوہ ادبی ست عمدہ کتابیں موجود ہیں جو صفحہ ۱۱۱ میں درج ہیں ان سب کتابوں کے بکنا بیت ملنے کا بہتہ محمد عبدالغفور مالک کتب خانہ اشرفیہ کانپور کو بھی شیخ ولایت علی

نام کتاب مع قیمت	نام کتاب مع قیمت	نام کتاب مع قیمت	نام کتاب مع قیمت
اسلام کامل عمود حصہ	تفہیم القرآن فی شرح عمود حصہ	تفہیم القرآن فی شرح عمود حصہ	تفہیم القرآن فی شرح عمود حصہ
ایک ساتھ حسین جاب	رفع الارتياب حسب	رفع الارتياب حسب	رفع الارتياب حسب
رسول مفضل صلوات اللہ علیہ	مسئلہ کا بیان یہ حصہ	مسئلہ کا بیان یہ حصہ	مسئلہ کا بیان یہ حصہ
وسلم کی سوانح عمری کو	ہستی زبور کا اضافہ	ہستی زبور کا اضافہ	ہستی زبور کا اضافہ
نہایت و بحیثیت رعدہ	زندگی اور موت کا شرعی	زندگی اور موت کا شرعی	زندگی اور موت کا شرعی
اُردو عبارت تین لکھا	دستور العمل حصہ کا مترجم	دستور العمل حصہ کا مترجم	دستور العمل حصہ کا مترجم
جسکے پڑھنے سے ایمان	اصلاح النساء یعنی حصہ	اصلاح النساء یعنی حصہ	اصلاح النساء یعنی حصہ
تازہ ہوتا ہے رعایتی قیمت	بہلا اضافہ عمود خود خط	بہلا اضافہ عمود خود خط	بہلا اضافہ عمود خود خط
صرف عم اور محصول	بہترین جہیز عم صرف	بہترین جہیز عم صرف	بہترین جہیز عم صرف
فہمہ خریدار	افلاح النساء - امین عم	افلاح النساء - امین عم	افلاح النساء - امین عم
مذکرۃ الرشید حصہ اول عم	اور عمید بطور کیا سیاق	اور عمید بطور کیا سیاق	اور عمید بطور کیا سیاق
حصہ دوم صرف عم	اصلاح الرجال یعنی ہستی کو	اصلاح الرجال یعنی ہستی کو	اصلاح الرجال یعنی ہستی کو
وصل الحبیب ۲۰۲	کا بہلا اضافہ عم خود خط	کا بہلا اضافہ عم خود خط	کا بہلا اضافہ عم خود خط
تبلیغ دین - ۱۰	ازالۃ الرین یعنی ہستی کو	ازالۃ الرین یعنی ہستی کو	ازالۃ الرین یعنی ہستی کو
الایضاح الادلہ عم	دوسرا اضافہ صرف	دوسرا اضافہ صرف	دوسرا اضافہ صرف
مکاتیب رشیدیہ ۲۰۲	حقوق العلم - ۳	حقوق العلم - ۳	حقوق العلم - ۳
مکتوبات امدادیہ ۲	فتاویٰ اشرفیہ عم حصہ اول	فتاویٰ اشرفیہ عم حصہ اول	فتاویٰ اشرفیہ عم حصہ اول
لطائف رشیدیہ ۱۰	حصہ دوم صرف ۲	حصہ دوم صرف ۲	حصہ دوم صرف ۲
برائین قاطعہ ۱۲	مناجات مقبول عم کاغذ	مناجات مقبول عم کاغذ	مناجات مقبول عم کاغذ
ارشاد مرشد عم	کلائی میل طمانی مینا کار	کلائی میل طمانی مینا کار	کلائی میل طمانی مینا کار
غذائے روح ۳	ایضاً کاغذ سفید	ایضاً کاغذ سفید	ایضاً کاغذ سفید
حفۃ العشاق ۱۰	مناجات مقبول کے عربی حصہ	مناجات مقبول کے عربی حصہ	مناجات مقبول کے عربی حصہ
گلزار معرفت ۱۲	اضافہ مع اُردو ترجمہ کے	اضافہ مع اُردو ترجمہ کے	اضافہ مع اُردو ترجمہ کے
ہستی زبور عم خود خط	تفہیم ثنوی غیر میل حصہ اول	تفہیم ثنوی غیر میل حصہ اول	تفہیم ثنوی غیر میل حصہ اول
سُورۃ میل کافی حصہ	حصہ دوم - عم	حصہ دوم - عم	حصہ دوم - عم
تہنیتی گوہر عم سہر	سیاق القرآن - اُردو کی نہایت	سیاق القرآن - اُردو کی نہایت	سیاق القرآن - اُردو کی نہایت

نیز انکلیت یہ بھی عمدہ ہے قیمت ۶ - بہترین وسائل سفر و در شکلیں بہت عمدہ کتاب ہے صرف ۳۰ کراوات ملاحظہ صرف ۶

عبدالغفور مالک کتب خانہ اشرفیہ
کان پور کبھی شیخ ولایت علی

یہ سب کتابیں اس پتہ پر منگائیے محمد عبدالغفور مالک کتب خانہ اشرفیہ کانپور کو بھی شیخ ولایت علی

جانب و غیرہ

اے میرے دوست! یہ ہے کہ
 میں نے تجھے یہ سب کچھ
 بتا دیا ہے۔

مَدْرَسَةُ الْإِسْلَامِ

شوق وطن
اسک دھن سے خود
آہستہ پیدا ہو گیا

متدیو کی درستی کا حکم
متدیو کی درستی کا حکم

عظ
اشم المولى
تضيق لانا است
يا بكي يا وعظون
محمود عه وقول بيا
قيت ان حصة
دوق حصة

یہ کیا ہے جو قاتل کی
اور عاشق کی رکت
تو قی زرق ۲

اعمال قرآنی
امین محمدیان و تعویذات
محبیبیہ نعمت پور جمہوریہ

خدا سے انعام
والانیوالی کتاب
ہست عمدہ کتاب ہے

مخزن الحکمت
تبحس امراض میں خواص دیوہ
من شاعت علاج لسان
وعروہ و نیر و من بہت
تجد و کتاب ہے
تحت المآخذ

مجمع الفنون
 اس میں جمع ہوا دوزبان کی شرافت
 سے مرض کی بیماریاں وغیرہ
 چاکر اور غریب کا دل کو نالی خوشی
 ہوا اس سے علاج بھی ہے ۱۱

اصلی ہشتی زبور
صحیح عند مظاہرین کے دلائل
قیمت دروہ یہ بین احمد
ہشتی گوہر یعنی
گیا جو احباب ہشتی
کافیت

وفا

سکھنے والی ہے

ماتر ۱۰۰۰ روپے کے لئے یہ بھاری جہاز

[illegible]

و حالات یہ رہا اور اولیاء اللہ کے مجاہدات نے غفر
غیرہ روح پر ماضی کا ٹکڑا کھل کر دکھایا تھا
اور وہ اعلیٰ کی طرف غنی بن گئے تھے
قیمت لکھ دیا یہ جاننا

کتابوں کے ملنے کا پتہ محمد علیہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کتابخانہ اشرفیہ کانپور کو ٹھی شیخ ولایت علی